فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبد اللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ تَعْجِيْلِ الْإِفْطَارِ

روزہ جلد کھولنے کا بیان یعنی مستحب ہے کہ جلد روزہ کھولا جائے دیر نہ کی جائے

فائدہ: امام ابن عبدالبر نے کہا کہ روزہ جلد کھولنے اور سحری دیر سے کھانے کی حدیثیں صحیح اور متواتر ہیں اور عبدالرزاق کے نزدیک عمرو بن میمون وغیرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب کا دستور تھا کہ روزہ جلد کھولا کرتے تھے اور سحری دیر سے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

۱۸۲۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے جب تک روزہ جلد کھولا کریں گے۔

فائدہ: یعنی واسطے پیروی کرنے سنت کی اس حال میں کہ ٹھہرنے والے ہیں نزدیک حد اس کی کے۔ پیدا کرنے والے اپنے عقلوں سے وہ چیز کہ بدل ڈالے اس کے قواعد کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ اس واسطے کہ یہود اور نصاریٰ روزہ دیر سے کھولتے ہیں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اور اہل کتاب کی تاخیر کی ایک حد ہے اور وہ ہے ظاہر ہونا ستاروں کا اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ ہمیشہ میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک کہ روزہ کھولنے میں ستاروں کا انتظار نہ کریں گے اور اس میں بیان علت کا ہے بیچ اس کے اور مہلب نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے دن میں رات سے اور اس واسطے کہ وہ بہت ارفق ہے ساتھ روزے دار کے اور قوت دینے والا ہے اس کو عبادت پر اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ثابت ہو ڈوبنا آفتاب کا ساتھ دیکھنے کے یعنی آدمی خود اس کو اپنی نظر سے ڈوبتا دیکھے یا دو آدمی عادل اس کے ڈوبنے کی خبر دیں اور اسی طرح اگر ایک آدمی عادل خبر دے تو اس کی خبر بھی ارجح قول میں مقبول ہے اور امام ابن دقیق العید نے کہا کہ اس حدیث میں رد ہے شیعہ پر بیچ تاخیر کرنے ان کے روزہ کھولنے

میں ظاہر ہونے ستاروں تک اور شاید کہ یہی ہے وہ سبب بیچ وجود خیر کے ساتھ جلد روزہ کھولنے کی اس واسطے کہ جو اس کو تاخیر کرتا ہے وہ فعل خلاف سنت میں داخل ہوتا ہے اور جو ابو داؤد کی زیادت میں گزر چکا ہے وہ اولیٰ ہے کہ ہو سبب اس حدیث کا اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی تو اس وقت شیعہ موجود نہ تھے بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جلد روزہ کھولنا مستحب ہے اور اس میں تاخیر کرنا مکروہ نہیں مگر جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور اس میں فضیلت کا اعتقاد رکھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاخیر مطلق مکروہ نہیں اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ ایک چیز کے مستحب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی نقیض مطلق مکروہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اس پر کہ شوال کے چھ روزے مستحب نہیں تا کہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ وہ رمضان کے ساتھ ملحق ہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اور فرق پوشیدہ نہیں۔

تنبیہ: بدعات منکرہ سے یہ بات ہے جو اس زمانہ میں پیدا ہوئی دینے اذان دوسرے سے پہلے فجر کے بقدر تین گھڑی کے اور بجھانے چراغوں کے سے جو گروانے گئے ہیں علامت واسطے حرام کرنے کھانے اور پینے کے اس پر جو روزے کا ارادہ رکھتا ہو واسطے زعم کرنے کے اس کے نکالنے والے سے کہ وہ واسطے احتیاط کے ہے عبادت میں اور نہیں جانتے اس کو مگر بعض لوگ اور مقرر کھینچا ان کو اس بات نے اس نوبت تک کہ نہیں اذان دیتے مگر بعد غروب کے ساتھ ایک درجہ کے واسطے تمکین وقت کے جس کو انہوں نے گمان کیا سو روزہ کھولنے میں انہوں نے دیر کی اور سحری کھانے میں جلدی کی اور سنت کا خلاف کیا پس اسی واسطے ان سے نیکی کم ہوئی اور ان میں بدی بہت ہوئی اور اللہ کی پناہ ہے۔ (فتح)

۱۸۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰى أَمْسٰى قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰى تُمْسِيَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِي إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۱۸۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا سو نبی ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ شام کے پہر نبی ﷺ نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول، اس نے کہا کہ اگر آپ انتظار کریں یہاں تک کہ شام ہو تو خوب ہوتا فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول جب تو رات کو دیکھے کہ ادھر سے آئے یعنی پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اول وقت بہت جلد روزہ کھولتے تھے کہ بعض لوگوں کو شبہ رہتا تھا کہ شاید ابھی دن باقی ہے اور ثابت ہوا کہ جب آفتاب غروب ہو اور پورب کی طرف سے سیاہی ظاہر ہو تو وہی وقت

ہے روزہ کھولنے کا۔

بَابُ اِذَا اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

باب ہے جب کوئی رمضان میں روزہ کھولے پھر آفتاب نکلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی اگر کوئی رمضان میں روزہ کھولے اس گمان سے کہ آفتاب غروب ہوا پھر آفتاب نکل آئے تو کیا اس پر اس دن کی قضا واجب ہے یا نہیں اور اس مسئلے میں اختلاف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اس میں مختلف ہے۔ کما سیاتی اور مراد طلوع سے آفتاب کا ظاہر ہونا ہے۔ (فتح)

۱۸۲۳۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيْلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوْا بِالْقَضَآءِ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ قَضَآءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِيْ أَقَضَوْا أَمْ لَا.

۱۸۲۳۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل کے دن روزہ کھولا پھر سورج نکلا کسی نے ہشام سے کہا کہ ان کو قضا کا حکم ہو۔ اس نے کہا کہ قضا سے کوئی چارہ نہیں اور معمر نے کہا کہ میں نے ہشام سے سنا کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے وہ روزہ قضا کیا یا نہیں۔

فائدہ: اور یہ روایت ثانی بظاہر پہلی روایت کے معارض ہے لیکن تطبیق یہ ہے کہ یقین کرنا اس کا ساتھ قضا کے محمول ہے اس پر کہ اس میں اس نے اور دلیل سے استدلال کیا اور اُوپر اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سو اس میں نہ قضا کی اثبات مروی ہے اور نہ نفی اور علماء کو اس مسئلے میں اختلاف ہے۔ سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس روزے کی قضا واجب ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ قضا واجب ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قضا واجب نہیں اور مجاہد اور حسن سے روایت ہے کہ قضا واجب نہیں اور یہی ہے قول اسحق کا اور ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ ہشام کا قول کہ اس دن کی قضا ضروری ہے سند نہیں۔ اور میرے نزدیک ظاہر نہیں ہوا کہ ان پر قضا ہے۔ اور ترجیح دیتی ہے پہلے قول کو یعنی یہ کہ قضا واجب ہے۔ یہ بات کہ اگر پہلی تاریخ کو رمضان کا چاند ڈھانکا جائے یعنی بسبب ابر وغیرہ کے نظر نہ آئے اور صبح کو لوگ روزہ نہ رکھیں پھر ظاہر ہوا کہ یہ رمضان کا دن ہے تو اس کی قضا بالاتفاق واجب ہے۔ سو اسی طرح یہ بھی واجب ہوگی اور ابن متین نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قضا واجب نہیں جب کہ روزہ نظر کا ہو۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکلفین تو صرف ظاہر کے ساتھ مخاطب ہیں۔ پس اگر اجتہاد کریں اور اجتہاد

میں خطا ہو تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ
باب ہے نابالغ لڑکوں کے روزوں کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے یا نہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے واجب نہیں اور مستحب کہا اس کو ایک جماعت نے سلف سے انہیں میں سے ہیں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں تو عادت ڈالنے کے واسطے ان کو حکم کیا جائے اور حد مقرر کی ہے اس کی ان کے اصحاب نے ساتھ سات برس کے اور دس برس کے مانند نماز کی اور اسحق نے کہا کہ اس کی حد بارہ برس ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں دس برس ہے اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر طاقت رکھے تین روزے پے در پے کی کہ ان میں ضعیف نہ ہو تو اس کو روزے کی ترغیب دی جائے۔ اور پہلا قول جمہور کا ہے اور مشہور مالکیہ سے یہ ہے کہ نابالغ لڑکوں کے حق میں روزہ رکھنا مشروع نہیں۔ اور تحقیق باریک بینی کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ رد کرنے کے اوپر ان کے ساتھ وارد کرنے اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتداء ترجمہ میں اس واسطے کہ کہا نہایت اس چیز کا کہ اعتماد کرے تین اس کو حدیثوں کے معارضہ میں دعویٰ عمل اہل مدینہ کا ہے برخلاف ان کے اور نہیں کوئی عمل کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے قوی اس عمل سے کہ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہو باوجود سخت کوشش ان کی کے اور بہت ہونے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان کے زمانے میں اور تحقیق کہا حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے اس شخص کے جس نے رمضان میں روزہ افطار کیا تھا واسطے جھڑکنے اس کے کہ تو نے کیوں روزہ نہیں رکھا اور حالانکہ ہمارے لڑکے روزے دار ہیں۔ اور عجب بات کہی ابن ماجشون نے مالکیہ سے سو کہا کہ اگر نابالغ لڑکے روزے کی طاقت رکھیں تو ان پر روزے کو لازم کیا جائے اور اگر بدون عذر کے افطار کریں تو واجب ہے ان پر قضا۔

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِنَشْوَانٍ فِيْ رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ

اور کہا عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نشے والے مرد کو رمضان میں کہ خرابی ہو تجھ کو اور حالانکہ ہمارے بچے روزے دار ہیں سو اس کو حد ماری یعنی حد شراب کی کہ اسی کوڑے ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو شام کی طرف نکالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کو روزہ رکھنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة.

١٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَآءَ

۱۸۲۴۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوریٰ کی صبح کو انصار کے گاؤں کی طرف کہلا بھیجا کہ جو صبح کرے اس حال میں کہ روزہ نہ رکھا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن پورا کرے اور جس نے صبح کی ہو حالت روزہ میں تو چاہیے کہ

إِلَى قُرَى الْأَنْصَارِ مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكَى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ.

روزہ رکھے۔ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم اس کے بعد میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے لڑکوں کو بھی روزہ رکھاتے تھے۔ اور ہم ان کے واسطے اون سے کھیلنے کی چیز بناتے تھے۔ سو جب ان میں سے کوئی روتا تھا تو ہم اس کو وہ چیز کھیلنے کو دیتے تھے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھیلیں یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ یعنی وہ کھلونا ان کو غفلت میں ڈال دیتا یہاں تک کہ افطار کا وقت ہوتا۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عہن کے معنی اون کے ہیں۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ عاشوریٰ کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ اور اس کی طرف پہلے بھی اشارہ گزر چکا ہے اور آئندہ بھی اس پر کلام آئے گی اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر تجربہ کرانے لڑکوں کے روزے پر اور عادت ڈالنے کے ان کے اوپر اس کے کما تقدم اس واسطے کہ جو اس عمر کی مثل میں ہو جس کا حدیث میں ذکر ہے سو وہ غیر مکلف ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ کیا جاتا تھا واسطے ان کے یہ تاکہ ان کو تجربہ ہو جائے اور عجب بات کہی ہے قرطبی نے پس کہا کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور بعید ہے کہ آپ نے اس کا حکم کیا ہو اس واسطے کہ وہ عذاب دینا ہے چھوٹے بچے کو ساتھ عبادت مشکل کے جو سال میں مقرر نہیں ہوتی اور حدیث رزینہ کی اس کو رد کرتی ہے اور وہ یہ ہے جو ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پلانے والی عورتوں کو حکم کرتے تھے روزہ رکھیں اور اپنے بچوں کو رات تک دودھ نہ پلائیں باوجود یہ کہ صحیح اہل حدیث اور اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ جب صحابی بات کہے کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا تو اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہے اس واسطے کہ ظاہر یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر سوال کرتے ان کے کہ آپ کو احکام سے باوجود یہ کہ یہ ایسا امر ہے کہ اس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہیں سو نہیں کیا اس کو اصحاب نے مگر ساتھ توقیف کے انتہی۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾

باب ہے روزے وصال کے بیان میں اور بیان اس شخص کا جو کہتا ہے کہ رات میں روزہ نہیں واسطے دلیل اس آیت کے کہ پھر پورا کرو روزے کو رات تک

فائدہ: وصال کہتے ہیں اس کو کہ پے در پے دو یا تین روزے رکھے اور جو چیز کہ دن میں روزے کو توڑ ڈالتی ہے اس

کو رات میں نہ کھائے یعنی ان کے درمیان کچھ نہ کھائے نہ رات کو نہ دن کو ساتھ نیت کے پس جو اتفاقاً نہ کھائے وہ اس حکم سے خارج ہو گا۔ اور جو کل رات یا بعض رات بند رہے وہ اس میں داخل ہوگا اور نہیں یقین کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے مشہور ہونے اختلاف کے بیچ اس کے اور یہ جو کہا کہ من قال لیس فی اللیل صیام الخ سو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خدا نے رات کو روزہ فرض نہیں کیا سو جس نے روزہ رکھا اس نے مشقت اٹھائی اور اس کو اجر نہیں۔ اور اسی کے معنی میں ہے حدیث بشیر کی جو احمد اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ بشیر کی عورت نے کہا کہ میں نے نیت کی کہ پے در پے دو دن وصال کا روزہ رکھوں سو بشیر نے مجھ کو منع کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روزے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ کام نصاریٰ کرتے ہیں و لیکن روزہ رکھو جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم کیا ہے پھر پورا کرو روزے کو رات تک پس جب رات آئے تو روزے کو افطار کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے روزہ بعد داخل ہونے رات کے اور اگر یہ حدیثیں صحیح ہوں تو وصال کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ اور نہ اس کے فعل میں قربت ہوگی اور یہ خلاف ہے اس چیز کے جس کو صحیح حدیثیں چاہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کا روزہ رکھا اگرچہ راجح یہ بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ (فتح وغیرہ)

وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَّهُمْ وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ

اور منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے سے واسطے رحم کرنے کے ان کے لیے اور واسطے نگاہ رکھنے قوت اور بدن کے اوپر ان کے۔

فائدہ: یہ حدیث ابھی آتی ہے اور یہ جو کہا کہ واسطے باقی رکھنے اوپر ان کے تو یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت سے اور وصال کے روزے سے اور ان کو حرام نہ کیا واسطے نگاہ رکھنے کے اوپر ان کے۔

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ

اور باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے تعمق سے

فائدہ: یعنی مبالغہ اور شدت کرنا بیچ تکلف اس چیز کے کہ اس کے ساتھ مکلف نہیں گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر رمضان کا مہینہ مجھ پر لمبا ہو جاتا تو برابر اتنے روزے ملے کے رکھتا جاتا کہ چھوڑ دیتے شدت سے محنت کرنے والے اپنی شدت کو یعنی لوگ عاجز ہو کر ملے کا روزہ چھوڑ دیتے۔

۱۸۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پے در پے روزے نہ رکھو کہ ان کے درمیان کچھ کھاؤ پیو نہیں۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ پے در پے روزے رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا

قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقٰى أَوْ إِنِّي أَبِيْتُ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

ہے یا یوں فرمایا کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔ یعنی جس طرح آدمی کو کھانے پینے سے طاقت ہوتی ہے مجھ کو بدون اس کے اللہ طاقت دیتا ہے یا سچ مچ اللہ نبی ﷺ کو کھانا کھلاتا ہوگا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس حدیث کا سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اخیر مہینے میں طے کے روزے رکھے اور آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی طے کے روزے رکھے سو نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ (فتح)

۱۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّيْ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى.

۱۸۲۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے اصحاب نے کہا کہ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھ کو کھانا پینا ملتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اس کے سبب کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے روزے میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی وصال کیا پس وہ روزہ ان پر دشوار ہوا سو نبی ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔

۱۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ.

۱۸۲۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ طے کے روزے نہ رکھو سو جو کوئی طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھے پھر کھول ڈالے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ وصال کرتے ہیں یعنی طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بلکہ میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھانا دینے والا ہے جو مجھ کو کھانا دیتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

۱۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ

۱۸۲۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا نبی ﷺ نے طے کے روزے سے واسطے رحمت کے ان کے لیے سو

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَّهُمْ.

اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں، فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں بے شک میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ذکر کیا عثمان نے لفظ رحمة لھم کا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع ان حدیثوں کے اس پر کہ طے کا روزہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے اور اس پر کہ آپ کے سوا اور کسی کو طے کا روزہ رکھنا منع ہے۔ مگر سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے پھر منع مذکور میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منع بطور حرام کے ہوا اور بعض کہتے ہیں کراہت کے ہوا اور بعض کہتے ہیں جس پر مشکل ہو اس کو حرام ہے اور جس پر مشکل نہ ہو اس کو درست ہے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے پس نقل کی گئی ہے تفصیل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اس سے روایت کی ہے کہ وہ پندرہ دن طے کا روزہ رکھتے تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور تابعین سے ابی نعیم اور عامر بن عبداللہ اور ابراہیم بن یزید اور ابو الجوزاء وغیرہ نے روایت کی یہ طبری وغیرہ نے اور دلیل ان کی وہ حدیث ہے جو آئندہ باب میں آتی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نہی کے بعد طے کا روزہ رکھا پس اگر نہی تحریم کے لیے ہوتی تو نبی ﷺ ان کو طے کے روزے پر برقرار نہ رکھتے پس معلوم ہوا کہ مراد آپ کی نہی سے رحمت ہے واسطے ان کے اور تخفیف ہے ان سے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حدیث میں تصریح کی اور یہ مثل اس چیز کی ہے کہ منع کیا ان کو نبی ﷺ نے رات کے کھڑے ہونے سے واسطے خوف اس کے کہ رات کا کھڑا ہونا ان پر فرض ہو جائے اور نہ انکار کیا اس کے فاعل پر ان میں سے کہ اس پر قادر تھا اور عنقریب ہے کہ اس کی نظیر صیام الدھر میں آئے گی۔ سو جس پر مشکل نہ ہو اور نہ قصد کرے موافقت اہل کتاب کا اور نہ منہ پھیرے سنت سے بیچ جلد روزہ کھولنے کے اس کو وصال سے منع نہ کیا جائے۔ اور اکثر یہ مذہب ہے کہ طے کا روزہ حرام ہے اور شافعیہ سے اس میں دو وجہیں ہیں ایک تحریم دوسری کراہت۔ اس طرح اقتصار کیا اس پر نووی رحمہ اللہ نے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اُم میں کہا کہ حرام ہے اور عجب بات کہی قرطبی نے سو کہا کہ مجھ کو شک ہے کہ بعض اہل ظاہر اس کو حرام کہتے ہیں یا بعض اہل ظاہر کو اس کی حرمت میں شک ہے اور اس شک کے کوئی معانی نہیں اس واسطے کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ حرام ہے اور صحیح کہا اس کو ابن عربی مالکی نے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ سحری تک طے کا روزہ رکھنا درست ہے واسطے دلیل حدیث

ابو سعید کے جو مذکور ہے اور اس وصال پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اس قبیل سے کہ مرتب ہوتی ہے اس کے غیر پر مگر یہ کہ وہ حقیقت میں بجائے اس کے عشا کے کھانے کی ہے لیکن وہ اس کو موخر کرتا ہے اس واسطے کہ روزے دار کے لیے دن اور رات میں کھانا ہے پس اگر اس کو سحری کے وقت کھائے تو نقل کیا ہوگا اس کو اول رات سے اس کے اخیر تک اور ہوگا زیادہ تر ہلکا کرنے والا واسطے جسم اس کے کے اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کو وہ ہے کہ نہ مشکل ہو روزے دار پر نہیں تو قربت نہ ہوگی۔ اور انفصال کیا ہے اکثر شافعیہ نے بایں طور کہ سحری تک بند رہنا وصال نہیں بلکہ وصال یہ ہے کہ ساری رات کھائے پیے نہیں جیسا کہ بند رہتا ہے دن کو اور سحری تک بند رہنے کو تو وصال صرف اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ صورت میں وصال کے مشابہ ہے۔ اور محتاج ہے طرف ثبوت دعوے کے بایں طور کہ وصال سوائے اس کے نہیں کہ وہ حقیقت ہے تمام رات بند رہنے میں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ نبی ﷺ سحری تک طے کا روزہ رکھتے تھے۔ روایت کی یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے واسطے حرمت کے ساتھ حدیث مذکور کے کہ جب رات ادھر سے آئے اور دن ادھر سے جائے تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت ہوا اس واسطے کہ نہیں کیا رات کو محل واسطے غیر فطر کے پس روزہ رکھنا اس میں مخالفت ہے واسطے وضع اس کے کی مانند دن فطر کے اور جواب دیا ہے انہوں نے بھی بایں طور کہ قول آپ ﷺ کا رحمة لهم حرمت کو منع نہیں کرتا اس واسطے کہ رحمت آپ کی واسطے ان کے یہ ہے کہ اس کو ان پر حرام کیا اس پر نہی کے بعد نبی ﷺ کا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ روزہ رکھنا سو یہ آپ ﷺ کی تقریر نہ تھی بلکہ واسطے تقریع اور تنکیل کے تھا پس احتمال کیا ان سے یہ واسطے مصلحت نہی کے بیچ تاکید جھڑک ان کی کے اس واسطے کہ جب وہ اس کو کریں گے تو ظاہر ہوگی واسطے ان کے حکمت نہی کی اور ہوگا سبب طرف بلانے دلوں ان کے کی واسطے اس چیز کے کہ مرتب ہوتی ہے اس پر سستی سے عبادت میں اور قصور سے اس چیز میں کہ وہ اس سے زیادہ تر مقصود ہے نماز کے وظیفوں اور قراءت وغیرہ سے اور بھوک سخت اس کی منافی ہے اور تحقیق تصریح کی نبی ﷺ نے ساتھ اس کے کہ طے کا روزہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور کسی کو درست نہیں واسطے قول نبی ﷺ کے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں یہ ساتھ اس چیز کے ہے کہ جوڑا گیا ہے طرف اس کی استحباب تعجیل نظر سے جیسے کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ حرام نہیں حدیث ابو داؤد کی کہ اول باب میں اس پر تنبیہ گزر چکی ہے اس واسطے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس میں تصریح کی ہے کہ نبی ﷺ نے طے کے روزے کو حرام نہیں کیا اور نجار وغیرہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا اور نہیں ہے اولیٰ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے کہا کہ اللہ نے آپ کا وصال قبول کیا اور آپ کے بعد طے کا روزہ کسی کو درست نہیں لیکن اس حدیث کی اسناد صحیح نہیں اور جواز کی دلیلوں میں یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے نہی کے بعد

طے کا روزہ رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ یہ نہی تنزیہ کے واسطے ہے تحریم کے واسطے نہیں۔ نہیں تو اصحاب رضی اللہ عنہم روزہ نہ رکھتے اور بشیر بن خصاصیہ کی حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام نہیں اس واسطے کہ برابری کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ نہی کے درمیان وصال کے اور درمیان تاخیر فطر کے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے حق میں کہا کہ وہ اہل کتاب کا فعل ہے اور نہیں قائل ہوا کوئی ساتھ تحریم تاخیر فطر کے سوائے بعض ان لوگوں کے کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے ساتھ ان کے اہل ظاہر سے اور اعتبار معنی کے بھی یہ درست ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے نفس کا اور اس کی شہوتوں کا اور اکھاڑنا اس کا ہے لذت دار چیز سے اسی واسطے قائم رہے ہیں اس کے جواز پر مطلق یا مقید وہ امام جو مذکور ہوئے اور اس باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں یہ کہ احکام میں سب مکلفین برابر ہیں اور یہ کہ جو حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثابت ہو وہ امت کے حق میں بھی ثابت ہے مگر جو دلیل سے مستثنیٰ ہو، اور یہ کہ جائز ہے معارضہ مفتی کا اس چیز میں کہ فتویٰ دے ساتھ اس کے جب کہ اس کے حال کے برخلاف ہو اور نہ جانتا ہو مسئلہ پوچھنے والا ساتھ بھید مخالفت کے کہ جائز ہے طلب کرنی واسطے کھولنے حکمت نہی کے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاصوں کا ہونا ثابت ہے اور یہ کہ عموم یہ آیت ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ مخصوص ہے اور یہ کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تھے رجوع کرتے طرف فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے جس کی صفت معلوم ہے اور جلدی کرتے تھے طرف پیروی اس کی کے مگر اس چیز میں کہ ان کو اس سے منع کیا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب خاصوں کی پیروی نہیں کی جاتی اور تحقیق توقف کیا ہے اس میں امام الحرمین نے اور ابو شامہ نے کہا کہ نہیں جائز کسی کو مانند ہونا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح میں مانند زیادہ نکاح کرنے کی چار عورتوں سے اور مستحب ہے بچنا اس چیز سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے اور مستحب ہے تشبہ کرنا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے مانند نماز چاشت کی اور اس طرح مستحب، پس نہیں تعرض کیا واسطے اس کے اور وصال اسی قبیل سے ہے پس احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر اس سے منع نہ کیا ہو تو اس کے ساتھ پیروی کرنی منع نہیں۔ اور اس میں بیان ہے واسطے قدرت اللہ کے اوپر پیدا کرنے مسببات عادیات کے یعنی بغیر سبب ظاہر کے کما سیاتی البحث فیہ۔ (فتح)

بَابُ التَّنْكِيْلِ لِمَنْ اَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں سزا اس شخص کے کہ وصال کے بہت روزے رکھے روایت کی یہ سزا انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اکثر کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طے کے روزے کم رکھے اس پر کوئی عذاب نہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی طے کا روزہ رکھنے میں عدم مشقت کا گمان ہے لیکن نہ عذاب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جائز ہو۔ (فتح)

۱۸۲۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِيْ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَّنْتَهُوْا.

۱۸۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کے روزے سے منع فرمایا سو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا کہ تم میں سے میری طرح کون ہے میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے انکار کیا اس سے کہ باز رہیں طے کے روزے سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک دن طے کا روزہ رکھا پھر ایک دن رکھا پھر عید کا چاند دیکھا سو فرمایا کہ اگر چاند دیر کرتا تو میں تم کو روزے زیادہ کرتا اور یہ وصال ساتھ ان کے مانند عذاب کے تھا واسطے ان کے جب کہ انہوں نے باز رہنے سے انکار کیا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز قول لو کے اور حمل کرنے نہی کے جو وارد ہے اس میں اوپر اس چیز کے کہ نہیں متعلق ہے ساتھ امور شرعیہ کے اور مراد اور زیادہ کرنے سے وصال ہے یعنی میں تم کو وصال میں زیادہ کرتا یہاں تک کہ تم اس سے عاجز ہو جاتے اور تخفیف چاہتے ساتھ ترک کرنے اس کے۔ (فتح)

۱۸۳۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو طے کے روزے سے یہ کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا کسی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ طے کا روزہ رکھتے ہیں فرمایا میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے پس اٹھاؤ عمل سے وہ چیز کہ اس کہ طاقت رکھو۔

فائدہ: یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے تو اس معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی معنے میں ہے اور یہ کہ رمضان کی راتوں میں اللہ کے نزدیک سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا پینا لایا جاتا تھا واسطے کرامت کرنے کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطال نے اور جو اس کے تابع ہے بایں طور کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو نہ ہوتے وصال کرنے والے اور بایں طور کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یظل دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ دن میں بھی واقع ہوتا ہے پس اگر کھانا پینا حقیقی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے دار نہ ہوتے۔ اور

جواب یہ ہے کہ روایتوں میں راجح لفظ ابیت کا ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور اگر فرضاً ثابت بھی ہو تو نہیں حمل کرنا کھانے اور پینے کا مجاز پر اولیٰ حمل کرنے لفظ اظل سے مجاز پر، اور یہ تقدیر تنزل نہیں ضرر دیتی ہے کوئی چیز اس سے اس واسطے کہ جو دیا جائے ساتھ اس کے رسول بطور کرامت کے کھانے پینے بہشت کے سے اس میں آپ ﷺ پر احکام مکلفین کے جاری نہیں ہوئے جیسے کہ آپ ﷺ کا سینہ سونے کے طشت میں دھویا گیا باوجود یہ کہ دنیا کے سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے۔ اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ جو چیز شرعاً روزے کو توڑ دیتی ہے وہ تو صرف کھانا متعاد ہے جو دنیا میں مروج ہے اور جو کھانا کہ عادت کے مخالف ہو مانند کھانے بہشتی کے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہیں لین دین اس کا جنس اعمال سے بلکہ وہ تو صرف ثواب کی جنس سے ہے مانند کھانے اہل بہشت کے بہشت میں اور کرامت عادت کو باطل نہیں کرتی اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں کوئی مانع حمل کرنے کھانے اور پینے کے سے حقیقت پر اور نہیں لازم آتی کوئی چیز پہلے اعتراضوں سے بلکہ روایت صحیح ابیت ہے یعنی میں رات گزارتا ہوں اور کھانا اور پینا آپ ﷺ کا اس چیز سے کہ دی جاتی تھی بہشت سے نہیں قطع کرتا وصال آپ ﷺ کے واسطے خصوصیت آپ ﷺ کی کے ساتھ اس کی گویا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ ﷺ کو کہا گیا کہ آپ وصال کرتے ہیں سو فرمایا کہ میں اس میں تمہاری طرح نہیں ہوں اس میں کہ جو تم میں سے کھائے پیے اس کا وصال ٹوٹ جاتا ہے بلکہ میرا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور میرا وصال قطع نہیں ہوتا پس کھانا اور پینا میرا غیر ہے کھانے اور پینے تمہارے کے باعتبار صورت اور معنے کے اور زین بن منیر نے کہا کہ وہ محمول ہے اس پر کہ آپ ﷺ کا اس حالت میں کھانا اور پینا مانند حالت سونے والے کے ہے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے سیری اور سیرابی ساتھ کھانے پینے کے اور ہمیشہ رہتا ہے واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ بیدار ہو اور نہیں باطل ہوتا ساتھ اس کے روزہ اس کا اور نہیں ٹوٹتا وصال اس کا اور نہیں کم ہوتا اجر اس کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حالت استغراق پر محمول ہے تا کہ نہ اثر کرے اس میں کوئی چیز احوال بشریہ سے اور جمہور نے کہا کہ مراد کھلانے پلانے سے مجاز ہے لازم کھانے پینے سے اور یہ قوت ہے پس گویا کہ آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ مجھ کو کھانے پینے والے کی قوت دیتا ہے اور بہاتا ہے مجھ پر اس چیز کو کہ کھانے پینے کے قائم مقام ہو اور انواع طاعت پر قوت دے بغیر ضعف کے قوت میں اور نہ بوجہ کہ احساس میں یا یہ معنی ہیں کہ اللہ پیدا کرتا ہے آپ ﷺ میں سیری اور سیرابی سے وہ چیز کہ آپ ﷺ کو کھانے پینے سے بے پروا کر دے پس نہ آپ ﷺ کو بھوک معلوم ہو اور نہ پیاس اور فرق درمیان اس وجہ کے یہ ہے کہ بنا بر وجہ کے آپ ﷺ کو قوت دی جاتی تھی بغیر سیری اور سیرابی کے ساتھ بھوک اور پیاس کے اور بنا بر وجہ ثانی کے دی جاتی تھی آپ ﷺ کو قوت ساتھ سیری اور سیرابی کے اور ترجیح دی گئی ہے پہلی وجہ کو بایں طور کہ دوسری وجہ روزے دار کی حالت کے منافی ہے اور فوت کرتی ہے مقصود کو ساتھ روزے اور

وصال کے اس واسطے کہ بھوک وہ روح ہے اس عبادت خاصہ کے اور نیز بعید کرتی ہے اس کو نظر کرنی طرف حال نبی ﷺ کے کہ آپ ﷺ سیر کرنے والے چیز سے اکثر بھوکے رہتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تمسک کیا ہے ابن حبان نے ساتھ ظاہر حال کے پس استدلال کیا ساتھ اس حدیث کے اوپر ضعیف کرنے ان حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں ساتھ اس کے کہ نبی ﷺ بھوکے ہوتے تھے اور بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ رسول کو کھلاتا تھا اور پلاتا تھا جبکہ طے کا روزہ رکھتے پس کس طرح چھوڑتا آپ کو بھوکا یہاں تک کہ محتاج ہوتے طرف باندھنے پتھر کے اوپر پیٹ اپنے کے پھر کہا کہ کیا فائدہ دیتا ہے پتھر بھوک سے پھر دعویٰ کیا کہ یہ تصحیف ہے بعض راویوں سے اور سوائے اس کے نہیں کہ لفظ حجز ہے ساتھ زا کے اور لوگوں نے اس پر ان سب باتوں میں بہت رد کیا ہے اور ابلغ اس چیز کا کہ رد کیا جائے ساتھ اس کے اوپر وہ چیز ہے جو اس نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کو نکلے سو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا سو فرمایا کہ کس چیز نے تم کو نکالا ہے فرمایا نہیں نکالا ہم کو مگر بھوک نے اور مجھے بھی قسم اُس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں نکالا مجھے مگر بھوک نے، آخر حدیث تک پس کہ حدیث رد کرتی ہے اس چیز کو کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ پتھر بھوک سے کچھ فائدہ نہیں دیتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ پیٹھ کو قائم رکھتا ہے اس واسطے کہ پیٹ جب خالی ہو تو اکثر اوقات آدمی قیام سے ضعیف ہوتا ہے واسطے مڑنے پیٹ اس کے اوپر اس کے سو جب اس پر پتھر باندھے تو سخت اور قوی ہوتا ہے آدمی اوپر قیام کے یہاں تک کہ کہا بعض اس شخص نے کہ واقع ہوا واسطے اس کے یہ کہ میں گمان کرتا تھا کہ پاؤں پیٹ کو اٹھاتے ہیں۔ پس ناگہاں پاؤں پیٹ کو اٹھاتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد کھلانے اور پلانے سے یہ ہو کہ مشغول رکھتا ہے مجھ کو ساتھ فکر کرنے کے عظمت اس کی میں غذا پانے کے ساتھ معارف اس کے کے اور ٹھنڈی ہونے آنکھ کے ساتھ محبت اس کی کے اور استغراق کے بیچ مناجات اس کی کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے کھانے اور پینے سے اور اسی کی طرف میلان کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اور کہا کہ کبھی ہوتی ہے یہ غذا اعظم غذا جسموں سے اور وہ شخص کہ ہو واسطے اس کے ذوق اور تجربہ جانتا ہے بے پرواہ ہونا بدن کا ساتھ غذا دل اور روح کے بہت غذاؤں جسمانیہ سے خاص کر وہ خوشی کہ پیدا ہو ساتھ مطلوب اپنے کے کہ ٹھنڈی ہوئی ہے آنکھ اس کی ساتھ محبوب اپنے کے۔ (فتح)

بَابُ الْوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ — باب ہے سحری تک روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی جائز ہونا اس کا اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ قول امام احمد رحمہ اللہ اور ایک گروہ اہل حدیث کا ہے اور شافعیہ سے بعض وہ شخص ہیں کہ کہتے ہیں کہ وہ وصال حقیقی نہیں۔ (فتح)

۱۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي — ۱۸۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُّطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَّسْقِيْنِ.

فرمایا کہ طے کا روزہ نہ رکھو سو تم میں سے جو طے کا روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ سحری تک وصال کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ وصال کرتے ہیں فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرے لیے کھلانے والا ہے جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھ کو پلاتا ہے۔

فائدہ: ابن خزیمہ کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سحری تک وصال کرتے تھے سو آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کیا سو نبی ﷺ نے اس کو منع کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت آپ یہ کام کرتے ہیں آخر حدیث تک اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے واسطے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی وصال سے مقید ہے سحری تک اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے وصال کرنا سحری تک اور محفوظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطلق ہونا نہی کا ہے بغیر قید کرنے کے ساتھ سحری کے اور اسی پر اتفاق کیا ہے سب راویوں نے اور قید نہی کی وصال سے سحری تک شاذ ہے اور اگر فرضاً یہ روایت صحیح بھی ہو تو بے شک اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے طرف تطبیق کی درمیان ان کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے اول مطلق وصال سے منع کیا ہو برابر ہے کہ ساری رات کا ہو یا بعض رات کا اور اس طرح ہے محمول ہوگی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی پھر خاص کی گئی نہی ساتھ تمام رات کے پس مباح کیا وصال کو سحری تک اور اسی پر محمول ہوگی حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی کراہت تنزیہی پر محمول ہوگی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی ما فوق السحر سے اوپر کراہت تحریم کے محمول ہوگی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلٰى أَخِيْهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَآءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ قسم کھائے اپنے بھائی پر تاکہ روزہ کھولے بھائی روزہ نفل میں اور نہیں اعتقاد کیا اس پر قضاء کو جب کہ ہو موافق تر ساتھ حال اس کے کے یعنی مثلاً معذور ہو یا روزہ اس کو بیماری میں ڈالے

فائدہ: قسم کھائے یعنی کہے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے گا تو میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب

میں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور اس طرح ذکر قسم کا پس اس طریق میں واقع نہیں ہوا جیسے کہ ہم اس کو بیان کریں گے۔ اور اس طرح قضا پس نہیں واقف ہوا میں اس پر بیچ کسی چیز کے طریقوں اس کے سے مگر یہ کہ اصل عدم قضا ہے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو شارع نے اور اگر قضا واجب ہوتی تو اس کو بیان کرتے باوجود حاجت اس کی کے طرف بیان کی اور گویا کہ اشارہ کرتا ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا پکایا سو جب کھانا آگے رکھا گیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بھائی نے تجھ کو بلایا اور مشقت سے تیرے لیے کھانا پکایا، روزہ کھول ڈال اور اگر چاہے تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے عدم ایجاب پر اور یہ جو فرمایا کہ جب ہو موافق تر ساتھ حال اس کے تو کبھی سمجھا جاتا ہے اس سے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جواز اور عدم قضا اس کے حق میں ہے جو معذور ہو ساتھ کھولنے اس کے نہ اس کے حق میں جو جان بوجھ کر بلا سبب اس کو توڑ ڈالے۔ (فتح)

١٨٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَإِنِّي صَآئِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ قَالَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُومُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

١٨٣٢۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان برابری کی یعنی ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا سو سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سو اس کی بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا کو میلے پرانے کپڑے پہنے دیکھا یعنی زینت کے کپڑے نہ پہنے ہوئے تھے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے زینت کو ترک کیا ہے اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی کچھ حاجت نہیں سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا کہ تم کھاؤ کہ مجھے تو روزہ ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے سو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا سو جب رات ہوئی تو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ رات عبادت کے لیے کھڑے ہونے لگے سو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو جاؤ سو وہ سو گئے پھر کھڑے ہونے لگے اس نے کہا کہ سو جاؤ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑے ہو جاؤ سو دونوں نے نماز پڑھی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ تحقیق

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ.

تیرے رب کا تجھ پر حق ہے یعنی اس کی عبادت کر اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کو بہت مشقت میں نہ ڈال تا کہ بیمار اور ہلاک نہ ہو جائے، اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے یعنی اس کے ساتھ سو اور صحبت اور مخالطت کر سو ہر حقدار کو اپنا حق دے سو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کا قول آپ سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان سچا ہے۔

فائدہ: اس کے ایک طریق میں آیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ البتہ تو روزہ کھولے اور یا ما انا کے لفظ سے پہلے قسم مقدر ہے **وفيه المطابقة للترجمة** اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں، جائز ہے برداری کرنے واسطے اللہ کے اور یہ کہ مشروع ہے زیارت کرنی بھائیوں کی اور رات گزارنی نزدیک ان کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا بیگانی عورت سے واسطے حاجت کے اور سوال کرنا اس چیز سے کہ مرتب ہو اس پر مصلحت اگرچہ ظاہر میں وہ مسائل کے متعلق نہ ہو اور اس میں خیر خواہی ہے واسطے مسلمان کے اور تنبیہ کرنی واسطے غافل کے اور اس میں فضیلت ہے اخیر رات میں کھڑے ہونے کی اور یہ کہ مشروع ہے زینت کرنا عورت کو واسطے خاوند اپنے کے اور ثابت ہونا حق عورت کا اپنے خاوند پر حسن معاشرت میں اور کبھی پکڑا جاتا ہے اس سے ثبوت حق جماع کا عورت کے واسطے قول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کہ تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ کہ جائز ہے منع کرنا مستحبات سے جب کہ خوف کرے کہ یہ پہنچائے گا طرف رنج اور تھکانے کی اور فوت کرنے حقوق مطلوبہ واجبہ یا مندوبہ کے کہ راجح ہے فعل ان کا فعل مستحب مذکور پر اور یہ کہ وعید وارد ہے اس شخص پر جو منع کرے نمازی کو نماز سے خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ منع کرے اس کو ظلم اور تعدی سے اور یہ کہ مکروہ ہے شدت کرنی نفس پر عبادت میں وسیاتی بیان ذلک اور یہ کہ جائز ہے توڑنا روزے نفل کا جیسا کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے اور یہی ہے قول جمہور کا اور نہیں مذہب کی انہوں نے اس پر قضا لیکن اس کو مستحب ہے کہ اس کو قضا کرے اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے اس کے لیے مثال بیان کی مانند اس شخص کی کہ مال لے جائے تا کہ خیرات کرے پھر پلٹ آئے اور خیرات نہ کرے یا اس میں سے کچھ خیرات کرے اور کچھ روک رکھے اور ان کی دلیل ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اس حال میں کہ روزے دار تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شربت منگوایا اور اس کو پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا کو دیا سو اس نے بھی پیا پھر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا سو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رمضان

کا کوئی روزہ قضا کرتی تھی یعنی کیا یہ روزہ قضا رمضان کا تھا اس نے کہا کہ نہیں فرمایا اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا روزہ تھا تو اس کے بدلے روزہ رکھ اور اگر نفل تھا تو اگر چاہے تو قضا کر اور اگر چاہے تو نہ قضا کر روایت کی یہ حدیث احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور واسطے اس کے شاہد ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر عذر ہو تو جائز ہے توڑنا نفل روزے کا اور نہیں واجب ہے اس پر قضا اور اگر عذر نہ ہو تو اس کا توڑنا منع ہے اور قضا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر حال میں قضا لازم ہے۔ یعنی خواہ عذر ہو یا نہ ہو ذکر کیا ہے اس کو طحاوی نے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ اس شخص کے کہ توڑے حج نفل کو اس واسطے کہ اس کی قضا اس کو بالاتفاق واجب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حج ممتاز ہے ساتھ کئی احکام کے کہ نہیں قیاس کیا جاتا غیر اس کا اوپر اس کے بیچ ان کے سو ایک ان میں سے یہ ہے کہ جو حج کو توڑے اس کو حکم کیا جاتا ہے ساتھ گزرنے کے بیچ حج فاسد کے اور جو روزے کو توڑے اس کو اس میں گزرنے کا حکم نہیں کیا جاتا پس دونوں جدا ہو گئے اور اس واسطے کہ وہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سو نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے اور عجب بات کہی ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے پس نقل کیا اجماع کو اوپر نہ واجب ہونے قضا کے اس شخص سے کہ اپنے روزے کو عذر سے توڑے اور جو قضا کو واجب کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں اور حفصہ دونوں روزے دار تھیں سو ہمارے آگے کھانا لایا گیا جس کی ہم کو خواہش تھی سو ہم نے اسے کھایا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو جلدی کی مجھ سے طرف آپ کی حفصہ نے اور تھی وہ بیٹی اپنے باپ کی یعنی اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دلیر تھی سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول سو یہ حال اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھو لیکن یہ حدیث مرسل ہے مسند نہیں اور خلال نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ثقات نے اوپر مرسل ہونے اس کے اور شاذ ہے جس نے اس کو موصول کیا اور اتفاق کیا ہے حفاظ نے اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف کہا ہے اس کو بخاری اور احمد اور نسائی نے اور بر تقدیر ثبوت کہا جائے گا کہ ثابت ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے افطار کرتے نفل روزے سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی اول باب من نوی بالنہار صوما میں اور بعض نے اس میں زیادہ کیا ہے یہ لفظ کہ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر فرمایا لیکن میں پھر اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھوں گا۔ اور نسائی نے کہا کہ یہ زیادتی ضعیف ہے اور حکم کیا اس نے ساتھ خطا ہونے اس کے اور بر تقدیر صحت پس جمع کیا جائے گا درمیان ان دونوں کے ساتھ حمل کرنے امر قضا کے اوپر مذہب کے اور جو قرطبی نے کہا کہ جواب دیا جاتا ہے ابو جحیفہ کی حدیث سے ساتھ اس کے کہ افطار کرنا ابو درداء کا تھا واسطے قسم دینے سلمان رضی اللہ عنہ کے اور واسطے عذر ضیافت کے پس موقوف ہوگا اس پر کہ یہ عذر ان اعذار سے ہے کہ جائز کرتے ہیں افطار کو اور ابن

قیس نے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب سے نقل کیا ہے کہ نہ افطار کرے وہ روزے کو واسطے مہمان کے کہ اترے ساتھ اس کے اور نہ واسطے اس شخص کے کہ قسم کھائے اس پر ساتھ طلاق کے اور عتاق کے اور اسی طرح اگر وہ قسم کھائے ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ روزہ افطار کرے تو قسم کا کفارہ دے، اور روزہ افطار نہ کرے اور عنقریب ہے کہ بعد کئی بابوں کے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ کھولا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے دار تھے اور تحقیق انصاف کیا ہے ابن منیر نے حاشیہ میں سو کہا کہ نفل روزے کی صورت میں بغیر عذر کے کھانے کے حرام کرنے میں نہیں وارد ہوئی مگر دلیلیں عام مانند قول اللہ تعالیٰ **ولا تبطلوا اعمالکم** یعنی نہ باطل کرو اپنے عملوں کو لیکن خاص مقدم ہوتا عام پر مانند حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی اور مہلب نے کہا کہ روزہ کھولا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے تاویل اور اجتہاد سے پس ہوگا معذور پس نہیں قضا اوپر اس کے لیکن یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق نہیں پس اگر روزہ کھولے کوئی ساتھ مثل عذر ابو درداء رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے تو البتہ واجب ہے اس پر قضا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے فعل کو ٹھیک کہا پس ترقی کی اس نے مذہب صحابی سے طرف نص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تحقیق کہا ابن عبدالبر نے کہ جو دلیل پکڑے بیچ اس کے ساتھ آیت ولا تبطلوا اعمالکم کے پس وہ جاہل ہے ساتھ اقوال اہل علم کے اس واسطے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے نہی ہے ریا سے گویا کہ کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ ریا کے اور دکھانے کے بلکہ خالص کرو ان کو واسطے اللہ کے اور، اور لوگوں نے کہا کہ نہ باطل کرو اپنے عملوں کو ساتھ اختیار کرنے کے کبیرہ گناہوں کے اور اگر ہوتی مراد ساتھ اس کے نہی باطل کرنے اس چیز سے کہ نہیں فرض کیا اس کو اللہ نے اوپر اس کے اور نہ واجب کیا اس نے اس کو اپنے نفس پر ساتھ نذر وغیرہ کے تو البتہ منع ہوتا اس پر روزہ کھولنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ مباح کرے روزہ کھولنے کو روزے واجب سے اور وہ اس کے قائل نہیں۔

تنبیہ: یہ ترجمہ جس سے اب فارغ ہوئے ہیں اول بابوں نفل کا ہے ابتداء کیا مصنف نے اس کے ساتھ حکم میں روزے نفل کے کہ کیا واجب ہے تمام کرنا اس کا ساتھ داخل ہونے کے بیچ اس کے یا نہیں۔ پھر وارد کیا باقی بابوں کو اس پر کہ اختیار کیا اس کو ترتیب سے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ — باب ہے شعبان کے روزے کے بیان میں

فائدہ: یعنی مستحب ہونا اس کا گویا کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ عموم اس کے کے ہے تخصیص سے اور بیچ مطلق اس کے کے ہے تقیید یعنی اس سے عموم کی تخصیص لازم آتی ہے۔ کما سیاتی بیانہ

۱۸۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

۱۸۳۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ کبھی روزہ نہ کھولیں گے اور

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُهُ اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ.

روزہ کھولتے یہاں تک کہ ہم کہتے کبھی روزہ نہ رکھیں گے اور نہیں دیکھا میں نے نبی ﷺ کو کہ پورے کیے ہوں روزے کسی مہینے کے تمام کبھی مگر رمضان کے اور نہیں دیکھا میں نے کبھی نبی ﷺ کو کہ بہت روزے رکھتے ہوں بہ نسبت شعبان کے یعنی شعبان میں اتنے روزے رکھتے تھے کہ اور مہینے میں اتنے نہ رکھتے تھے سوائے رمضان کے۔

فائدہ: معنی ابتداء حدیث کے یہ ہیں کہ عادت شریف نبی ﷺ کی روزہ نفل میں یہ تھی کہ ہمیشہ رکھیں کبھی کتنے دنوں متصل روزے رکھتے حتیٰ کہ لوگ گمان کرتے اور کہتے کہ روزہ نہیں کھولیں گے اور کبھی اتنے روزے کھولتے کہ گمان کرتے کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھے نبی ﷺ روزے رکھتے شعبان کے مگر تھوڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ نبی ﷺ تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے، اکثر شعبان ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ روزہ رکھتے تھے تمام شعبان میں ایک سال اور اکثر شعبان میں دوسرے سال تا کہ نہ وہم کیا جائے کہ واجب ہے سارا مہینہ مانند رمضان کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ ہے کہ کبھی شعبان کے اول سے روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے اخیر سے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان سے پس نہ خالی چھوڑتے تھے کسی چیز کو اس سے ساتھ روزے کے اور نہ خاص کرتے تھے بعض اس کے کو ساتھ روزے کے سوائے بعض کے اور صواب پہلی وجہ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ نبی ﷺ جو شعبان میں بہت روزے رکھتے تھے تو اس کی حکمت کیا ہے۔ سو بعضے کہتے ہیں کہ تھے مشغول رہتے تین روزوں ہر مہینے کے سے واسطے سفر وغیرہ کے پس جمع ہوتے پس قضا کرتے تھے ان سب کو شعبان میں اشارہ کیا ہے طرف اس کی ابن بطال نے اور اس میں ایک حدیث ضعیف وارد ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی تعظیم کے واسطے رکھتے تھے اور اس میں بھی ایک حدیث وارد ہو چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بیبیاں نہیں قضا کرتی تھی وہ روزے کہ تھے ان پر رمضان سے یعنی جو روزے ان کے رمضان میں عذر حیض سے قضا ہو جاتے تھے ان کو شعبان میں قضا کرتی تھیں۔ اور یہ عکس اس چیز کا ہے جو پہلے گزر چکا ہے حکمت سے بیچ ہونے بیبیوں نبی ﷺ کے بیچ ہونے ان کے کہ نہیں موخر کرتیں قضا رمضان کو شعبان میں اس واسطے کہ وارد ہو چکا ہے اس میں کہ یہ تاخیر واسطے ہونے ان کے کہ تھیں مشغول ہوتیں ساتھ خدمت نبی ﷺ کے روزے سے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ اس کے پیچھے رمضان آتا ہے اور اس کا روزہ فرض ہے اور تھے بہت روزے رکھتے شعبان میں بقدر اس چیز کے کہ روزے رکھتے دو مہینوں میں سوائے اس

کے واسطے اس چیز کے کہ فوت ہوتا تھا آپ ﷺ سے نفل روزے سے ساتھ اس کے بیچ دنوں رمضان کے اور اولیٰ اس باب میں وہ ہے جو آیا ہے ایک حدیث میں کہ زیادہ ترجیح ہے پہلی سب حدیثوں سے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی وغیرہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول نہیں دیکھتا میں آپ کو کہ روزے رکھتے ہوں کسی مہینے سے اس قدر کہ روزے رکھتے ہیں آپ شعبان سے فرمایا یہ مہینہ ہے کہ غافل ہوتے ہیں لوگ اس سے درمیان رجب اور رمضان کے اور وہ مہینہ ہے کہ اٹھائے جاتے ہیں اس میں عمل طرف رب العالمین کی پس میں دوست رکھتا ہوں کہ میرا عمل اٹھایا جائے اس حال میں کہ میں روزے دار ہوں اور نہیں تعارض ہے درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیثوں سے بیچ نہی کے پیشوائی کرنے رمضان کے سے ساتھ روزے ایک دن یا دو دن کے اور اسی طرح جو آیا ہے کہ شعبان کے اخیر نصف میں روزہ رکھنا منع ہے اس واسطے کہ تطبیق درمیان ان کے ظاہر ہے ساتھ اس کے کہ حمل کی جائے نہی اس شخص پر جس کی ان دنوں میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر فضیلت روزہ رکھنے کے شعبان میں اور جواب دیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس سے کہ آپ ﷺ محرم میں بہت روزے کیوں نہیں رکھتے تھے باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ افضل روزہ وہ ہے جو محرم میں واقع ہو ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ نبی ﷺ نے نہ معلوم کیا اس کو مگر اپنی آخر عمر میں پس نہ طاقت پائی آپ ﷺ اس پر کہ محرم میں بہت روزے رکھیں یعنی آپ کو اس کا موقع نہ ملا یا اتفاق پیش آئی آپ ﷺ کو اعذار سے ساتھ سفر اور بیماری کے مثلاً وہ چیز کہ باز رکھا آپ ﷺ کو کثرت صوم سے بیچ اس کے اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے کلام اوپر اس حدیث کے کہ نہیں تھکتا یعنی ثواب دینے سے اللہ یہاں تک کہ تم عمل سے تھک جاؤ اور مناسبت اس کی واسطے حدیث کے اشارت ہے طرف اس کی کہ تحقیق روزہ نبی ﷺ کا نہیں لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے مگر یہ جو طاقت رکھے اس چیز کی کہ تھے طاقت رکھتے اور یہ کہ جو مشقت میں ڈالے جان اپنی کو بیچ کسی چیز کے عبادت سے تو خوف ہے اس پر کہ تھک جائے پس پہنچائے گا طرف ترک اس کی کے اور ہمیشگی کر کے عبادت پر اگرچہ تھوڑی ہو اولیٰ ہے مشقت نفس سے بیچ کثرت اس کی کے جبکہ قطع ہو جائے پس تھوڑا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے افضل ہے بہت سے کہ قطع ہو اکثر اوقات میں۔ (فتح)

١٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ

۱۸۲۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شعبان سے زیادہ تر کسی مہینے میں روزے نہ رکھتے تھے پس تحقیق نبی ﷺ کل شعبان کے روزے رکھتے تھے یعنی اکثر شعبان کے اور فرماتے تھے کہ نیک عمل اتنے کرو جتنے تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے تھکتا نہیں حتیٰ کہ تم عمل

كُلَّهُ وَكَانَ يَقُوْلُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا.

کرتے تھک جاؤ یعنی عبادت وہی بہتر ہے جو ہمیشہ ہو سکے جس سے دل اداس نہ ہو اور نبی ﷺ کے نزدیک سب عملوں سے بہت پیارا وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور نبی ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہیشگی کرتے تھے۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ تھکنے سے مراد ماندگی ہے اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہے پس واجب ہے تاویل کرنی اس کی پس کہا محققوں نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ معاملہ کرے تم سے معاملہ تھکنے کا پس بند کر دے تم سے ثواب اپنا اور فضل اپنا اور رحمت اپنی۔ (ق)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِفْطَارِهِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے نبی ﷺ کے روزہ کھولنے اور رکھنے سے

فائدہ: یعنی نفلی روزے سے اور روزوں کے درمیان افطار کرنے سے ابن منیر نے کہا کہ نسبت کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے باب کو طرف نبی ﷺ کی اور مطلق چھوڑا اس کو تاکہ کبھی جائے ترغیب واسطے امت کے کہ شعبان کے روزے رکھنے میں نبی ﷺ کی پیروی کریں اور قصد کیا ساتھ اس باب کے بیان کرنا حال نبی ﷺ کا۔ (فتح)

١٨٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَصُوْمُ

١٨٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں روزے رکھے نبی ﷺ نے کوئی مہینہ پورا کبھی سوائے رمضان کے اور روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کبھی افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ کہتا کہنے والا کہ قسم ہے اللہ کی کہ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے نبی ﷺ کی عادت شریف نفلی روزے میں معلوم ہوئی۔

١٨٣٦۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ

١٨٣٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی ﷺ روزہ کھولتے کسی مہینے میں یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ نہ رکھیں گے اور تھے روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ اس سے کوئی روزہ افطار نہ کریں گے

مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتَّى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَآءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَاَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَاَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسًا فِي الصَّوْمِ.

اور اگر تو چاہے یہ کہ دیکھے نبی کریم ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے تو آپ کو اس طرح ہی دیکھ سکتا ہے اور اگر تو چاہے آپ ﷺ کو سوتے ہوئے تو تو آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھ سکے گا۔

۱۸۳۷۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَآئِمًا إِلَّا رَاَيْتُهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَاَيْتُهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَاَيْتُهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَاَيْتُهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَّلَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَّلَا عَبِيْرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِّنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸۳۷۔ حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو اس نے کہا کہ نہ تھا میں دوست رکھتا یہ کہ میں دیکھوں نبی ﷺ کو مہینے میں روزے دار مگر کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور نہ افطار کرنے والے مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ دوست رکھتا تھا میں یہ کہ نبی ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھوں مگر کہ میں نے آپ کو دیکھا اور نہ سونے والے مگر کہ آپ کو دیکھا اور نہیں چھوا میں نے خز کو اور نہ ریشم کو کہ نرم ہو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے اور نہیں سونگھا میں نے کسی مشک کو اور نہ عنبر کو کہ زیادہ تر خوشبو دار ہو نبی ﷺ کی خوشبو سے۔

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کا حال نفل روزے اور نماز میں مختلف تھا سو کبھی تو اول رات میں کھڑے ہوتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں۔ جیسا کہ کبھی مہینے کے اول میں روزے رکھتے تھے اور کبھی اس کے درمیان میں اور کبھی اس کے اخیر میں سو جو چاہتا تھا کہ آپ کو رات کے کسی وقت میں نماز پڑھتے دیکھے یا مہینے کے کسی وقت میں روزے دار دیکھے اور بار بار آپ کو تاک لگائے تو ضروری ہے کہ آپ کو نماز پڑھتے اور روزے دار پائے موافق اس کے کہ آپ کو دیکھنا چاہے یہ ہیں معنے حدیث کے اور یہ مراد نہیں کہ آپ پے در پے روزے رکھتے تھے اور نہ یہ کہ آپ تمام رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ کوئی نماز نفل پڑھتے تھے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے تو مراد اس سے موکدہ سنتیں ہیں نہ مطلق نفل پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان دونوں حدیثوں کے نہیں تو ظاہر میں دونوں آپس میں معارض ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تھے نبی ﷺ اوپر کامل ترین صفتوں کے ازروی خلق اور پیدائش کے پس آپ کل تھے کمال کا اور جل جلال کا

اور جملہ جمال کا اور آپ پر افضل صلوٰۃ اور سلام ہو سیاق بیانہ مستوفی اور باب کی دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے نفلی روزہ رکھنا ہر مہینے میں اور یہ کہ مطلق ہے نفلی روزہ مگر وہ چیز کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور یہ کہ نہ نبی ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھا ہے اور نہ تمام رات کھڑے ہوئے ہیں اور گویا کہ آپ نے اس کو ترک کیا تا کہ نہ پیروی کی جائے آپ کی پس دشوار ہو امت پر اگرچہ آپ کو اس قدر قوت ملی تھی کہ اگر آپ اس کا التزام کرتے تو اس پر قادر تھے لیکن عبادت میں میانہ روی اختیار کی سو کبھی روزہ رکھا اور کبھی نہ رکھا اور کبھی رات کو کھڑے ہوئے اور کبھی سوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانی چیز پر اگرچہ نہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس سے انکار کرے واسطے مبالغہ کرنے کے اس کی تاکید میں بیچ نفس سامع کے۔ (فتح) اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا پسینہ عطر سے زیادہ تر خوشبودار تھا۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

حق مہمان کا روزے میں یعنی اگر روزہ نفل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر سے روزہ کھول ڈالے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ اگر کہتا حق مہمان افطار میں تو البتہ ہوتا واضح تر لیکن اس سے روزے کی تعیین نہ سمجھی جاتی تھی پس محتاج ہوتا بخاری یہ کہ کبھی روزے سے اور ہو گی وہ چیز کہ باب باندھا ساتھ اس کے اختصار اور ایجاز سے۔ (فتح)

۱۸۳۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ يَعْنِيْ إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ.

۱۸۳۸۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس ذکر کی ساری حدیث یعنی بے شک تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو میں نے کہا کہ کیا ہے روزہ داؤد علیہ السلام کا فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں مہمان کا بھی حق ہے یعنی گھر والے کو چاہیے کہ اس کی خاطر نفلی روزہ افطار کرے۔

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

حق بدن کا روزے میں یعنی روزے نفل میں بدن کی بھی رعایت کرنی ضروری ہے روزے رکھنے میں ایسی افراط نہ کرے کہ بدن ضعیف اور بیمار ہو جائے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ حق کے اس کے اس جگہ مطلوب ہی عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مندوب اس بنا پر واجب پس خاص ہے ساتھ اس وقت کے جب کہ خوف کرے تلف کا اور نہیں ہے وہ مراد اس جگہ میں۔ (فتح)

۱۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ نِصْفَ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۳۹۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوتی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے دن کو اور کھڑا ہوتا ہے رات کو میں نے کہا کہ کیوں نہیں یا نبی ﷺ فرمایا سو ایسا نہ کیا کر یعنی ہمیشہ روزہ اور قیام نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سویا بھی کر اس واسطے کہ بے شک تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور کافی ہے تجھ پر کہ روزہ رکھے تو ہر مہینے سے تین دن اور اس واسطے کہ بے شک تجھ کو ہر نیکی کے بدلے دس گنا ثواب ہے کہ بے شک وہ ساری عمر کا روزہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو سختی پکڑی میں نے اوپر اپنے سو سختی پکڑی گئی اوپر میرے میں نے کہا یا نبی ﷺ میں اپنے بدن میں قوت پاتا ہوں کہ روزہ مجھ کو ضعف نہ لائے فرمایا پس روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی اس پر زیادہ نہ کر میں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر کا روزہ کیا تھا فرمایا آدھا زمانہ راوی نے کہا پس تھے عبداللہ کہتے بعد اس کے کہ بوڑھے ہوئے کہ کاش میں نے نبی ﷺ کی رخصت قبول کی ہوتی یعنی ہر مہینے میں تین روزے رکھنا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا اور اس سختی کا اپنے اوپر التزام نہ کرتا کہ اب ان دنوں میں بڑھاپا ضعف لایا ہے۔

فائدہ: امام نووی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوئے اور عاجز ہوئے محافظت سے اوپر اس چیز کے کہ التزام کیا اس کو اپنی جان پر نزدیک نبی ﷺ کے پس دشوار ہوا ان پر فعل ان کا واسطے عاجز ہونے

ان کے اور خوش لگا اس کو یہ کہ چھوڑی اس کو واسطے التزام کرنے اس کے کی پس تمنا کی انہوں نے یہ بات کہ کاش میں رخصت کو قبول کرتا اور ہلکی چیز کو پکڑتا میں کہتا ہوں عبداللہ بن عمرو نے باوجود عجز اپنے کے اور تمنا کرنے اس بات کے کہ رخصت کو قبول کرتا نہ چھوڑا انہوں نے عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ اس کو اپنے اوپر لازم کیا تھا۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ — ہمیشہ روزہ رکھنے کے بیان میں

فائدہ: یعنی کیا ہمیشہ روزہ رکھنا مشروع ہے یا نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا صریح حکم کوئی بیان نہیں کیا اس واسطے کہ دلیلیں اس میں متعارض ہیں اور احتمال ہے کہ یہ منع عبداللہ کے ساتھ خاص ہو واسطے اس چیز کے کہ اطلاع پائی اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ حال سے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنے میں ہے ان مخصوں کے کہ ضرر پائے ساتھ پے در پے روزہ رکھنے سے اور باقی رہے گا غیر اس کا حکم جواز پر یعنی اس کے سوا اور شخص کو ہمیشہ روزہ رکھنا درست ہوگا واسطے عام ہونے ترغیب کے مطلق روزے میں کما سیاتی فی الجہاد کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھے تو دور کرتا ہے اللہ منہ اس کے کو آگ سے۔

۱۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ

۱۸۴۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ میں کہتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات بھر نماز پڑھا کروں گا یعنی ہمیشہ ایسا کروں گا جب تک کہ جیتا رہوں گا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہ میں نے یہ بات کہی ہے فرمایا کہ بے شک تو اس کی طاقت نہیں رکھتا سو کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھ اور کبھی کھڑا ہوا کر اور کبھی سویا کر اور روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس واسطے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ہے اور یہ ہمیشہ کے روزے کی مانند ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور دو دن نہ رکھ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ اور یہ روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے اور وہ سب روزوں سے بہتر ہے پس میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

روزہ اس سے افضل نہیں۔

فائدہ: یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھ تین دن ہر مہینے سے تو یہ بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ اجمال کیا گیا ہے بیچ قول آپ ﷺ کے فصم وافطر کے اور تقریر آپ ﷺ کی کہ اوپر ظاہر اس کے اس واسطے کہ اطلاق مساوات کو چاہتا ہے اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے روزے کی طرح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند ہونا نہیں مستلزم ہے مساوات کو ہر وجہ سے اس واسطے کہ مراد اس جگہ دوگنا ہوتا ہے سوائے اس دوگنا ہونے کے کہ حاصل ہے فعل سے لیکن صادق آتا ہے اس کے فاعل پر بطور مجاز کے کہ اس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْأَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گھر والوں کا روزے میں حق ہے یعنی بیوی اور بال بچوں کا روایت کی ہے یہ حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

١٨٤١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّيْ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّيْ فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَّإِنَّ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا قَالَ إِنِّيْ لَأَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِّيْ بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا أَدْرِيْ كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ مَرَّتَيْنِ.

١٨٤١۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں پے در پے روزے رکھتا ہوں سو یا تو نبی ﷺ نے میری طرف کسی کو بھیجا یا میں خود نبی ﷺ سے ملا یعنی اتفاقاً سو فرمایا کہ کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور رات کو نماز پڑھا کرتا ہے اور کبھی نہیں سوتا سو ایسا نہ کیا کر کہ اس واسطے کہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حصہ ہے اور تیرے نفس اور تیرے اہل کا بھی تجھ پر حصہ ہے میں نے کہا کہ میں ہمیشہ کے روزے کی طاقت رکھتا ہوں سو فرمایا کہ روزہ رکھ مانند روزے داؤد علیہ السلام کی انہوں نے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ کس طرح تھا فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور جب دشمن سے ملتے تھے تو نہ بھاگتے تھے یعنی ایک دن افطار کرنے کے ساتھ اپنی قوت کو نگاہ رکھتے تھے تاکہ دشمن کے مقابلے سے نہ بھاگیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا نبی ﷺ کون ہے واسطے میرے کہ ذمہ دار ہو ساتھ اس خصلت اخیر کے کہ نہ بھاگنا ہے دشمن

سے یعنی اس کی دشواری اس پر زیادہ ہے کہ میں اس کے ذمہ
سے باہر آؤں اور اس میں اپنی قوت کو ظاہر کروں عطا نے کہا
کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح آیا ہے ذکر روزے عمر بھر کا اس
حدیث میں مگر میں یاد رکھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں
روزہ رکھا جس نے روزہ رکھا یہ آپ ﷺ نے دو بار فرمایا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے زیادت سے منع فرمایا اور حکم کیا اس کو یہ کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے اور فرمایا کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں اور آپ ﷺ نے دعا کی اس پر جو ہمیشہ روزہ رکھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے **لا صام** کے نفی ہیں یعنی اس نے روزہ نہیں رکھا مانند آیت **فلا صدق و لا صلی** اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو کسی نے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا سو فرمایا کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا یعنی نہیں حاصل ہوتا اس کو ثواب روزے کا واسطے مخالفت اس کی کے اور نہیں افطار کیا اس واسطے کہ کھانے پینے سے بند رہا اور اسحاق اور اہل ظاہر کا یہ مذہب ہے کہ عمر بھر کا روزہ مطلق مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمہ اللہ سے اور خلاف کیا ابن حزم نے پس کہا کہ حرام ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرو شیبانی سے روایت کی کہ نبی ﷺ کو خبر ہوئی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس کے پاس آئے اور اس پر کوڑا بلند کیا اور کہنے لگے کہ اے دہری اور اس نے روایت کی ہے کہ عبدالرحمن بن ابی نعیم ہمیشہ روزہ رکھتا تھا سو عمرو بن میمون نے کہا کہ اگر نبی ﷺ کے اصحاب اس کو دیکھتے تو اس کو سنگسار کرتے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمیشہ روزہ رکھے اس پر دوذخ ہمیشہ تنگ ہو جاتی ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد اور نسائی وغیرہ نے اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے واسطے اس کے بند کرنے اس کے بیچ اس کے واسطے سختی کرنے اس کے اپنی جان پر اور حمل کرنے اس کے کے اوپر اس کے اور منہ پھیرنے اس کے اپنے نبی کی سنت سے اور اعتقاد کرنے اس کے کہ غیر سنت کا افضل ہے اس سے اور یہ چاہتا ہے وعید شدید کو پس ہوگا حرام اور ابن عربی مالکی کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے سو اس نے کہا کہ اگر معنی لا صام من صام الابد کے دعا کے ہوں تو خرابی ہے اس کو کہ جس کو نبی ﷺ کی دعا پہنچی اور معنی اس کے خبر ہوں تو خرابی ہو اس کو جس کے حال سے نبی ﷺ نے خبر دی کہ اس نے روزہ نہیں رکھا اور جب اس نے شرعا روزہ نہ رکھا تو نہیں لکھا جاتا واسطے اس کے ثواب اس واسطے کہ نبی ﷺ کے قول کا سچ ہونا لازم ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے اس سے روزے کی نفی کی اور تحقیق نفی کی گئی ہے اس سے فضیلت کی کما تقدم پس کس طرح طلب کی جائے گی فضیلت اس چیز میں کہ نفی کی اس سے نبی ﷺ نے اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا

جائز ہے اور حمل کیا ہے انہوں نے نہی کی حدیثوں کو اس شخص پر کہ روزہ رکھے اس کو حقیقۃً اس واسطے کہ داخل ہوتی ہے اس میں وہ چیز کہ اس کا روزہ حرام ہے مانند عیدین کی اور یہی ہے مختار نزدیک ابن منذر اور ایک جماعت کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی کی مانند مروی ہے۔ اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس شخص کے جواب میں جس نے آپ سے ہمیشہ کے روزے کا حکم پوچھا تھا کہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ اس میں ثواب ہے اور نہ گناہ اور جو حرام دنوں میں روزہ رکھے اس میں یہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مگر حرام دنوں میں ہوگا مستحب اور حرام اور حرام دن مستثنیٰ ہیں ساتھ شرع کے نہیں لائق ہیں واسطے روزے کے شرعاً پس وہ بجائے رات کے ہیں اور دنوں حیض کے پس نہ داخل ہوں گے سوال میں نزدیک اس شخص کے کہ ان کی حرمت کو جانتا ہو اور نہیں لائق ہے جواب ساتھ قول آپ کے کہ نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا واسطے اس شخص کے کہ نہ جانتا ہو حرام ہونے ان کے کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مستحب ہے واسطے اس کے جو اس پر قادر ہو اور نہ فوت کرے اس میں کسی حق کو اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ سبکی نے کہا ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جو کوئی حق کو فوت کرے اس کو روزہ رکھنا مطلق مکروہ ہے اور نہیں ظاہر کیا انہوں نے کہ مراد ساتھ حق کے کہ واجب ہے یا مندوب اور مدلل یہ بات ہے کہ کہا جائے کہ اگر جانے کہ حق واجب فوت ہوگا تو حرام ہے اور اگر جانے کہ حق مستحب فوت ہوگا جو اولیٰ ہے روزے سے تو مکروہ ہوگا اور اگر اس کے قائم مقام ہو تو مکروہ نہیں ہوگا۔ اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ نے اور ان کے دلائل سے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ اور وہ حدیث جو پہلے گزری اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس نے کہا کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پے در پے روزے رکھتا ہوں پس حمل کیا ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو جو عبداللہ کے واسطے فرمائی کہ کوئی روزہ اس سے افضل نہیں پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے وہ شخص کہ اس کے معنی میں ہے جو اپنے نفس کو مشقت میں ڈالے یا کوئی حق فوت کرے اور اسی واسطے نہ منع کیا حمزہ کو پے در پے روزے رکھنے سے پس اگر پے در پے روزے رکھنے منع ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان فرماتے اس واسطے کہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے درست نہیں یہ بات نووی نے کہی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوال حمزہ کا سوائے اس کے نہیں کہ سفر کے روزے سے تھا نہ کہ ہمیشہ کے روزے سے، اور نہیں لازم آتا پے در پے روزے رکھنے سے روزہ عمر بھر کا اور جواب دیا ہے انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس طرح کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوزخ تنگ ہو جاتی ہے اس سے پس نہ داخل ہوگا وہ اس میں اور نہیں مشابہ ہے یہ کہ ہو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ جو اللہ کے لیے عمل زیادہ کرے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے۔ اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ایک جماعت نے انہیں میں سے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سو کہتے ہیں کہ اس

کے لیے مناسب ہے کہ اس جہت سے کہ جب روزے دار نے اپنی جان پر شہوات کے راستے بند کیے ساتھ روزے کے تو تنگ کرے گا اللہ واسطے اس کے آگ کو پس نہ باقی رہے گی اس میں کوئی جگہ کہ وہ اس میں داخل ہو، اس واسطے کہ اس نے دوزخ کے راہوں کو عبادت سے بند کر دیا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طرح کے کہ نہیں ہر عمل نیک کہ جب بندہ اس کو زیادہ کرے تو اس کو اللہ سے تقرب زیادہ ہو بلکہ بہت عمل نیک ایسے ہیں کہ آدمی ان کو جس قدر زیادہ کرے اس قدر اللہ سے دور ہوتا ہے، مانند نماز کی مکروہ اوقات میں۔ اور اولی جاری کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر پر اور حمل کرنا اس کا اس پر جو فوت کرے حق واجب کو ساتھ اس کے پس تحقیق متوجہ ہوتی ہے وعید طرف اس کی اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو حدیث باب کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ہے اور دلیل ان کی یہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے رکھے تو گویا کہ اس نے ساری عمر روزہ رکھا۔ کہتے ہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ عمر کا روزہ افضل ہے اس سے کہ تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اس کے اور یہی امر مطلوب ہے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تشبیہ ساتھ امر مقدر کے نہیں چاہتی ہے اس کے جواز کو چہ جائے کہ اس کے استحباب کو چاہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد تو حاصل ہونا ثواب کا ہے برتقدیر مشروع ہونے روزے تین سو ساٹھ دن کے اور یہ بات معلوم ہے کہ مکلف کو سارے برس کا روزہ رکھنا درست نہیں پس نہیں دلالت کرتی تشبیہ اوپر افضل ہونے مشبہ کے ہر وجہ سے۔ اور جو لوگ عمر بھر کے روزے کو جائز کہتے ہیں ساتھ شرط مقدم کے ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا وہ افضل ہے یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا افضل ہے۔ سو ایک گروہ علماء کا کہتے ہیں کہ عمر بھر کا روزہ افضل ہے اس واسطے کہ اس میں عمل زیادہ ہے پس اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور جس کا اجر زیادہ ہوگا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اور قید کیا ہے اس کو ساتھ اس شرط کے کہ ممنوع دنوں میں روزہ نہ رکھے اور یہ کہ سنت سے منہ نہ پھیرے، اس طرح کہ کرے روزے کو بندش اپنی جان پر اور جب اس سے امن میں ہو تو روزہ افضل اعمال سے ہے پس جس قدر زیادہ رکھے اس قدر زیادہ ثواب ہوگا۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے ساتھ اس کے کہ عملوں کی بھلائیاں اور مفاسد آپس میں معارض ہیں اور مقدار ان کی ہر ایک میں سے ترغیب اور منع میں غیر ثابت ہے پس زیادہ ہونا اجر کا ساتھ زیادہ ہونے عمل کے اس چیز میں کہ معارض ہے اس کو اقتضاء عادت سے قصور دوسرے حقوق میں کہ معارض ہے ان کو عمل مذکور اور مقدار فائت کی اس سے ساتھ مقدار حاصل کے غیر ثابت ہے پس اولی تفویض ہے طرف شارع کی اور واسطے اس کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث کہ نہیں کوئی روزہ افضل اس سے اور یہ حدیث کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ روزہ داؤد علیہ السلام کا افضل ہے اور یہی ہے ظاہر حدیث کا بلکہ یہ صریح ہے اور ترجیح پاتا ہے

باعتبار معنی کے بھی ساتھ اس کے کہ روزہ عمر بھر کا کبھی فوت کرتا ہے بعض حقوق کو کما تقدم اور ساتھ اس کے کہ جو اس کی عادت کرے پس تحقیق نہیں قریب ہے کہ وہ اس پر مشکل ہو بلکہ ضعیف ہو جاتی ہے شہوت اس کی کھانے سے اور کم ہوتی ہے حاجت اس کی طرف کھانے اور پینے کی دن کو اور مالوف ہوتا ہے اس کو کھانا رات میں ساتھ اس طرح کے کہ پیدا ہوتی ہے واسطے اس کے اس کے طبع زائد بخلاف اس شخص کے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے کہ وہ انتقال کرتا ہے روزے سے طرف فطر کی اور فطر سے طرف روزے کی اور تحقیق نقل کیا ہے ترمذی رحمہ اللہ نے بعض اہل علم سے کہ وہ دشوار تر روزہ ہے اور امن میں ہوتا ہے اکثر اوقات فوت کرنے حقوق سے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب بیچ حق داؤد علیہ السلام کے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملاقات کرتے اس واسطے کہ بھاگنے کے اسباب سے ضعیف ہونا بدن کا ہے اور نہیں شک ہے یہ کہ پے در پے روزہ رکھنا ضعیف کرتا ہے اس کو اور اس پر محمول ہے قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہ اس کو کہا گیا کہ تو روزے کم رکھتا ہے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو قرات سے ضعیف کر ڈالے اور مجھ کو قرات بہت پیاری ہے روزے سے ہاں اگر فرض کیا جائے کہ ایک شخص ایسا ہے کہ روزے کے ساتھ کوئی نیک عمل اس سے فوت نہیں ہوتا اور نہیں فوت کرتا کسی حق کو حقوق سے کہ مخاطب کیا گیا ہے ساتھ اس کے تو نہیں بعید ہے کہ اس کے حق میں ارجح ہو اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے پس باب باندھا ہے انہوں نے کہ دلیل اوپر اس کے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ درمیانہ روزہ ہے اور بہت پیارا ہے طرف اللہ کی اس واسطے کہ اس کا فاعل ادا کرتا ہے حق نفس اپنے کا اور اہل اور مہمان اپنے کا فطر کے دنوں میں بخلاف اس شخص کے کہ پے در پے روزے رکھے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ جس کو اپنی جان میں ضرر نہ ہو اور نہ کوئی حق فوت کرے اس کے حق میں ارجح ہے اور بنا بر اس کے پس مختلف ہوگا یہ ساتھ اختلاف اشخاص کے اور حالات کے، سو جس کا حال زیادہ روزے کو چاہے وہ زیادہ روزے رکھے اور جس کا حال فطر کو زیادہ چاہے وہ کم روزے رکھے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَّإِفْطَارِ يَوْمٍ

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا

١٨٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ

١٨٤٢۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھ ہر مہینے سے تین دن اس نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ فرمایا کہ پڑھ قرآن کو ہر مہینے یعنی ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم کیا کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے

يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا فَقَالَ اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِيْ ثَلَاثٍ.

زیادہ طاقت رکھتا ہوں پس ہمیشہ آپ ﷺ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ ختم کر قرآن کو تین دنوں میں۔

فائدہ: مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ہر شب قرآن کو ختم کیا کرتا تھا اور رفتہ رفتہ تین راتوں میں قرار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ سات راتوں میں امر قرار پایا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ نہ کر اور مصابیح میں کہا ہے کہ اسی سبب سے منع کیا ہے بہت علماء نے زیادہ کرنے کو سات رات سے۔

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام

داؤد علیہ السلام کے روزے کا بیان

فائدہ: زین بن منیر نے کہا کہ جدا کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب صوم یوم و افطار یوم کو واسطے تنبیہ کرنے کے اس پر کہ وہ افضل ہے اور جدا کیا داؤد علیہ السلام کے روزے کو ساتھ ذکر کر کے واسطے اشارت کے طرف اقتدا کی ساتھ ان کے بیچ اس کے۔ (فتح)

١٨٤٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى.

۱۸۴۳۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہے میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ تو یوں ہی کرے گا تو تیری دونوں آنکھیں ناتوانی سے اندر گھس جائیں گی اور تیری جان ضعیف ہو جائے گی۔ نہیں روزہ رکھا اس نے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھنا ساری عمر کا روزہ ہے یعنی اس کے برابر ثواب ہے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پس روزہ رکھ روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور نہ بھاگتے تھے جب کہ ملتے دشمن سے۔

١٨٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِيْنَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ

۱۸۴۴۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس میرے روزے کا ذکر ہوا سو حضرت ﷺ میرے

خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَقَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِحْدٰى عَشْرَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَام شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْمًا وَّأَفْطِرْ يَوْمًا.

پاس آئے سو میں نے آپ کے لیے چمڑے کا گدا ڈالا جس کے اندر کھجور کا چھڑا بھرا ہوا تھا یعنی روئی کی جگہ سو آپ ﷺ زمین پر بیٹھے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہوا سو فرمایا کہ کیا تجھ کو ہر مہینے سے تین روزے کفایت نہیں کرتے میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے پانچ روزے رکھ میں نے کہا یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا سات روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نو روزے رکھ میں نے کہا کہ یا حضرت میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر مہینے سے گیارہ روزے رکھ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے سے اوپر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھا زمانہ ہے ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن نہ رکھ کہ یہ آدھی عمر کا روزہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا حال معلوم ہوا اور اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس میں داؤد علیہ السلام کی پیروی کی جائے۔ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت ﷺ اوپر اس کے تواضع سے اور ترک ترفع (تکلف) سے اوپر ہم نشین اپنے کے اور نیز اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ اوپر اصحاب رضی اللہ عنہم کے اکثر اوقات حضرت ﷺ کے زمانے میں تنگی معاش کی تھی اس واسطے کہ اگر ان کے نزدیک اس سے عمدہ گدا ہوتا تو تعظیم کرتے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں کئی فائدے ہیں سوا اس کے کہ جو پہلے بیان میں گزرے۔ بیان ہے نرمی حضرت ﷺ ساتھ امت اپنی کے اور شفقت کی اوپر ان کے اور راہ دکھانا ان کا طرف مصلحت کی ان کی اور ترغیب دینی ان کی اوپر اس چیز کے کہ طاقت رکھیں ہمیشگی کی اوپر اس کے اور منع کرنا سختی کرنے سے عبادت میں واسطے اس کے کہ خوف کیا جاتا ہے پہنچانے اس کے سے طرف ماندگی کی جو پہنچانے والی ہے طرف ترک کی یا ترک بعض کی اور تحقیق مذمت کی ہے اللہ نے اس قوم کی کہ لازم کیا انہوں نے عبادت کو اوپر اپنے پھر اس میں قصور کیا اور یہ کہ اگر آدمی کسی وظیفے کو اختیار کرے تو مستحب ہے کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی نیک عملوں سے اور وردوں سے یعنی جب کہ امن ہو ریا سے اور یہ کہ جائز

ہے قسم کھانی اوپر لازم پکڑنے عبادت کے اور فائدہ اس کا استعانت ہے ساتھ قسم کے اوپر نشاط کے واسطے اس کے اور یہ کہ یہ نہیں مخل ہے ساتھ صحت نیت کے اور اخلاص کے بیچ اس کے اور یہ کہ اس پر قسم کھانی نہیں لاحق کرتی اس کو ساتھ نذر کے جس کا پورا کرنا واجب ہے اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے اور یہ کہ مطلق نفل کی تحدید لائق نہیں بلکہ مختلف ہے حال ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اوقات اور احوال کے اور یہ کہ جائز ہے قربان کرنا ماں باپ کا اور اس میں اشارت ہے طرف پیروی کی ساتھ پیغمبروں کے بیچ انواع عبادتوں کے اور یہ کہ عبادتوں کے ترک کرنے میں ماں باپ کی فرمانبرداری واجب نہیں اور اسی واسطے محتاج ہوئے عمرو رضی اللہ عنہ طرف شکایت اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اور نہ انکار کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ترک کرنے اطاعت باپ اپنے کی اور یہ کہ جائز ہے فاضل کو زیارت کرنی مفضول کی اس کے گھر میں اور تعظیم کرنی مہمان کی ساتھ ڈالنے فرش وغیرہ کے تلے اس کے اور تواضع کرنی زائر کی ساتھ بیٹھنے اپنے کے سوائے اس چیز کے کہ بچھائی جائے واسطے اس کے اور یہ کہ اس میں اس پر کچھ حرج نہیں جب کہ ہو بطور تواضع اور اکرام کے واسطے زیارت کیے گئے کے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

باب ہے بیان میں روزوں ایام بیض کے تیرہویں اور چودہویں اور پندرہویں ہر چاند کی ہے

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ بیض سے مراد تین ہیں اور وہ راتیں ہیں کہ ان میں چاند اول رات سے اخیر تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ جوالیقی نے کہا کی جو بیض کے دنوں کو صفت بنائے اس نے خطا کی اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ دن کامل وہ دن ہے ساتھ رات اپنی کے اور نہیں تمام مہینے میں کوئی دن کہ سارا روشن ہو مگر یہ دن اس واسطے کہ ان کے دن بھی روشن ہیں اور ان کی راتیں بھی روشن ہیں پس بیض کو دنوں کی صفت ٹھہرانا درست ہے اور حکایت کی ہے ابن بزیزہ نے ان کے نام رکھنے میں ساتھ بیض کے کئی اقوال اور جو مستند ہیں طرف اقوال واہیہ کی اور اسماعیل اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس واسطے کہ حدیث مطلق ہے بیچ تین دنوں کے ہر مہینے سے اور بیض معین دنوں کو کہتے ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں بیض کے دنوں کا ذکر آچکا ہے جیسے کہ احمد اور نسائی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک گنوار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خرگوش بھونا ہوا لایا سو حکم فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کھانے اس کے کے اور باز رہا وہ گنوار کھانے سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا ہے تجھ کو کھانے سے اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو روزہ رکھا کرتا ہے تو بیض کے دنوں میں روزہ رکھا کر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بیض کے دن تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے عمر کے روزے

کے برابر ہیں یعنی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں اور گویا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ساتھ باب کے اس طرف کہ وصیت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے یعنی جو باب کی حدیث میں ہے اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے ہر آدمی کو چاہیے کہ یہ روزے رکھے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کی ابتداء میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے سے تین روزے رکھا کرتے تھے یعنی پیر اور جمعرات کو اور پیر کو دوسرے جمعہ سے اور تطبیق دی ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے درمیان ان دونوں کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی امام مسلم رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے کے کس دن سے روزہ رکھیں کہا پس جس شخص نے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اس کو ذکر کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب قسم دیکھی اس واسطے اس کو مطلق چھوڑا اور ظاہر یہ بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم کیا اور جس کی رغبت دلائی اور جس کے ساتھ وصیت کی وہ اولیٰ ہے غیر اس کے سے یعنی اس پر عمل کرنا افضل ہے۔ اور اس طرح خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس شاید کہ عارض ہوتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر جو باز رکھتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی رعایت سے یا اس کو بیان جواز کے لیے کرتے تھے تا کہ معلوم ہو کہ ہر طرح سے جائز ہے کوئی قید نہیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہے۔ اور بیض کے دنوں کو ترجیح ہے ساتھ اس کے کہ وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور درمیان چیز کا زیادہ تر بہتر ہوتا ہے اور نیز اس واسطے کہ اکثر اوقات کسوف اس میں واقع ہوتا ہے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ امر ساتھ زیادہ کرنے عبادت کے جب کہ واقع ہو۔ سو جس کی عادت بیض کے دنوں میں روزہ رکھنے کی ہو جب وہ روزے کی حالت میں کسوف کو پائے گا تو میسر ہو گا اس کو یہ کہ جمع کرے درمیان کئی قسم عبادتوں کے روزے سے اور نماز سے اور خیرات سے، بخلاف اس شخص کے جو ان دنوں میں روزے نہ رکھے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا واسطے اس کے استدراک روزے اس کے کا اور نہ نزدیک اس شخص کے کہ جائز رکھتا ہے نفل روزے کو بغیر نیت کے رات سے مگر یہ کہ موافق پڑے کسوف کو اول دن سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر مہینے کے ابتداء میں تین روزے رکھنے کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کیا چیز عارض ہو گی اس کو موانع سے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر دس دن کے اول میں ایک روزہ رکھے اور واسطے اس کے وجہ ہے عقل میں اور یہی منقول ہے ابو داؤد رحمہ اللہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ایک مہینے سے ہفتہ اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے کسی مہینے کو منگل اور بدھ اور جمعرات کو اور گویا کہ غرض ساتھ اس کے یہ ہے کہ اکثر اوقات ہفتے کے سب دنوں میں روزہ رکھے اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے کہ مہینے کے اخیر میں روزے رکھے تا کہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہو اور رویانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھنے مستحب ہیں اور اگر بیض کے دنوں میں اتفاق پڑے تو بہت پیارا ہو گا اور نیز کئی علماء کی کلام میں یہ ہے کہ مستحب ہونا روزے ایام بیض کا غیر

استحباب روزے تین دنوں کا ہے ہر مہینے سے۔ (فتح)

۱۸۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَي الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ.

۱۸۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ساتھ تین روزوں کے ہر مہینے سے اور ساتھ دو رکعتوں نماز چاشت کے اور یہ کہ وتر پڑھوں میں پہلے سونے سے۔

فائدہ: خاص کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ اس وصیت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ قدر موصیٰ بہ وہ لائق ہے ساتھ حال اس کے کے اور یہ جو کہا کہ میرے یار نے تو یہ اشارہ ہے طرف موافقت اس کی کے بیچ اختیار کرنے شغل عبادت کے اوپر شغل دنیا کے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھوک پر صبر کیا بیچ ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مشابہ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو بیچ اختیار کرنے فقر کو کے مالداری پر اور عبودیت کو ملک پر اور پکڑا جاتا ہے اس سے افتخار کرنا ساتھ صحبت کے اکابر کے جب کہ بطور حبائے نعمت اور شکر اللہ کے نہ بطور فخر کے اور ہمارے استاذ نے ترمذی کی شرح میں کہا کہ حاصل خلاف کا بیچ تعیین بیض کے نو قول ہیں ایک یہ کہ معین نہ کیے جائیں بلکہ ان کا معین کرنا مکروہ ہے یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے دوم یہ کہ ہر مہینے سے پہلے دن ہیں سوم یہ کہ اول ان کا بارہویں ہے چہارم یہ کہ اول ان کا تیرہویں ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور صاحبین کا پنجم یہ کہ اول ان کا اول ہفتہ ہے ابتداء مہینے سے پھر اول منگل ہے اس سے جو اس سے پیچھے ہے اور اسی طرح اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ششم یہ کہ پہلی جمعرات ہے پھر پیر پھر جمعرات ہفتم یہ کہ پہلا پیر ہے پھر جمعرات پھر پیر ہشتم یہ کہ اول دن ہے اور دسویں اور بیسویں نہم یہ کہ اول ہر دھاکے کا ہے یہ ابن شعبان مالکی سے روایت ہے میں کہتا ہوں اور ایک قول اور بھی ہے یعنی اخیر تین دن ہیں ہر مہینے سے یہ قول ابراہیم نخعی کا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ
جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے نزدیک روزہ نہ کھولے

فائدہ: یعنی نفل روزے میں یہ باب مقابل ہے اس باب کے جو پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قسم کھائے اپنے بھائی پر تاکہ افطار کرے نفل روزے میں اور موقع اس کا یہ ہے کہ نہ گمان کیا جائے کہ کھولنا آدمی کا نفل روزے کو واسطے خاطر داری بھائی اپنے کے لازم ہے اوپر اس کے بلکہ مرجع اس کا یہ ہے کہ ان دونوں میں سے اگر کسی کو روزہ شاق ہو تو افطار بہتر ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہ کسی پر شاق نہیں تو اولیٰ یہ ہے کہ اپنے روزے پر قائم رہے۔ (فتح)

۱۸٤٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ قَالَ أَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَإِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِأُمِّ سُلَيْمٍ وَأَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ أَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَّلَا دُنْيَا إِلَّا دَعَا لِيْ بِهٖ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ فَإِنِّيْ لَمِنْ أَكْثَرِ الْأَنْصَارِ مَالًا وَّحَدَّثَتْنِيْ ابْنَتِيْ أُمَيْنَةُ أَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِيْ مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَّمِائَةٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۸٤٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے سو وہ حضرت ﷺ کے آگے کھجوریں اور گھی لائیں سو فرمایا کہ پھر ڈال دو اپنے گھی کو اس کے برتن میں اور خرما کو اس کے برتن میں اس واسطے کہ میں روزے دار ہوں پھر گھر کے ایک کونے کی طرف کھڑے ہوئے اور نفل نماز پڑھی پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی سو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے خاص دعا کیجیے فرمایا وہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کا خادم انس ہے اس کے حق میں دعا کیجیے سو نہ چھوڑی آپ ﷺ نے کوئی بھلائی دنیا کی اور آخرت کی مگر میرے لیے اس کے ساتھ دعا کی اور وہ دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ الٰہی روزی دے اس کو بہت مال اور بہت اولاد اور برکت کر اس کو بیچ اس کے پس تحقیق البتہ میں سب انصار سے مال میں زیادہ ہوں اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے بیٹے امینہ نے کہ دفن ہوئے ہیں سبھی بیٹے میرے یعنی سوائے نواسوں اور پوتوں کے حجاج کے بصرہ میں آنے تک کچھ اوپر ایک سو بیس نفر۔

فائدہ: یعنی حجاج کے بصرے میں آنے سے پہلے اتنے حقیقی بیٹے مر چکے تھے اور حجاج کا بصرہ میں آنا ۷۵ھ میں تھا اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت کچھ اوپر اسی برس کی تھی اور انس رضی اللہ عنہ اس کے بعد ۹۲ھ یا ۹۳ھ تک زندہ رہے اور ان کی عمر سو برس کے قریب پہنچی تھی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انس رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت تھی کہ کچھ اوپر ایک سو بیس ان میں سے مر چکے تھے اور جو باقی تھے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ سے وہ بھی سو کے قریب تھے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے ہیں جائز ہے تصغیر یعنی چھوٹا کہنا کسی کو بطور مہربانی کے نہ بطور حقارت کے اور تحفہ دینا زائر کو ساتھ اس چیز کے کہ حاضر ہو اور جواز پھیر دینا ہدیہ کا جب کہ یہ ہدیہ دینے والے پر دشوار نہ ہو اور یہ کہ اس کا اس کو لینا ہبہ کو پھیر لینا نہیں اور اس میں نگاہ رکھنا کھانے کا ہے اور ترک کرنا قصور کا بیچ

اس کے اور جبر کرنا خاطر زیارت کیے گئے جب کہ نہ کھائے نزدیک اس کے ساتھ دعا کے واسطے اس کے اور مشروع ہونا دعا کا بعد نماز کے اور مقدم کرنا نماز کا پہلے طلب حاجت کے اور دعا کرنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے اور دعا کرنی ساتھ کثرت مال اور اولاد کے اور یہ کہ یہ آخرت کی بہتری کے منافی نہیں اور یہ کہ فضل کم ہونے دنیا کا مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص کے اور اس میں زیارت کرنا امام کا ہے اپنے بعض رعیت کو اور داخل ہونا اس کے گھر میں وقت غائب ہونے اس کے کے اس واسطے کہ نہیں کہا اس نے اس قصے میں کہ اس وقت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اور اس میں اختیار کرنا بیٹے کا ہے اپنی جان پر اور یہ کہ کثرت موت کی اولاد میں نہیں منافی ہے اجابت دعا کے ساتھ کثرت طلب ان کی کے اور نہ برکت طلب کرنے کو بیچ ان کے واسطے اس ثواب کے خاص ہوتا ہے مصیبت سے ساتھ موت ان کی کے اور صبر سے اوپر اس کے اور اس میں بیان کرنا ہے اللہ کی نعمتوں کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو واسطے اس کے کہ آپ کی دعا کی اجابت میں ہے امر نادر سے اور وہ جمع ہونا کثرت مال کا ہے ساتھ کثرت اولاد کے اور انس رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا تھا اور ان کے سوا اور لوگوں کے باغ سال میں ایک بار پھل لاتے تھے۔(فتح)

مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنے کا بیان

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں مطلق مہینے کا ذکر کیا ہے اگرچہ باب کی حدیث میں مقید مہینہ مراد ہے اور وہ شعبان ہے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ حکم شعبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مہینے کے اخیر میں روزہ رکھنا مستحب ہے تاکہ آدمی کو عادت ہو جائے پس یہ جو آیا ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا منع ہے تو یہ نہی اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی عادت ہو اس کو روزہ رکھنا درست ہے۔(فتح)

۱۸۴۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِيْ رَمَضَانَ

۱۸۴۷۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران رضی اللہ عنہ کو پوچھا یا کسی اور مرد سے پوچھا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے سو فرمایا کہ اے باپ فلاں کے کیا تو نے اس مہینے کے اخیر میں روزے نہیں رکھے یعنی رمضان کے، اس مرد نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، فرمایا کہ جب تو افطار کرے یعنی روزہ رمضان کا تو دو روزے رکھ اور ایک روایت میں شعبان کے اخیر میں روزہ رکھنے کا ذکر آیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شعبان کا ہونا زیادہ ترصحیح ہے یعنی اس

قَالَ الرَّجُلُ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ یَوْمَیْنِ لَمْ یَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ یَعْنِیْ رَمَضَانَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ.

حدیث میں بجائے رمضان کے شعبان کا لفظ آیا ہے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد ساتھ سرر کے اخیر مہینے کا ہی نام رکھا گیا وہ ساتھ اس کے واسطے پوشیدہ ہونے چاند کے ان دنوں میں اور وہ اٹھائیسویں اور انتیسویں اور تیسویں رات ہے اور اوزاعی اور سعید سے روایت ہے کہ مراد سرر سے اول مہینے کا ہے اور خطابی نے اوزاعی سے جمہور کی طرح نقل کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سرر سے درمیان مہینے کا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو بعض نے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سرر جمع سرہ کی ہے اور سرہ چیز کے درمیان کو کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ بیض کے دنوں میں روزے رکھنے مستحب ہیں اور وہ مہینے کے درمیان میں ہیں اور یہ کہ اخیر مہینے کے روزے مستحب ہونے میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی بلکہ اس میں نہی خاص وارد ہوئی ہے اور وہ اخیر شعبان کا ہے واسطے اس کے جو اس کا روزہ رکھے واسطے پیشوائی رمضان کے اور ترجیح دی ہے اس کو نووی نے ساتھ اس کے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے جدا کیا ہے اس روایت کو جس میں سرہ کا لفظ آیا ہے اور اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن میں صیام ایام بیض پر ترغیب ہے لیکن میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں لفظ سرہ نہیں دیکھا بلکہ ایک روایت میں سرر کا لفظ آیا ہے اور ایک میں سرار کا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے اخیر مہینے کا ہے اور امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا اس سے سوال کرنا سوال جھڑک کا ہے اور انکار کا، اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے پیشوائی کرنے مہینے کے سے ساتھ ایک یا دو روزے کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ اگر آپ ﷺ اس سے انکار کرتے تو اس کو قضا کر حکم نہ کرتے اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس مرد نے روزے کو اپنی جان پر واجب کیا ہو پس اسی واسطے حکم کیا ہو اس کو ساتھ پورا کرنے کے اور یہ کہ قضا کرے اس کو شوال میں اور ابن منیر نے کہا کہ اس کو انکار کا سوال کہنا تکلف ہے اور رد کرتا ہے اس کو قول مسئول کا کہ نہیں یا حضرت ﷺ پس اگر یہ سوال انکار کا ہوتا تو اس پر روزہ رکھنے کا انکار کیا ہوتا کہ تو نے کیوں روزہ رکھا اور فرض یہ بات ہو چکی ہے کہ اس مرد نے روزہ نہیں رکھا تھا پس کس طرح انکار کرتے اس پر فعل اس چیز کو کہ نہیں کیا اس نے اس کو اور یہی احتمال ہے کہ اس مرد کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت تھی سو جب اس نے سنا کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنے کو منع فرمایا ہے اور اس کو استثنا نہ پہنچا تو اپنی عادت کے روزے ترک کیے پس حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ قضا

کرنے ان کے کے تاکہ ہمیشہ رہے محافظت اس کی اس چیز پر کہ لازم کیا ہے اس کو اپنی جان پر عبادت سے اس واسطے کہ بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے کما تقدم اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ رکھنا صرف اس کو منع ہے جو اس کو قصد کرے واسطے پیشوائی رمضان کے اور جو اس کا قصد نہ کرے تو اس کو نہی شامل نہیں اگرچہ اس کی عادت نہ ہو اور یہ خلاف ہے ظاہر حدیث نہی کا اس واسطے کہ نہیں مستثنیٰ اس سے مگر جس کو عادت ہو اور قرطبی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی کہ جو سرر شہر کو غیر ظاہر پر حمل کرتا ہے اور ظاہر اس کا اخیر مہینے کا ہے تو وہ معارضہ سے بھاگا ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے پیشوائی رمضان سے ساتھ ایک یا دو روزوں کے اور کہا کہ دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ نہی اس شخص کے حق میں محمول ہے جس کو اخیر مہینے میں روزہ رکھنے کی عادت نہ ہو اور امر اس کے حق میں محمول ہے جس کو اس کی عادت ہو واسطے باعث ہونے مخاطب کے اوپر لازم پکڑنے عادت نیکی کے تاکہ نہ قطع کرے اس کو اور اس میں اشارہ ہے طرف فضیلت روزے شعبان کی اور یہ کہ اس کا ایک روزہ اس کے غیر کے دو دن کے برابر ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تقریر نہیں تمام ہوتی مگر یہ کہ ہو عادت مخاطب کی ساتھ اس کے کہ شعبان کا صرف ایک روزہ رکھا کرتا تھا نہیں تو قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ کیا تو نے مہینے کے اخیر میں روزے رکھے ہیں عام ہے اس سے کہ اس کی عادت ایک روزے کی ہو یا زیادہ کی۔ ہاں ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک دن کے بدلے دو روزے رکھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قضا نفل کی اور جب نفل کی قضا درست ہوئی تو فرض کی قضا بطریق اولیٰ درست ہوگی خلاف ہے واسطے اس کے جو ہمیشہ منع کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُّفْطِرَ يَعْنِيْ إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهٗ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يَّصُوْمَ بَعْدَهٗ.

باب ہے جمعہ کے روزے کے بیان میں اور اگر کوئی جمعہ کے دن حالت روزے میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کھول ڈالے یعنی جب کہ نہ روزہ رکھے پہلے اس سے اور نہ ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ رکھے بعد اس کے۔

۱۸۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِيْ عَاصِمٍ يَعْنِيْ أَنْ يَّنْفَرِدَ بِصَوْمٍ.

۱۸۴۸۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزے سے منع فرمایا ہے اس نے کہا کہ ہاں۔ ابو عاصم کے غیر راوی نے یہ لفظ اس میں زیادہ کیا ہے یہ کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھے۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اور تقیید اس کی تفسیر ہے ایک راوی سے۔

۱۸۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روزہ رکھے کوئی فقط جمعہ کے دن مگر یوں مذائقہ نہیں کہ جمعہ سے پہلے بھی ایک روزہ رکھے یا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے خواہ جمعرات یا جمعہ کا روزہ رکھے یا جمعہ اور ہفتے کا روزہ رکھے یعنی دو روزے ملا کر رکھے اور یہ حدیث ظاہر ہے قید میں اور پکڑا جاتا ہے استثنا سے جواز اس کا واسطے اس کے جو ایک دن اس سے پہلے یا پیچھے روزہ رکھے یا اتفاقاً واقع ہو جمعہ ان دنوں میں کہ اس کی عادت روزے کی ہو مانند اس کی کہ بعض کے دنوں میں روزہ رکھتا ہو یا اس کی عادت ہو روزے معین دن کی مانند دن عرفہ کی پس موافق پڑے دن جمعہ کو اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز روزے اس کے کا واسطے اس کے جو نذر مانے دن آنے زید کی یا دن شفا فلاں کی۔ (فتح)

۱۸۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ فَقَالَ أَصُمْتِ أَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَصُوْمِيْ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَأَفْطِرِيْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةَ حَدَّثَنِي أَبُوْ أَيُّوْبَ أَنَّ جُوَيْرِيَةَ حَدَّثَتْهُ فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ.

۱۸۵۰۔ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جمعہ کے دن آئے اور وہ روزے دار تھیں فرمایا کہ کیا تو نے کل بھی روزہ رکھا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کیا تو ارادہ کرتی ہے یہ کہ تو کل کو بھی روزہ رکھے انہوں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس روزہ کھول ڈال۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اس پر کہ صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابو طیب طبری رحمہ اللہ نے احمد اور ابن منذر اور بعض شافعیہ سے اور گویا کہ اس نے اس کو پکڑا ہے قول ابن منذر سے کہ ثابت ہوئی ہے نہی جمعے کے روزے سے جیسے کہ ثابت ہوئی ہے نہی عید کے روزے سے اور زیادہ کیا

ہے دن جمعے کے امر ساتھ فطر اس شخص کے کہ صرف جمعے کے روزے کا ارادہ کرے پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو حرام جانتا ہے اور ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عید اور جمعے کے درمیان فرق کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اگرچہ اس سے پہلے اور پیچھے بھی روزہ رکھے بخلاف دن جمعہ کے اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جو جمعہ کے پہلے یا پیچھے ایک دن کا روزہ رکھے اس کو جمعہ کا روزہ رکھنا درست ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے منع ہونے روزے جمعے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں کوئی مخالف واسطے ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مکروہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں سنا میں نے کسی سے کہ اقتدا کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ منع کرتا ہے اس سے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہ شاید نہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہنچی اور عبدالوہاب نے کہا کہ جس دن کا روزہ اپنے غیر کے ساتھ مکروہ نہیں اس کا تنہا بھی مکروہ نہیں اور ابن عربی نے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قیاس ہے ساتھ موجود ہونے نص کے اور استدلال کیا ہے حنفیہ نے ساتھ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے ہر مہینے سے تین دن اور بہت کم روزہ کھولتے تھے دن جمعہ کے اور حسن کہا ہے اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس میں حجت نہیں ہے اس واسطے کہ احتمال ہے یہ کہ ارادہ کرتا ہو کہ جان بوجھ کر روزہ نہ کھولتے تھے جب کہ واقع ہوتا جمعہ ان دنوں میں کہ تھے روزہ رکھتے ان کا اور نہیں معارض ہے یہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنے کو تاکہ حدیثوں میں تطبیق ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاصہ ہے اور یہ بات ٹھیک نہیں اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا خاصہ ساتھ احتمال کے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ نہیں مکروہ ہے مگر واسطے اس کے کی ضعیف کر ڈالے اس کو روزہ اس کا اس عبادت سے کہ واقع ہوتی ہے بیچ نماز اور دعا اور ذکر سے یہی وجہ نقل کی مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے مانند قول جمہور کی اور اسی کو صحیح کہا ہے متاخرین نے اور اس میں اختلاف ہے کہ صرف جمعے کا روزہ رکھنا منع کیوں ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ دن عید کا ہے اور عیدین کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ غیروں کے ساتھ اس کا روزہ رکھنا درست ہے پس لازم آتا ہے کہ یہ بھی درست نہ ہو اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے جواب دیا ہے کہ اس کا عید کے ساتھ مشابہ ہونا نہیں مستلزم ہے برابر ہونے اس کے کو ساتھ اس کے ہر وجہ سے اور جو اس کے ساتھ اور دن کا روزہ رکھے تو نفی ہو گی اس سے صورت قصد کرنے کی ساتھ تنہا روزے جمعے کے یعنی جب اس کے ساتھ کوئی روزہ رکھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس صورت میں بھی جمعہ عید کے برابر ہو اور اس کا روزہ منع ہو پس یہ درست ہوگا دوم یہ کہ تاکہ نہ ضعیف ہو عبادت سے اور تعاقب کیا گیا ہے یہ ساتھ باقی رہنے معنے مذکور کے اس حالت میں کہ اس کے ساتھ غیر

دن کا روزہ رکھا جائے سوم یہ کہ اس میں خوف ہے مبالغہ کا بیچ تعظیم اس کی کے پس مفتون ہو گا آدمی ساتھ اس کے جیسا کہ مفتون ہو جائے یہود ساتھ دن ہفتے کے اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ ثبوت تعظیم اس کی کے ساتھ غیر روزے کے اور نیز یہود تو ہفتے کو روزے کے ساتھ تعظیم نہیں کرتے پس اگر ان کی موافقت کا ترک کرنا ملحوظ ہوتا تو البتہ لازم ہوتا روزہ اس کا اس واسطے کہ وہ اس کا روزہ نہیں رکھتے چہارم یہ کہ اس کے اعتقاد وجوب کا خوف ہو اور یہ توڑا گیا ہے ساتھ روزے پیر اور جمعرات کے پنجم یہ کہ خوف ہے کہ فرض کیا جائے اوپر ان کے جیسے کہ حضرت ﷺ نے ان کی نماز تراویح سے خوف کیا اور یہ بھی توڑا گیا ہے ساتھ روزے اس کے کے ساتھ غیر اس کے کے ساتھ اس طور کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کے بعد جائز ہوتا واسطے دور ہونے سبب کے ششم یہ کہ اس میں مخالفت نصاریٰ کی ہے اس واسطے کہ ان پر اس کا روزہ واجب ہے اور ہم کو حکم ہے ان کی مخالفت کا اور یہ بھی ضعیف ہے اور قوی تر سب قولوں میں پہلا قول ہے اور اس میں دو حدیثیں بھی وارد ہو چکی ہیں ایک یہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے سو نہ گردانو اپنی عید کے دن کو دن روزے اپنے کا مگر یہ کہ روزہ رکھو تم پہلے اس سے یا پیچھے اس سے اور دوسری حدیث ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو تم میں سے کسی مہینے میں روزہ رکھنے والا ہو تو چاہیے کہ جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے اس واسطے کہ وہ دن کھانے اور پینے اور ذکر کا ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِّنَ الْأَيَّامِ کیا کسی دن کو روزے کے واسطے خاص کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے یعنی خاص کرنا جائز ہے یا نہیں اس واسطے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ نے عبادت پر ہمیشگی کی اور اپنے وظیفوں پر مواظبت کی اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے روزے کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ روزہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ آپ ﷺ روزہ نہ کھولیں گے اور روزہ کھولتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ روزہ نہ رکھیں گے پس یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے نفی مواظبت کو پس باقی رکھا امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کو استفہام پر تاکہ دونوں میں سے ایک حدیث ترجیح پائے یا تطبیق ظاہر ہے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے بایں طور کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ تھا عمل آپ ﷺ کا ہمیشہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اختلاف حال آپ ﷺ کا بیچ بہت روزے رکھنے اور پھر نہ رکھنے کے تھا ہمیشہ مستمر یعنی ہمیشہ آپ ﷺ کا یہی دستور رہا کبھی کتنے دنوں تک پے در پے روزے رکھتے چلے جاتے تھے اور کبھی کتنے دنوں تک پے در پے نہ رکھتے تھے اور ساتھ اس طور کے کہ تھے حضرت ﷺ لازم کرتے اپنی جان پر عبادت کو پس بہت وقت مشغول رکھتا تھا آپ ﷺ کو بعض اس عبادت سے کوئی شاغل پس قضا کرتے اس کو پے در پے پس مشتبہ ہوتا حال اس پر کہ دیکھتا

آپ ﷺ کو پس قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ آپ ﷺ کا عمل ہمیشہ تھا محمول ہے وظیفہ پر اور قول ان کا کہ تھے حضرت ﷺ کہ نہ چاہے تو کہ دیکھے تو آپ ﷺ کو روزے دار مگر کہ دیکھے تو محمول ہے دوسرے حال پر اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ نہ قصد کرتے تھے ابتدا کسی دن معین میں کہ روزہ رکھیں اس کا بلکہ جب کسی دن معین کو روزہ رکھتے تھے مانند جمعرات کی مثلاً تو اس کے روزے پر ہمیشگی کرتے تھے۔ (فتح)

۱۸۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَأَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ.

۱۸۵۱۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ روزے کے واسطے کسی دن کو دنوں میں سے خاص کیا کرتے تھے تو انہوں نے کہ نہیں اور آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا اور تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس چیز کی کہ جس کی حضرت ﷺ طاقت رکھتے تھے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعضوں نے اس پر کہ ہفتے میں سے کسی خاص دن کے روزے کا قصد کرنا مکروہ ہے اور جواب دیا ہے ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سائل نے صرف کسی ایک دن کے خاص کرنے کا سوال کیا تھا اس اعتبار سے کہ وہ دن ہے اور اے پر وہ دن کہ وارد ہوئی ہے تخصیص اس کی دنوں سے ساتھ روزے کے پس سوائے اس کے نہیں کہ وہ خاص کیا گیا ہے واسطے ایک امر کے کہ نہیں شریک ہیں اس کو اس میں باقی دن مانند دن عرفہ کی اور دن عاشوریٰ کی اور دنوں بیض کی اور تمام ان دنوں کی کہ معین کیے گئے ہیں واسطے معنے خاص کے اور سوائے اس کے نہیں کہ سوال کیا تھا انہوں نے تخصیص ایک دن کی سے واسطے ہونے اس کے کے مثلاً دن ہفتے کا اور اشکال کیا گیا ہے اس جواب پر روزہ پیر اور جمعرات کا پس تحقیق وارد ہوئی ہیں اس میں کئی حدیثیں اور گویا کہ نہیں صحیح ہوئی ہیں بخاری کی شرط پر میں کہتا ہوں کہ وارد ہوئی ہیں پیر اور خمیس کے روزے میں کئی حدیثیں صحیحہ۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو کہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ قصد کرتے روزے پیر اور خمیس کا اور اسی طرح کی اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس جواب اشکال سے یہ ہے کہ کہا جائے کہ شاید مراد ساتھ ایام مسئول عنہا کے تین دن ہیں ہر مہینے میں پس گویا کہ سائل نے جب سنا کہ حضرت ﷺ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور رغبت دلائی اس میں کہ ہوں وہ دن بیض کے تو پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا تھے خاص کرتے ان کو ساتھ دنوں بیض کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ کا عمل دائمی تھا یعنی اگر ان کو بیض کے دن ٹھہراتے تو البتہ متعین ہو جاتے اور اس پر ہمیشگی کرتے اس واسطے کہ تھے درست رکھتے اس کو

کہ آپ ﷺ کا عمل دائمی ہو لیکن ارادہ کیا آپ ﷺ نے فراخی کا ساتھ نہ معین کرنے ان کے پس نہ پرواہ کرتے تھے یہ کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں یعنی کوئی دن معین نہ کرتے تھے بلکہ جب چاہتے تھے روزہ رکھتے تھے جیسے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور نہیں پرواہ کرتے تھے کہ مہینے سے کس دن روزہ رکھیں۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ — عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وہ حدیثیں جو وارد ہوئی ہیں عرفہ کے روزے میں اوپر شرط اس کی کے اور سب سے زیادہ ترصحیح حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ عرفہ کا روزہ اتار ڈالتا ہے گناہ ایک سال اگلے کے اور ایک سال پچھلے کے روایت کی یہ حدیث مسلم وغیرہ نے یعنی اور باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب نہیں اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان حدیث باب کے یہ ہے کہ باب کی حدیث محمول ہے غیر حاجی پر یا اس شخص پر کہ نہ ضعیف کرے اس کو روزہ اس کا ذکر اور دعا سے کہ مطلوب ہے واسطے حاجی کے۔ (فتح)

۱۸۵۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرٌ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَشَرِبَهٗ.

۱۸۵۲۔ ام فضل حارث رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اس کے نزدیک عرفہ کے دن حضرت ﷺ کے روزے میں جھگڑے سو بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ روزے دار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ روزے دار نہیں سو میں نے آپ ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ ﷺ اپنے اونٹ پر کھڑے تھے سو حضرت ﷺ نے اس دودھ کو پی لیا۔

فائدہ: یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ عرفہ کا روزہ ان کے نزدیک معروف اور معتاد تھا واسطے ان کے وطن میں اور جس نے آپ ﷺ کے روزے کا یقین کیا تھا اس نے عادت مالوف سے دلیل پکڑی تھی اور جس نے یقین کیا تھا کہ آپ ﷺ روزے دار نہیں تو اس کے نزدیک قائم ہوا تھا قرینہ کہ آپ ﷺ مسافر ہیں اور آپ ﷺ نے سفر

میں فرض روزے سے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ نفل ہو۔ (فتح)

۱۸۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ شَكُّوْا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ.

۱۸۵۳۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں شک کیا سو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم موقف عرفات میں کھڑے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ پیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان دونوں حدیثوں کے اس پر کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے اور اس میں نظر ہے یعنی اعتراض ہے اس واسطے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرد فعل نفی استحباب پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کبھی مستحب چیز کو بیان جواز کے واسطے چھوڑ دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں افضل ہوتی تھی واسطے مصلحت تبلیغ کے ہاں ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے دن عرفہ کے اور بعض سلف نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ حاجیوں کو عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور ابن زبیر اور اسامہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ وہ عرفہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہ خوش لگتا تھا حسن رضی اللہ عنہ کو اور حکایت کرتا تھا اس کو عثمان رضی اللہ عنہ سے، اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور مذہب منقول ہے انہوں نے کہا کہ نہیں خوف ہے ساتھ اس کے جبکہ دعا سے ضعیف نہ ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے قدیم قول میں یہی منقول ہے اور اختیار کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ اور متولی رحمہ اللہ نے شافعیہ میں سے اور جمہور نے کہا کہ مستحب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہاں تک کہ عطا نے کہا کہ جو روزہ افطار کرے تا کہ قوت حاصل کرے ساتھ اس کے ذکر پر تو اس کو روزے دار کے برابر ثواب ہے اور طبری رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ تا کہ دلالت کرے کہ حاجی کو مکے میں یہی بات مختار ہے تا کہ نہ ضعیف ہو جائے دعا اور ذکر سے کہ مطلوب ہے دن عرفہ کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے روزہ نہ رکھا تھا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور تنہا جمعہ کے روزے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا ہے اور یہ تاویل بعیدی ہے اول حدیث سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ رکھنا اس واسطے مکروہ رکھا کہ وہ عید ہے واسطے اہل موقف کے واسطے جمع ہونے ان کے کے بیچ اس کے۔ اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ آنکھ سے دیکھنا زیادہ تر یقینی حجت ہے اور یہ کہ وہ خبر سے اوپر ہے اور یہ کہ مجلسوں میں کھانا پینا درست ہے اور نہیں کراہت ہے اس میں واسطے ضرورت کے اور یہ کہ

جائز ہے قبول کرنا تحفہ کا عورت سے بغیر تفصیل پوچھنے کے کہ کیا وہ اس کے خاوند کے مال سے ہے یا نہیں اور اس میں اقتدا کرنا لوگوں کا ہے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے اور اس میں بحث اور اجتہاد ہے بیچ زندگی حضرت ﷺ کی کے اور مناظرہ بیچ علم کے درمیان مردوں اور عورتوں کے اور حیلہ ڈھونڈنا واسطے اطلاع پانے کے حکم پر بغیر سوال کے اور اس میں سوار ہونا ہے بیچ حالت کھڑے ہونے سواری کے اور پہلی حدیث میں ہے کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے دودھ بھیجا تھا اور ایک بار میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ محمول ہے تعدد واقعہ پر یعنی یہ معاملہ دو بار ہوا ہو اور احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھے وہ دودھ بھیجا ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ
عید فطر کے دن روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا حکم کیا ہے ابن منیر نے کہا کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اختلاف کی اس کے حق میں جو ایک دن کے روزے کی نذر مانے یعنی جیسے کہے کہ میں پیر کا روزہ رکھوں گا اور موافق پڑے وہ عید کے دن کو کہ کیا اس کی نذر درست ہے یا نہیں وسیاتی ذکر ما قیل فی ذالك۔ (فتح)

١٨٥٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ أَصَابَ.

١٨٥٤۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضر ہوا سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دو دن ہیں کہ منع فرمایا ہے حضرت ﷺ نے ان کے روزے سے ایک دن تو تمہارے روزہ کھولنے کا ہے یعنی عید فطر کا دن اور دوسرا دن کہ تم اس میں اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ فائدہ وصف دونوں دنوں کا اشارت ہے طرف علت وجوب فطر ان دونوں دنوں کی اور وہ جدائی کرنی ہے روزے سے اور اظہار تمام ہونے اس کے کا اور حد اس کی ہے ساتھ فطر مابعد اس کے کے اور دوسرا واسطے علت قربانی کے جو تقرب کیا گیا ساتھ ذبح کرنے اس کے کے تاکہ کھایا جائے اس سے اور اگر اس کا روزہ مشروع ہوتا تو اس میں ذبح کرنے کے مشروع ہونے کے کوئی معنے نہ ہوتے پس تعبیر کیا گیا علت تحریم سے ساتھ کھانے کے قربانی سے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے ذبح کو اور زیادہ کرتا ہے فائدے تنبیہ کو تعلیل پر اور مراد

ساتھ نسک کے اس جگہ وہ جانور ہے کہ ذبح کیا جائے واسطے قربت کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس علت سے تعین سلام کا واسطے جدائی کے نماز سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں عیدوں کے دن روزہ رکھنا حرام ہے برابر ہے کہ نذر کا ہو یا کفارے کا یا نفل یا قضا یا تمتع اور اگر کوئی زید کے آنے کے دن کے روزے کی نذر مانے تو اس میں اختلاف ہے جمہور کا کہ یہ مذہب ہے کہ نذر منعقد نہیں ہوتی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نذر درست ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور ایک روایت میں یہ آتا ہے کہ لازم آتا ہے اس کو کھلانا اور اوزاعی سے روایت ہے کہ قضا کرے مگر یہ کہ عید کے دن استثنا کی نیت ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت میں ہے کہ اگر قضا کی نیت کی ہو تو قضا کرے اور اگر نہیں تو قضا نہ کرے اور آئندہ باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آئے گا کہ انہوں نے مسئلے کے جواب میں توقف کیا اور اصل اختلاف کا اس مسئلے میں یہ ہے کہ کیا نہی منہی عنہ کی صحت کو چاہتی ہے یا نہیں۔ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ نہیں چاہتی اور محمد بن حسن سے روایت ہے کہ چاہتی ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں کہا جاتا اندھے کو کہ مت دیکھ اس واسطے کہ وہ تحصیل حاصل کی ہے پس معلوم ہوا کہ عید کے دن کا روزہ ممکن ہے اور جب ممکن ہوا تو اس کا صحیح ہونا ثابت ہوا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ امکان عقلی ہے نقلی نہیں اور نزاع شرعی میں ہے اور جو شرعاً منہی عنہ ہو اس کا فعل شرعاً ممکن نہیں اور مانعین کے دلائل سے ایک یہ دلیل ہے کہ جب نفل مطلق کے فعل سے نہی ہو تو وہ منعقد نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہی سے مطلوب ترک ہے، برابر ہے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے اور نفل سے مطلوب فعل ہے یعنی اس کا کرنا مطلوب ہوتا ہے پس نہ جمع ہوں گی دو ضدیں اور فرق درمیان روزے اور درمیان امر ذی وجہین کے مانند نماز کی زمین غصب کی ہوئی میں ہے یہ کہ نہی ادا کرنے نماز کے سے زمین مغصوب میں نماز کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اس میں اقامت کی وجہ سے ہے اور طلب کرنا فعل اس کے کا واسطے ذات عبادت کے ہے بخلاف روزے کے بیچ دن عید کے مثلاً اس واسطے کہ نہی اس میں واسطے ذات روزے کی ہے پس دونوں جدا ہو گئے۔ (فتح)

١٨٥٥۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنْ صَلَاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ.

١٨٥٥۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے عید فطر کے دن اور قربانی کے دن اور منع فرمایا سب بدن پر کپڑا لپیٹنے سے اس طرح کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ نہ نکل سکیں اور منع فرمایا اس سے کہ مرد ایک کپڑے میں زانو اٹھا کر اکڑوں بیٹھے اور نفلی نماز سے منع کیا بعد نماز صبح اور عصر کے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید فطر کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

قربانی کے دن روزہ رکھنے کا بیان

١٨٥٦۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَا قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

١٨٥٦۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع ہوا ہے شرع میں دو روزے اور دو قسم کی بیعوں سے منع ہے روزے عید فطر اور قربانی کے سے اور بیع ملامست اور منابذت سے۔

فائدہ: بیع ملامست یہ ہے کہ خریدار لپیٹے ہوئے کپڑے کو ہاتھ لگائے یا اندھیرے میں ہاتھ لگائے اور اس کو خریدے اس شرط پر کہ اختیار روئت نہ ہوگا یا بائع کہے کہ تو نے ہاتھ لگایا تو بیع لازم ہوئی اور منابذت یہ ہے کہ بغیر صیغہ بیع اور شراء کے مبادلہ کریں وسیاتی بیانه فی کتاب البیوع اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں۔

١٨٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَّصُوْمَ يَوْمًا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ الْإِثْنَيْنِ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

١٨٥٧۔ زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس مسئلے میں کہ ایک مرد نے نذر مانی کہ ایک دن روزہ رکھے میں گمان کرتا ہوں کہ پیر کے دن کہا پس موافق پڑا وہ دن عید کے دن کو سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ پورا کرنے نذر کے اور منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے سے۔

فائدہ: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ تقویٰ اختیار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یقین کرنے فتویٰ کے سے بیچ اس کے اور فقہا کو اس میں اختلاف ہے اور ابن منیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارادہ کیا ہو کہ دونوں دلیلوں کے ساتھ عمل کیا جائے پس روزہ رکھا جائے ایک دن بدلے نذر کے اور چھوڑا جائے روزہ دن عید کے پس ہوگا وہ اس میں پیشوا واسطے اس شخص کے کہ کہتا ہے اس کی قضا واجب ہے اور احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا ہو طرف اور قاعدے کی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ جب امر اور نہی ایک محل میں جمع ہوں تو ان میں سے کس کو مقدم کیا جائے اور راجح یہ ہے کہ نہی کو مقدم کیا جائے پس گویا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ روزہ نہ رکھ اور ابو عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا کہ

توقف کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ نہی روزے اس کے سے واسطے سے ذات اس کی کے نہیں بلکہ عمل خارجی کی وجہ سے ہے اور داؤدی نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نہی مقدم ہے اس واسطے کہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ ایک مرد نے پیادہ حج کرنے کی نذر مانی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سوار ہونے کا حکم فرمایا سو اگر اس کا پورا کرنا واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سوار ہونے کا حکم نہ فرماتے۔

۱۸۵۸۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ أَرْبَعًا مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا.

۱۸۵۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگیں لڑی تھیں) کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزیں سنیں سو مجھ کو خوش لگیں ایک یہ کہ نبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ سفر کرے کوئی عورت دو دن کی راہ مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خاوند یا کوئی محرم ہو اور نہیں درست ہے روزہ دونوں میں عید فطر کے دن اور عید قربانی کے دن اور نہیں نماز ہے بعد نماز صبح کے یہاں تک کہ سورج نکلے اور نہ بعد عصر کے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی تین مسجدوں کے سوا سفر کرنا درست نہیں ایک تو ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ دوسری ملک شام میں مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس کی مسجد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی بنائی ہوئی اور میری یہ مسجد یعنی تیسری مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔

فائدہ: یہ سب مسئلے مفصل طور سے پہلے گزر چکے ہیں پہلا حج میں دوسرا مواقیت میں تیسرا اخیر نماز میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عید قربانی کے دن روزہ رکھنا درست نہیں وفیہ المطابقة للترجمة.

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ — تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنے کا بیان

فائدہ: تشریق کے دن ذوالحجہ کہ گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ہیں یعنی قربانی کے دن کے بعد اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ دو دن ہیں یا تین اور ان دنوں کا نام تشریق کے دن اس واسطے رکھا گیا ہے کہ قربانیوں کا گوشت سورج کی دھوپ میں رکھ کر خشک کیا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ نہیں ذبح کی جاتی قربانی یہاں تک کہ سورج بلند اور روشن ہو اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ عید کی نماز واقع ہوتی ہے وقت بلند ہونے آفتاب کے اور

بعض کہتے ہیں کہ تشریق تکبیر کہنا ہے پیچھے ہر نماز کے اور کیا ملحق ہیں ایام تشریق کے ساتھ دن قربانی کے جیسے کہ ملحق ہیں ساتھ اس کے بیچ قربانی وغیرہ اعمال حج کے اور یا ان میں مطلق روزہ درست ہے یا خاص متمتع کو درست ہے اور کو نہیں یا خاص ہے واسطے اس کے اور جو اس کے معنی میں ہے اور ان میں سے ہر مسئلے میں علماء کو اختلاف ہے اور راجح نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ ہے کہ متمتع کو جائز ہے اس واسطے کہ باب میں عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیث بیان کی ہے اور ابن منذر وغیرہ نے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کہ ہے کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا مطلق جائز ہے اور حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مطلق منع ہے

اور یہی مشہور ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابن عمر اور عائشہ اور عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم سے اور لوگوں میں منع ہونا اس کا مروی ہے مگر واسطے متمتع کے کہ ہدی نہ پائے اور یہی قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قدیم میں۔ اور اوزاعی وغیرہ سے ہے کہ محصر اور قارن کو بھی ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور جو اس کے روزے سے منع کرتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث نبیشہ کی ہے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ تشریق کے دن کھانے پینے کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ لِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَصُوْمُ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ بِمِنًى وَكَانَ أَبُوْهَا يَصُوْمُهَا.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منیٰ کے دنوں میں اور عروہ رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

۱۸۵۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عِيْسَى بْنِ أَبِیْ لَيْلٰى عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِیْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَنْ يُّصَمْنَ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْیَ.

۱۸۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں اجازت ہوئی اس کی کہ تشریق کے دنوں میں روزہ رکھا جائے مگر جو قربانی نہ پائے۔

فائدہ: طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ نہیں اجازت ہوئی پکڑا ہے اس کو انہوں نے عموم آیت سے کہ جو قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے حج کے وقت میں اس واسطے کہ فی الحج کا لفظ عام ہے شامل ہے قربانی کے دن سے پہلے دنوں کو بھی اور پچھلے دنوں کو بھی پس تشریق کے دن بھی اس میں داخل ہیں پس بنا بر اس کے ان کا یہ قول مرفوع نہیں بلکہ بطریق استنباط کے ہے کہ سمجھا ان دونوں نے عموم آیت سے اور تحقیق ثابت

ہو چکی ہے نہی آپ ﷺ کی تشریق کے دنوں کے روزے سے اور وہ عام ہے بیچ حق متمتع وغیرہ کے پس بنا بر اس کے عموم آیت حدیث کا معارض ہے کہ آیت سے اجازت ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے نہی اور بیچ تخصیص عموم متواتر کے ساتھ خبر واحد کے نظر ہے اگر حدیث مرفوع ہو اور کس طرح ہوگی یہ بات اور حالانکہ اس کے مرفوع ہونے میں بھی شبہ ہے پس بنا بر اس کے راجح ہوگا جواز یعنی تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا جائز ہوگا اور اسی طرف میلان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واللہ اعلم۔ (فتح)

۱۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى وَّعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

۱۸۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روزہ واسطے اس شخص کے ہے کہ تمتع کرے ساتھ حج اور عمرہ کے یعنی جو اول عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر از سر نو حج کا احرام باندھ کر حج ادا کر کے عرفہ کے دن تک یعنی نویں ذوالحجہ تک اور جو قربانی نہ پائے اور نہ روزہ رکھے تو منیٰ کے دنوں یعنی تشریق کے دنوں میں روزے رکھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ تشریق کے دن تین ہیں سوائے قربانی کے دن کے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ رکھنا بالاتفاق درست نہیں اور تشریق کے دنوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعض کہتے ہیں کہ درست نہیں اور جو جائز کہتا ہے اس نے اس کو عموم آیت سے لیا ہے کما تقدم پس معلوم ہوا کہ وہ تین ہیں اس واسطے کہ وہ قدر ہے جس کو آیت شامل ہے۔ (فتح)

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ
عاشورے کے روزے رکھنے کا بیان

فائدہ: یعنی محرم کے دسویں کو روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے اور اہل شرع کو اس کی تعیین میں اختلاف ہے اکثر علماء کا تو یہ قول ہے کہ وہ محرم کے مہینے کا دسواں دن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ محرم کا نواں دن ہے اور قوی کرتی ہے پہلے قول کو یہ حدیث جو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کا روزہ رکھوں گا سو آپ ﷺ نے اس سے پہلے انتقال فرمایا اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ دسویں کو روزہ رکھا کرتے تھے اور نویں کے روزے کا قصد کیا پھر یہ جو آپ ﷺ نے نویں محرم کے روزے کا قصد کیا تو احتمال ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ وہ فقط دسویں محرم کے روزے پر ہی اکتفا نہ کریں گے بلکہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی جوڑیں گے یا تو احتیاط کی وجہ سے اور یا واسطے مخالفت یہود اور نصاریٰ کے اور یہی

احتمال زیادہ تر راجح ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے مسلم کی بعض روایتوں سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ رکھو عاشورے کا اور مخالفت کرو یہود کی اور روزہ رکھو اس سے ایک دن پہلے یا پیچھے اور یہ اخیر عمر میں تھا اور تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے موافقت اہل کتاب کو اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ حکم نہ ہوا تھا خاص کر جب کہ ہوتے اس چیز میں کہ مخالف ہوتے اس میں بت پرستوں کے پھر جب مکہ فتح ہوا اور اسلام ظاہر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اہل کتاب کی مخالفت کو بھی دوست رکھا جیسے کہ ثابت ہو چکا ہے صحیح میں پس عاشورے کا روزہ بھی اسی قسم سے ہے کہ اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ان کی موافقت کی اور پھر ان کی مخالفت کو دوست رکھا پس حکم کیا کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور جوڑا جائے خواہ ایک دن اس سے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض اہل علم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نویں کو روزہ رکھوں گا تو یہ حدیث دو امروں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ میں دسویں کے روزے کو نویں سے تبدیل کروں گا یعنی دسویں کے بدلے نویں کو روزہ رکھوں گا دوم یہ کہ اس کے ساتھ نویں کا روزہ ملاؤں گا یعنی اس کے ساتھ نویں کا روزہ بھی رکھوں گا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہوئی احتیاط دو دن کی روزے میں بنا بر اس کے پس عاشورے کا روزہ تین قسم ہوا ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ صرف ایک دن روزہ رکھے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ نویں اور گیارہویں کو روزہ رکھے پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے ابتدا کیا ساتھ ان حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں اس پر کہ عاشورے کا روزہ فرض نہیں پھر ان حدیثوں کو بیان کیا جو اس کے روزے کی ترغیب پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

۱۸۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ إِنْ شَآءَ صَامَ.

۱۸۶۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کے دن کہ اگر کوئی تم میں چاہے تو اس کا روزہ رکھے یعنی اگر چاہے تو نہ رکھے۔

۱۸۶۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۱۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کے روزے کا حکم کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو پھر یہ دستور تھا کہ جو چاہتا تھا عاشورے کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور

آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں جو آگے آتی ہے معلوم ہوا کہ عاشورے کے روزے کا حکم ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوا یعنی آپ ﷺ کے مدینہ میں آنے کی ابتدا میں اور نہیں شک ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا مدینہ میں آنا ربیع الاول میں تھا پس اس وقت ہوگا امر ساتھ اس کے دوسرے سال کے ابتدا میں اور دوسرے سال میں رمضان فرض ہوا پس بنا بر اس کے نہیں واقع ہوا امر ساتھ روزے عاشورے کے مگر ایک سال میں پھر سپرد ہوا امر اس کے روزے میں طرف رائے نفل روزے دار کی پس بر تقدیر صحت قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ عاشورے کا روزہ پہلے فرض تھا منسوخ ہوا فرض ہونا اس کا ساتھ ان حدیثوں صحیحہ کے۔ اور قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ بعض سلف کا یہ اعتقاد تھا کہ عاشورے کے روزے کی فرضیت اب بھی باقی ہے لیکن اس قول کے قائل گزر گئے ہیں اب اس کا کوئی قائل نہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ عاشورے کا روزہ اب فرض نہیں، اور اجماع ہے اس پر کہ وہ اب مستحب ہے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما برا جانتے قصد کرنے اس کے کو ساتھ روزے کے پھر یہ قول بھی گزر گیا اور اسپر قریش کا عاشورے کے روزے کو رکھنا پس شاید کہ انہوں نے پہلے شرع سے سیکھا تھا اسی واسطے اس کی تعظیم کرتے تھے ساتھ لباس پہنانے کعبے کے بیچ اس کے وغیر ذالک اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا سو انہوں نے کہا کہ قریش نے جاہلیت میں ایک گناہ کیا سو وہ گناہ ان کے سینوں میں بڑا معلوم ہوا سو ان کو کہا گیا کہ عاشورے کا روزہ رکھو کہ وہ اس گناہ کو اتار ڈالے گا۔ (فتح)

١٨٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

١٨٦٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ بھی جاہلیت میں اس کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا پھر جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو عاشورے کا روزہ متروک ہوا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

١٨٦٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ

١٨٦٤۔ حمید بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا عاشورے کے دن منبر پر کہتے تھے کہ اے مدینے والو کہاں

رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ عَامَ حَجَّ عَلَی الْمِنبَرِ یَقُوْلُ یَا أَهْلَ الْمَدِیْنَةِ أَیْنَ عُلَمَاؤُکُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَلَمْ یَکْتُبِ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ صِیَامَهُ وَأَنَا صَآئِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْیَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیُفْطِرْ.

ہیں علماء تمہارے کہ میں نے آپ ﷺ سنا فرماتے تھے کہ یہ عاشورے کا دن ہے کہ اللہ نے تم پر اس کا روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزے دار ہوں سو جو روزہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے تو چاہیے کہ نہ رکھے۔

فائدہ: یہ سب آپ ﷺ کا کلام ہے اور قصے کے سیاق میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ معاویہ نے دیکھا تھا کہ وہ عاشورے کے روزے کا اہتمام نہ کرتے تھے اور اسی واسطے انہوں نے ان کے علماء کا حال پوچھا یا ان کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عاشورہ کے روزے کو مکروہ یا فرض جانتے ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عاشورہ کا روزہ کبھی فرض نہیں ہوا اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اللہ نے تم پر عاشورے کو ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کیا مانند روزے رمضان کے کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے فرض ہے اور غایت یہ ہے کہ وہ عام ہے خاص کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ وہ پہلے فرض تھا یا مراد یہ ہے کہ وہ آیت کتب علیکم الصیام الخ میں داخل نہیں پھر تغیر کیا اللہ نے اس کو ساتھ مہینے رمضان کے اور نہیں معارض ہے یہ توجیہ امر ثابت کو ساتھ روزے اس کے کے جو منسوخ ہوا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف فتح کے سال سے آپ ﷺ کی صحبت کی ہے اور جو لوگ عاشورہ کے روزے کے امر کے وقت حاضر تھے وہ آپ ﷺ کے ساتھ پہلے سال میں حاضر ہوئے اور مجموع حدیثوں سے پکڑا جاتا ہے کہ عاشورہ کا روزہ فرض تھا واسطے ثابت ہونے روزے اس کے کے پھر موکد ہونے امر کے ساتھ اس کے پھر زیادہ ہونے تاکید کے ساتھ ندا عام کے پھر زیادہ ہونے تاکید اس کی کے ساتھ امر اس شخص کے کہ کھایا اُس نے ساتھ بند رہنے کے یعنی باقی دن پھر زیادہ ہونے تاکید اُس کی کے ساتھ امر ماؤں کے یہ کہ نہ دودھ پلائیں اس میں اپنے بچوں کو اور ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو کہ صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو عاشورہ کا روزہ ترک ہوا باوجود یہ کہ یہ معلوم ہے کہ اس کا استحباب ترک نہیں ہوا بلکہ وہ باقی ہے پس معلوم ہوا کہ متروک اس کا وجوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متروک تاکید استحباب ہے اور باقی مطلق استحباب ہے لیکن اس کا ضعف پوشیدہ نہیں بلکہ تاکید استحباب باقی ہے خاص کر اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ ہمیشہ اہتمام کیا یہاں تک کہ اپنی وفات کے سال میں بھی فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو البتہ نویں کو روزہ رکھوں گا اور واسطے رغبت دلانے آپ ﷺ کے اس کے روزے میں اور یہ کہ وہ ایک سال کے گناہ اتار دیتا ہے اور اس سے زیادہ کون سی تاکید ہے۔ (فتح)

۱۸۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۱۸۶۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دیکھا کہ عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہیں سو فرمایا کہ کیا یہ دن یعنی اس دن میں روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے یہود نے کہا کہ یہ دن نیک ہے یہ دن وہ ہے کہ اللہ نے اس میں بنی اسرائیل کو ان کے دشمن یعنی فرعون سے نجات دی سو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا یعنی واسطے شکر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں لائق تر ہوں ساتھ موسیٰ کے تم سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ یہ دن بڑا ہے کہ اللہ نے اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ وہ دن ہے کہ اس میں نوح علیہ السلام کی کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو اس دن نوح علیہ السلام نے شکر کے واسطے روزہ رکھا اور اس حدیث کے ظاہر پر اعتراض آتا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث چاہتی ہے اس بات کو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اسی وقت یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے پایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول میں مدینہ میں آئے تھے اور جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کے روزے کو معلوم کرنا اور اس سے سوال کرنا مدینے میں آنے کے بعد تھا نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روزے کو مدینے میں آنے سے پہلے معلوم کر لیا ہوا تھا اور غایت یہ ہے کہ اس کلام میں حذف ہے اور اس کی تقدیر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور عاشورہ کے دن تک ٹھہرے تو دیکھا کہ یہود اس میں روزہ رکھتے ہیں اور احتمال ہے کہ وہ یہود عاشورہ کے دن کو سورج کے سالوں کے حساب سے شمار کرتے تھے سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے وہ دن ان کے حساب سے عاشورہ کے دن کو موافق پڑ گیا لیکن اعتماد پہلی تاویل پر ہے اور شبہ کیا گیا ہے اس حدیث پر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے روزے میں یہود کی موافقت کیوں کی اور مازری نے جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہو کہ یہود اس میں حق پر ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تواتر سے ان کا صدق معلوم ہوا ہو یا خبر دی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص نے جو ان میں مسلمان ہوا مانند ابن سلام رضی اللہ عنہ کی کہ یہ حق پر ہیں پھر کہا کہ نہیں ہے حدیث میں یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے روزے کا حکم پہلے کیا بلکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ حکم کرنے سے پہلے رکھا کرتے تھے پس غایت اس چیز کا کہ قصے میں ہے یہ ہے کہ یہود کے قول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی نیا حکم پیدا نہیں ہوا اور اس

واسطے اس کے نہیں کہ وہ صفت ایک حال کی ہے اور جواب او رسوال ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں روایتیں مختلف نہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اہل جاہلیت بھی عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے جیسے کہ پہلے گزرا اس واسطے کہ نہیں مانع ہے کوئی اس سے کہ دونوں فرقے اس کے روزے پر متفق ہوں اور دونوں کا سبب مختلف ہو قرطبی نے کہا کہ شاید قریش اپنے روزے میں پہلے نبیوں کی سند لیتے تھے مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ احتمال ہے کہ ان کی موافقت کے سبب سے ہو جیسے کہ حج میں یا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے روزے کی اجازت دی ہو کہ وہ نیک کام ہے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور یہود کو دیکھا کہ اس کا روزہ رکھتے ہیں اور ان سے سوال کیا اور اس کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا تو احتمال ہے کہ یہ یہود کی الفت دلانے کے واسطے ہو کہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت حاصل ہو جیسے کہ الفت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ساتھ منہ کرنے اور نماز پڑھنے کے طرف قبلے ان کے کی اور یہی احتمال ہے کہ کوئی اور سبب ہو بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہود کی پیروی نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے پہلے بھی اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ اس وقت میں تھا جب کہ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے اس چیز میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع نہ ہوا تھا اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم کیا لوگوں نے کہا کہ یہ دن ہے کہ یہود اور نصاریٰ اس کی تعظیم کرتے ہیں آخر حدیث تک اور شبہ کیا گیا ہے بایں طور کہ علت بیان کرنی ساتھ نجات موسیٰ علیہ السلام اور غرق فرعون کے خاص ہے ساتھ موسیٰ علیہ السلام اور یہود کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوں اور وہ ان احکام میں سے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ نہیں ہوئے اس واسطے کہ بہت احکام عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں منسوخ نہیں ہوئے واسطے دلیل اس آیت کے **ولا یحل لکم بعض الذی حرم علیکم** تاکہ حلال کروں میں واسطے تمہارے بعض اس چیز کا کہ حرام کی گئی ہے اوپر تمہارے اور کہتے ہیں اکثر احکام فرعیہ تو نصاریٰ نے تو تورات سے سیکھے ہیں اور روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ نے ساتھ دوسرے طریق کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادتی بیچ سبب روزے یہود کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ کشتی نے جودی پر قرار پکڑا سو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام نے شکر کے واسطے اس کا روزہ رکھا اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی نزدیک اور ذکر موسیٰ علیہ السلام کا اس جگہ نہ ان کا غیر کے واسطے شریک ہونے اس کے کے نوح علیہ السلام کو نجات میں اور غرق ہونے دشمنوں کے دونوں کے۔ (فتح)

۱۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ أَبِیْ عُمَیْسٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی

۱۸۶۶۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کو عید شمار کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کا روزہ رکھا کرو۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ أَنْتُمْ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہود عاشورہ کے دن کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے پس ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کے روزے کا حکم کرنے کا باعث محبت مخالفت یہود کی تھی تا کہ روزہ رکھا جائے اس دن کہ اس میں وہ روزہ نہیں رکھتے تھے اس واسطے کہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی تھی اس پر کہ عاشورہ کے روزے کا باعث موافقت ان کی تھی سبب پر اور وہ شکر اللہ تعالیٰ کا ہے اوپر نجات موسیٰ علیہ السلام کے لیکن یہود جو اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کو عید اعتقاد کرتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کا روزہ نہ رکھتے تھے پس شاید کہ ان کی شرع میں اس کی تعظیم کے جملہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور یہ بات ایک حدیث میں صریح آ چکی ہے کہ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت میں روایت کی ہے کہ ناگہاں کچھ لوگ عاشورہ کی تعظیم کرتے تھے اور اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں بھی ایک روایت آ چکی ہے۔ (فتح)

۱۸۶۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلٰى غَيْرِهِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ.

۱۸۶۷۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قصد کرتے ہوں کسی دن کے روزے کا کہ اس کو اس کے غیر پر بزرگی دیتے ہوں مگر اس دن کو یعنی عاشوراء کے دن کے روزے کو اور اس مہینے کو یعنی رمضان کو۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی روزے کو اس کے غیر پر فضیلت نہ دیتے تھے سوائے عاشورہ کے روزے کے اور رمضان کے روزے کے کہ ان کو سب سے افضل فرماتے تھے اور یہ حدیث چاہتی ہے کہ روزے دار کے لیے عاشورہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے بعد رمضان کے لیکن یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فہم ہے اس میں وہ چیز نہیں کہ غیر کے علم کو رد کرے اور مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہ اتار ڈالتا ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ عاشورہ کے روزے سے افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ عاشورہ کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے پس اسی واسطے یہ افضل ہے اور سوائے اس کے کہ نہیں جمع کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے درمیان

عاشوراء اور رمضان کے اگرچہ ایک ان دونوں میں واجب ہے اور ایک مستحب واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ حاصل ہونے ثواب کے اس واسطے کہ معنے تحری کے یہ ہیں کہ قصد کرتے تھے روزے اس کے واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور رغبت کرنے کے بیچ اس کے۔ (فتح)

۱۸۶۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ.

۱۸۶۸۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک مرد کو حکم کیا یہ کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ تحقیق جس نے کھا لیا ہو تو چاہیے کہ اپنا باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے اس واسطے کہ یہ دن عاشورہ کا دن ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر کافی ہونے روزے کے بغیر نیت کے واسطے اس شخص کے کہ عارض ہوا اس پر علم ساتھ واجب ہونے روزے اس دن کے مانند اس شخص کی کہ ثابت ہوا نزدیک اس کے درمیان دن کے کہ وہ رمضان کا دن ہے کہ وہ روزہ تمام کرے اور وہ روزہ اس کو کافی ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے رد اس پر جس کا یہ مذہب ہے اور یہ کہ تحقیق ابو داؤد وغیرہ میں یہ روایت ہے کہ جس شخص نے کھا لیا تھا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزے کی قضا کا حکم کیا باوجود حکم کرنے کے ساتھ بند رہنے کے باقی دن اور یہ حدیث چھٹی ہے ثلاثیات بخاری میں سے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ

کتاب ہے نماز تراویح کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے والے کی فضیلت کا بیان

فائدہ: بعض روایتوں میں یہاں بسم اللہ اور کتاب صلوۃ التراویح کا لفظ زیادہ ہے اور تراویح جمع ہے ترویحہ کی اور وہ ایک بار آرام پکڑنا ہے نام رکھی گئی جماعت کی نماز رمضان کی راتوں میں تراویح یعنی اس نماز کو تراویح اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں دو سلاموں کے بعد جلسہ استراحت کا کرتے ہیں اور محمد بن نصر نے حکایت کی ہے یحییٰ بن بکر سے اس نے لیث سے کہ لوگ آرام پکڑتے تھے بقدر اس چیز کے کہ آدمی ایسی ایسی رکعت پڑھے اور مراد قیام سے وہ چیز ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے مطلق قیام یعنی خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کرے اور مانند ان کی کوئی اور عبادت کرے جیسے کہ ہم نے اس کو پہلے تہجد کی نماز میں بیان کیا ہے برابر اور نووی نے کہا کہ مراد ساتھ قیام اللیل کے تراویح کی نماز ہے یعنی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ مطلوب ہے قیام سے نہ یہ کہ قیام رمضان کا نہیں ہوتا ہے مگر ساتھ اس کے بلکہ تلاوت قرآن اور ذکر وغیرہ سے بھی قیام اللیل حاصل ہو سکتا ہے خواہ تراویح کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے اور عجیب بات کہی کرمانی نے پس کہا کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ مراد قیام رمضان سے تراویح کی نماز ہے۔ (فتح)

۱۸۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ إِيْمَانًا

۱۸۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بیچ حق رمضان کے یا واسطے فضیلت رمضان کے کہ جو ایمان سے یعنی جو اللہ نے اس پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو سچ جان کر اور محض ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے

وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں خواہ کبیرہ ہوں یا صغیر اور اسی کے ساتھ یقین کیا ہے ابن منذر نے اور نووی نے کہا کہ معروف یہ بات ہے کہ فقط صغیرے بخشے جاتے ہیں کبیرے نہیں بخشے جاتے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے امام الحرمین نے اور منسوب کیا ہے اس کو عیاض نے طرف اہل سنت کے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے کہ تخفیف کی جائے کبیروں سے جب کہ صغیرے گناہ نہ کرے اور ایک روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ پچھلے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اور اس پر اعتراض آتا ہے کہ مغفرت چاہتی ہے کہ پہلے کوئی گناہ ضرور ہوا ہو جو بخشا جائے اور جو گناہ کہ آئندہ ہوں گے وہ ابھی تک وجود میں نہیں آئے اور جو گناہ کہ ابھی تک وجود میں نہیں آیا وہ کس طرح بخشا جائے گا؟ سو جواب اس کا یہ ہے جو کہ آئندہ آئے گا بیچ قول حضرت ﷺ کے جو کہ آپ ﷺ نے بطورِ حکایت کے اللہ کی طرف سے بیان کیا ہے کہ اللہ نے اہل بدر کے حق میں فرمایا اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ یعنی تم کرو جو تمہارا جی چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ آئندہ کبیرے گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں سو اس کے بعد ان سے کوئی کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ واقع ہوتے ہیں گناہ ان کے اس حال میں کہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں اور یہی جواب دیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہیں با وردی بیچ کلام اوپر حدیث روزے عرفہ کے اور یہ کہ وہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ کو اتار ڈالتا ہے۔ (فتح)

۱۸۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

۱۸۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور محض ثواب کے واسطے یعنی نہ واسطے سنانے دکھانے کے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے ابن شہاب نے کہا سو حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ امر اسی حال پر تھا کہ رمضان میں لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے اور جماعت سے نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی حال رہا لوگ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی یہی حال رہا۔

۱۸۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۱۸۷۱۔ ابن شہاب سے روایت ہے اس نے عروہ سے

الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ أَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ.

روایت کی اس نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں رمضان میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں دیکھا کہ لوگ جدا جدا اور گروہ گروہ ہیں کوئی مرد اکیلا نماز پڑھتا ہے اور کوئی جماعت سے پڑھتا ہے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک امام قاری پر جمع کروں یعنی جو ان کو جماعت سے نماز پڑھایا کرے تو البتہ بہتر ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا اور ان سب کو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کیا یعنی ان کو ان سب کا امام بنایا کہ ان کی امامت کرے پھر میں ان کے ساتھ ایک اور رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری یعنی امام مذکور کے ساتھ نماز پڑھتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی اچھی بدعت ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جماعت کی ہمیشگی کا حکم نہیں فرمایا اور جس نماز سے تم سوتے ہو افضل ہے اس نماز سے کہ تم اس کے ساتھ قیام کرتے ہو یعنی سونے کے بعد اخیر رات کو اٹھ کر نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اخیر رات ہے اور دستور تھا کہ لوگ اول رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد نماز پڑھتا ہے اور کچھ لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ اس سے پکڑا جاتا ہے جواز اقتدا کرنے کا ساتھ نماز کے اگرچہ اس نے امام کی نیت نہ کی ہو اور یہ جو کہا کہ میں ان کو ایک امام پر جمع کروں تو بہتر ہو تو ابن تین وغیرہ نے کہا کہ استنباط کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے کہ جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان راتوں میں نماز پڑھی تھی ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اگرچہ اس کو ان کے لیے مکروہ جانا پس سوائے اس کے نہیں کہ مکروہ جانا اس کو واسطے خوف اس کے کہ مبادا تراویح کی نماز ان پر فرض ہو جائے اور گویا کہ یہی سر ہے بیچ وارد کرنے بخاری رحمہ اللہ کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پیچھے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس سے امن حاصل ہوا اور عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت سے نماز

پڑھنا راجح ٹھہرا واسطے اس کے کہ اختلاف میں ہے جدا ہونے کلمہ سے اور اس واسطے کہ ایک امام پر جمع ہونا بہت نشاط لانے والا ہے واسطے بہت ہونے نمازیوں کے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے کہ افضل نماز آدمی کی گھر میں ہے مگر فرض نماز اور یہ حدیث صحیح ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رحمہ اللہ اور بعض شافعیہ کا اور مبالغہ کیا امام طحاوی رحمہ اللہ نے پس کہا کہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھنی فرض کفایہ ہے ابن بطال نے کہا کہ رمضان کا قیام سنت ہے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے لیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کو صرف فرض ہونے کے خوف سے ترک کیا تھا اور شافعیہ کے نزدیک اصل مسئلے میں تین وجہیں ہیں تیسری یہ ہے کہ جو قرآن کا حافظ ہو اور سستی کا خوف نہ کرتا ہو اور اس کے تخلف سے مسجد میں جماعت کی نماز میں خلل پیدا نہ ہو تو اس کی نماز جماعت میں اور گھر میں برابر ہے اور جس میں ان میں سے بعض چیز نہ ہو تو اس کو جماعت سے نماز پڑھنی افضل ہے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو نکلے تو اس میں اشعار ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تراویح کی نماز میں جماعت کے ساتھ ہمیشگی نہ کرتے تھے اور گویا ان کی یہ رائے تھی کہ گھر میں نماز پڑھتے خاص کر پچھلی رات کو افضل ہے اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے تو اصل میں بدعت وہ چیز ہے کہ پیدا ہوئی ہو غیر مثال ثابت پر یعنی اس سے پہلے اس کی مثال کوئی نہ ہو اور شرع میں بدعت کہتے ہیں اس چیز کو جو سنت کے مقابل ہو پس ہوگی مذموم اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ہو وہ بدعت اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ مستحسن ہو شرع میں تو وہ اچھی ہے اور اگر ہو اس قبیل سے کہ مندرج ہو تلے اس چیز کے کہ قبیح ہو شرع میں تو وہ بدعت قبیح ہے نہیں تو قسم مباح سے ہے اور کبھی منقسم ہوتی ہے طرف پانچ حکموں کی اور اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ اخیر رات کو نماز پڑھنی افضل ہے اول رات میں نماز پڑھنے سے اور لیکن اس میں یہ بات نہیں کہ قیام اللیل میں تنہا نماز پڑھنی افضل ہے جماعت سے نہیں واقع ہوا اس روایت میں شمار ان رکعتوں کا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کو پڑھتے تھے یعنی اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے اور اس میں اختلاف ہے پس موطا میں محمد بن یوسف سے روایت ہے اس نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ تراویح کی نماز گیارہ رکعت ہے اور روایت کی یہ حدیث سعید بن منصور نے اور طریق سے اور زیادہ کیا اس میں یہ لفظ کہ دو سو آیت پڑھا کرتے تھے یعنی ہر رکعت میں قیام کے دراز ہونے سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے اور روایت کی یہ حدیث محمد بن نصر نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے محمد بن یوسف سے کہ وہ تیرہ رکعتیں ہیں اور روایت کی یہ حدیث عبدالرزاق نے اور طریق سے محمد بن یوسف سے پس کہا کہ وہ اکیس رکعتیں ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے بیس رکعت روایت کی ہے اور یہ محمول ہے غیر وتر پر

اور یزید بن اومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کی نماز تیئس رکعت پڑھا کرتے تھے اور محمد بن نصر نے عطا کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے ان کو پایا یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم کو کہ تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور تطبیق روایتوں میں ممکن ہے ساتھ مختلف ہونے احوال کے یعنی کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور کبھی تیرہ رکعتیں اور کبھی اکیس اور کبھی بیس اور تیئس اور احتمال ہے کہ یہ اختلاف باعتبار دراز کرنے قرات اور تخفیف اس کی کے ہو پس جب قرات لمبی پڑھتے تھے تو اس وقت رکعتیں کم ہوتی تھیں اور بالعکس اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی وغیرہ نے اور پہلا عدد یعنی گیارہ رکعت پڑھنی موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مذکور ہے باب میں بعد اس حدیث کے اور دوسرا عدد یعنی تیرہ رکعتیں بھی اس کے قریب ہے اور بیس رکعت سے زیادہ رکعتوں میں جو اختلاف ہے تو وہ محمول ہے وتر کے اختلاف پر اور گویا کہ کبھی ایک رکعت وتر پڑھتے تھے اور کبھی تین رکعت اور محمد بن نصر نے داؤد بن قیس کے طریق سے روایت کی ہے کہ پایا میں نے لوگوں کو بیچ خلافت ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے یعنی مدینہ میں کہ تراویح کی نماز چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مالک نے کہا کہ یہی امر قدیمی ہے نزدیک ہمارے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مدینہ میں تراویح کی نماز انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے اور مکہ میں تیئس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس سے کسی چیز میں تنگی نہیں یعنی آدمی کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے پڑھے کسی قسم کی کوئی قید نہیں کہ اس سے کم وبیش کرنا ناجائز ہو یا مکروہ ہو پس خواہ دس رکعتیں پڑھے یا بیس پڑھے یا تیس پڑھے یا چالیس پڑھے یا کم وبیش پڑھے ہر طرح سے جائز ہے اور نیز امام مالک سے روایت ہے کہ اگر قیام کو دراز کریں اور رکعتیں کم پڑھیں تو بہتر ہے اور اگر قیام ہلکا کریں اور رکعتیں بہت پڑھیں تو یہ بھی بہتر ہے اور پہلی وجہ زیادہ تر محبوب ہے طرف میری، اور ترمذی نے کہا کہ اکثر اس چیز کا کہا گیا ہے کہ اس میں یہ ہے کہ تراویح کی نماز اکتالیس رکعتیں پڑھی جائیں یعنی ساتھ وتر کے اس طرح کہا اس نے اور ابن عبدالبر نے اسود بن یزید نے نقل کیا ہے کہ تراویح کی نماز چالیس رکعت پڑھی جائیں اور سات رکعت وتر پڑھے جائیں اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھتیس رکعتیں پڑھی جائیں ذکر کیا ہے اس کو محمد بن نصر نے ابن ایمن سے اس نے مالک سے اور ممکن ہے رد کرنا اس کا طرف اول روایت کی ساتھ جوڑنے تین وتر کے لیکن تصریح کی اس نے ساتھ اس کے کہ ایک رکعت وتر پڑھے پس یہ انتالیس رکعتیں ہوں گی امام مالک نے کہا کہ اس پر عمل ہے کچھ اوپر سو برس کی مدت سے اور ایک روایت امام مالک سے یہ ہے کہ چھتیس رکعتیں تراویح پڑھے اور تین رکعت وتر پڑھے اور یہی روایت مشہور ہے امام مالک سے اور ابن وہب نے نافع سے روایت کی ہے کہ نہیں پایا میں نے لوگوں کو مگر وہ انتالیس رکعتیں پڑھتے تھے ان میں سے تین رکعتیں وتر پڑھتے تھے اور زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں کو بصرہ میں چونتیس

رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور وتر پڑھتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ تراویح کی نماز چوبیس رکعت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سولہ رکعت ہے سوائے وتر کے اور محمد بن نصر نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ابن اسحاق نے کہا کہ یہ روایت زیادہ تر ثابت ہے اس چیز کا کہ میں نے اس باب میں سنا یعنی تیرہ رکعت تراویح پڑھنے کی روایت سب روایتوں سے زیادہ تر قوی ہے اور موافق ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بیان میں ہے واللہ اعلم۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ اسی باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو شامل ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت یعنی خواہ دو رکعت ہو یا چار رکعت یا کم وبیش اس میں کسی قسم کی تعیین اور تخصیص نہیں پس بحکم اطلاق اس حدیث کے اولیٰ یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں کسی خاص عدد کو معین نہ کیا جائے بلکہ بلا تعیین جس قدر چاہے پڑھے خواہ دو رکعتیں ہوں یا چار یا بیس یا تیس یا کم وبیش اور ہمیشہ مختلف طور سے پڑھا کرے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ.

۱۸۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی رات کو نماز پڑھی۔

۱۸۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ

۱۸۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کے درمیان نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی یعنی نفل نماز اور کچھ اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور اس میں بات چیت کی یعنی ایک دوسرے کو بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج رات کو ایسی ایسی نماز پڑھی ہے سو دوسری رات کو لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سو لوگوں نے صبح کی اور آپس میں گفتگو کی سو تیسری رات کو بہت لوگ مسجد میں جمع ہوئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ.

نے نماز پڑھی اور اصحاب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی سو جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد نمازیوں سے تنگ ہوئی یعنی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی اور آپ ﷺ تمام رات گھر سے تشریف نہ لائے یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے نکلے سو جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا یعنی اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا کہ حمد اور صلوٰۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تحقیق نہیں پوشیدہ تھا مجھ پر حال تمہارا بیچ اہتمام کے ساتھ طاعت کی یا ٹھہرنا تمہارا مسجد میں لیکن میں ڈرا کہ تراویح کی نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ سو آپ ﷺ کا انتقال ہوا اور تراویح کی نماز کا حال اسی طور سے تھا کہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ ہمیشگی کرتے تو رمضان کا قیام لوگوں پر فرض ہو جاتا اور اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ ہمیشگی پر فرض کا مرتبط ہونا ٹھیک نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ لوگ گمان کرتے فرضیت کو واسطے مواظبت آپ ﷺ کے پس فرض ہو جاتا اس پر جو اس طرح گمان کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جس عمل کو تقرب الی اللہ کے واسطے کرتے اور لوگ اس میں آپ ﷺ کی متابعت کرتے تو احتمال تھا کہ فرض ہو جائے اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تراویح کی نماز تم پر فرض ہو جائے لیکن یہ دونوں جواب تسلی بخش نہیں ہیں۔ (تیسیر)

١٨٧٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى

۱۸۷۴۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں آپ ﷺ کی نماز کس طرح تھی یعنی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ان کا بیان یہ ہے کہ پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی

إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

سے پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے سو نہ پوچھ ان کی خوبی اور درازی سے پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے سو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے یعنی آپ سو گئے تھے وضو کیوں نہ کیا فرمایا اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح ابواب التہجد میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے تہجد کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھی نہ رمضان میں اور نہ اس کے غیر میں اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور معارض ہے اس کی یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بخاری اور مسلم میں ہے باوجودیکہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حالات کو سب لوگوں سے زیادہ تر جانتی تھیں واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾.

باب ہے بیان میں فضل لیلۃ القدر کے اور یعنی باب ہے بیچ بیان تفسیر اس آیت کے کہ البتہ اتارا ہم نے اس کو شب قدر میں اور تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اخیر سورہ تک

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے اور اس واسطے کہ قرآن کا ایک خاص معین زمانے میں اترنا اس زمانے کی فضیلت کو چاہتا ہے اور ضمیر آیت انا انزلناہ میں قرآن کی طرف پھرتی ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ مہینہ رمضان کا کہ جس میں کہ قرآن اتارا گیا اور اس چیز سے کہ متضمن ہے اس کو سورۃ فضیلت شب قدر سے اترنا فرشتوں کا ہے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ مراد قدر سے کیا ہے جس کی طرف رات منسوب ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے تعظیم ہے پس معنی یہ ہے کہ وہ رات صاحب قدر اور رتبہ کی ہے یعنی اس رات کا بڑا درجہ ہے واسطے اترنے قرآن کے بیچ اس کے یا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوتا ہے بیچ اس کے اترنے فرشتوں کے سے یا واسطے اس چیز کے کہ اترتی ہے بیچ اس کے برکت اور رحمت اور مغفرت سے یا جو اس کو زندہ رکھے اس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قدر سے مراد یہاں تنگی ہے اور معنی تنگی کے اس میں یہ ہیں

کہ وہ پوشیدہ ہے کسی کو اس کی تعیین معلوم نہیں کہ وہ کونسی رات ہے اور یا واسطے اس کے کہ اس میں زمین فرشتوں سے تنگ ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد قدر سے یہاں تقدیر ہے اور معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس میں ان کاموں کا جو آئندہ سال میں ہونے والے ہوتے ہیں واسطے دلیل اس آیت کے **فیھا یفرق کل امر حکیم** یعنی اس میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کے اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں اور ساتھ اسی کے شروع کی ہے نووی نے کلام اپنے کو پس کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کا نام شب قدر اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں فرشتے قدروں کو لکھتے ہیں واسطے دلیل آیت مذکور کے اور روایت کی ہے یہ عبدالرزاق وغیرہ مفسرین نے ساتھ اسناد صحیحہ کے مجاہد اور عکرمہ اور اور قتادہ وغیرہ سے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ مَا أَدْرَاكَ فَقَدْ أَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَإِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ

اور ابن عیینہ نے کہا کہ جو چیز کہ واقع ہے قرآن میں ساتھ لفظ ما ادرک کے یعنی صیغہ ماضی کے پس تحقیق معلوم کروا دی ہے اللہ نے وہ چیز آپ ﷺ کو یعنی اس واسطے کہ نفی علم کی بیچ زمانے ماضی کے نہیں مستلزم ہے نفی علم کو زمانہ حال میں مقصود ابن عیینہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شب قدر معلوم کروا دی ہے اور جو چیز کہ کہی ہے اللہ نے ساتھ لفظ یدریک یعنی صیغہ مضارع کے تو وہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معلوم نہیں کروائی یعنی اس واسطے کہ اس میں نفی علم حال کی ہے۔

١٨٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَإِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

١٨٧٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے رمضان کی راتوں میں نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی بڑی فضیلت ہے وفیہ المطابقۃ للترجمہ۔

بَابُ الْتِمَاسِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی سات راتوں میں

فائدہ: یہ باب اور اس سے پچھلا باب معقود ہے واسطے بیان شب قدر کے اور اختلاف کیا ہے اس میں علماء نے بہت مذہبوں پر جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی (فتح) یعنی ان سات راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے اور چونکہ دوسری حدیث میں واقع ہوا ہے کہ شب قدر پچھلے دھاکے کی طاق راتوں میں ہے تو ابتدا ان سات راتوں کی اکیسویں رات میں سے ہوگی ستائیسویں رات تک اور بعض کہتے ہیں کہ ابتدا ان کی بائیسویں رات سے ہے اٹھائیسویں رات تک اس صورت میں اکیسویں رات ان میں سے خارج ہوگی اور ایک حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ جس شب قدر کو آپ ﷺ نے معلوم کیا تھا وہ اکیسویں رات تھی پس ان دونوں صورتوں میں انتیسویں رات ان سے خارج ہوگی۔ (تیسیر)

١٨٧٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ.

١٨٧٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم کو شب قدر خواب میں پچھلی سات راتوں میں دکھائی گئی یعنی ان کو خواب میں کہا گیا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی سات راتوں میں ہے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے خوابوں کو کہ موافق پڑ گئیں پچھلی سات راتوں میں سو جو شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو سو پچھلی سات راتوں میں تلاش کرے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے مہینہ کی پچھلی سات راتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ سات راتیں ہیں جن کی پہلی بائیسویں رات ہے اور پچھلی اٹھائیسویں رات ہے سو پہلی تقدیر پر اکیسویں اور تیسویں رات خارج ہوگی اور دوسری تقدیر پر فقط بائیسویں رات داخل ہوگی اور انتیسویں رات داخل نہ ہوگی اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر بڑے ہونے قدر خواب کے اور جواز دلیل پکڑنے کی طرف اس کی بیچ استدلال کے اوپر امور وجودیہ کے بشرطیکہ قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو وسیاتی بسط الکلام۔ (فتح)

١٨٧٧۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ

١٨٧٧۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کو پوچھا یعنی کیا تو نے آپ ﷺ کو لیلۃ القدر کا

أَبَا سَعِيْدٍ وَكَانَ لِيْ صَدِيْقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا أَوْ نُسِّيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوَتْرِ وَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَنِّيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَطِيْنٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَجَآءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ.

ذکر کرتے سنا ہے اور وہ میرا دوست تھا سو اس نے کہا کہ ہم نے ایک سال رمضان کے درمیانے دھاکے میں آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا سو آپ ﷺ بیسویں کی صبح اعتکاف سے نکلے سو ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی یا میں نے اس کو آنکھ سے دیکھا یعنی اس کی علامت کو کہ وہ سجدہ کرنا ہے پانی اور مٹی میں پھر میں اس کو بھلایا گیا یعنی کسی کے سبب سے یا خود اس کو بھول گیا بغیر واسطہ کے یعنی بھول گیا میں علم تعیین اس کی کا اس سال میں سو اس کو پچھلے دھاکے میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ اعتکاف کی جگہ کی طرف پھر آئے یعنی جس نے اعتکاف توڑا ہو وہ پھر مسجد میں آ کر اعتکاف کرے سو ہم نے اعتکاف کی جگہ کی طرف رجوع کیا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس وقت آسمان پر کہیں بدلی کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے سو بدلی ہوئی اور برسی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مسجد کی چھت ٹپکی اور مسجد کی چھت کھجوروں کی چھڑیوں سے تھی پھر نماز کی تکبیر ہوئی سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی میں مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کی طرف چلا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا نہیں نکلتا تو ساتھ ہمارے طرف کھجوروں کی کہ ہم بات چیت کریں سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نکلے سو میں نے کہا کہ بیان کر مجھ سے وہ چیز کہ سنی ہے تو نے آپ ﷺ سے بیچ بیان شب قدر کے پس افادہ کیا بیان سبب سوال کا اور بیچ اس کے انست دلانی طالب کی ہے واسطے شیخ کے بیچ طلب خلوت کے ساتھ اس کے تا کہ قادر ہو اس چیز پر کہ ارادہ کرتا ہے سوال سے اور روایت کی ابن وہب اور عبدالحکیم نے مالک سے پس کہا کہ جو اول مہینے میں یا درمیان مہینے میں اعتکاف بیٹھے پس تحقیق باہر آئے وہ جب کہ غروب ہو سورج اخیر دن اعتکاف اس کے سے اور جو اخیر مہینے میں

اعتکاف بیٹھے سو نہ پھرے طرف گھر اپنے کی یہاں تک کہ حاضر ہو عید میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں خلاف ہے اول میں اور خلاف تو صرف اس شخص کے حق میں ہے کہ اخیر دھاکے میں اعتکاف بیٹھے کہ کیا جب آفتاب غائب ہو تو اس وقت نکلے یا نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کرے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ نمازی نماز میں اپنی پیشانی کو نہ پونچھے اور سجدہ کرنا حائل پر اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اثر خفیف پر لیکن اس حدیث کی بعض طریقوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا ہوا تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ جمہور کی تاویل ٹھیک نہیں اور جواب دیا ہے نووی نے ساتھ اس کے کہ امتلا مذکور نہیں مستلزم ہے ڈھانکنے تمام پیشانی کو اور اس میں جواز سجدے کا ہے مٹی پر اور اس میں امر ہے ساتھ طلب اولیٰ کے اور ارشاد ہے طرف تحصیل افضل کے اور یہ کہ نسیان جائز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی نقص لازم نہیں آتا خاص کر اس چیز میں کہ نہ اذن ہوا ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ میں اور کبھی ہوتی ہے اس میں مصلحت جو متعلق ہوتی ہے ساتھ تشریع کے جیسے کہ نماز کے سہو میں ہے یا ساتھ کوشش کے عبادت میں جیسے کہ اس قصے میں ہے اس واسطے کہ اگر شب قدر معین ہوتی کسی خاص رات میں تو صرف اسی رات میں عبادت میں کوشش کی جاتی اور اس کے غیر میں عبادت فوت ہو جاتی اور گویا کہ یہی مراد ہے ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے کہ ہو بہتر واسطے تمہارے جیسے کہ عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آئے گا اور اس میں استعمال رمضان کا ہے بدون لفظ شہر کے اور مستحب ہے اعتکاف کرنا بیچ اس کے اور اخیر دھاکے کے اعتکاف کو ترجیح ہے اور یہ کہ بعض خوابیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی تعبیر ان کے مطابق واقع ہوتی ہے اور مرتب ہونا احکام کا نبیوں کی خوابوں پر اور بیچ اول قصے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کے چلنا ہے بیچ طلب علم کے اور اختیار کرنا ہے خالی جگہوں کا واسطے سوال کے اور قبول کرنا سوال سائل کا واسطے اس کے اور پرہیز کرنا مشقت استفادہ میں اور ابتداء کرنا طالب کا واسطے سوال کے اور مقدم کرنا خطبے کا تعلیم پر اور قریب کرنا بعید کا طاعت میں اور آسان کرنا مشقت کا بیچ اس کے ساتھ حسن تلطف کے اور تدریج کے طرف اس کی بعض کہتے ہیں کہ استنباط کیا جاتا ہے اس سے تغیر کرنا مادہ بنا کا وقف چیزوں سے ساتھ اس چیز کے کہ وہ قوی ہے اس سے اور زیادہ تر فائدہ پہنچانے والی ہے۔ (فتح)

بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِيهِ عَنْ عُبَادَةَ.

باب ہے بیچ بیان تلاش کرنے شب قدر کے بیچ طاق کی پچھلی دس راتوں سے اس باب میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

فائدہ: اس باب میں اشارت ہے طرف اس کی کہ راجح یہ بات ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے میں منحصر ہے اور کسی مہینے میں نہیں پھر راجح یہ بات ہے کہ رمضان کے اخیر دھے میں ہے پھر راجح بات یہ ہے کہ وہ پچھلے

دھے کی طاق راتوں میں ہے اس کی کسی معین رات میں نہیں ہے اور یہی ہے وہ چیز کہ دلالت کرتا ہے اس پر مجموع حدیثوں کا کہ وارد ہوئی ہیں بیچ اس باب کے اور تحقیق وارد ہوئی ہیں واسطے شب قدر کے کئی نشانیاں کی اکثر ان میں سے نہیں ظاہر ہوتی ہیں مگر بعد گزر جانے اس کے ان میں سے ایک علامت تو یہ ہے جو کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سورج نکلتا ہے اس کی صبح کو اس حالت میں کہ نہیں روشنی ہوتی واسطے اس کے اور احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ مثل طشت کی ہوتا ہے اور ابن خزیمہ کی حدیث میں ہے کہ شب قدر کی رات درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد سورج اس دن سرخ ضعیف اور احمد کی روایت میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ وہ رات صاف ہوتی ہے گویا کہ اس میں چاند چڑھنے والا ہے با آرام ہے نہ اس میں سردی ہوتی ہے اور نہ گرمی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی ستارے کے کہ پھینکا جائے بیچ اس کے اور اس کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اس حال میں کہ برابر ہوتا ہے اس کے واسطے روشنی نہیں ہوتی مانند چاند چودھویں رات کی نہیں حلال ہے واسطے شیطان کے یہ کہ نکلے ساتھ اس کے اس دن اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج ہر دن چڑھتا ہے درمیان دو سینگوں شیطان کے مگر شب قدر کی صبح کو اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر بارش اور ہوا کی رات ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شب قدر کی رات صاف اور درمیانی ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ سرد ظاہر ہوتے ہیں ستارے اس کے اور نہیں نکلتا ہے شیطان اس کا یہاں تک کہ روشن ہو فجر اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ اس رات کو فرشتے زمین پر اترتے ہیں زیادہ کنکریوں کی گنتی سے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ اس میں شیطان چھوڑا جاتا ہے اور نہ اس میں کوئی بیماری پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قبول کرتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ توبہ ہر توبہ کرنے والے کی اور کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمانوں کے اور وہ غروب آفتاب سے اس کے نکلنے تک رہتی ہے اور نقل کیا ہے طبری نے ایک قوم سے کہ شب قدر کی رات میں سب درخت سجدہ کرتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اپنے اگنے کی جگہ پھر جاتے ہیں اور یہ کہ ہر چیز اس میں سجدہ کرتی ہے اور عبدہ ابن ابی لبابہ سے روایت ہے کہ شب قدر کی رات میں نمکین پانی میٹھے ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

۱۸۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۸۷۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے پچھلے دہے کی طاق راتوں میں یعنی اکیسویں اور تیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں رات کو۔

۱۸۷۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِيْ رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِيْ فِيْ وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ حِيْنَ يُمْسِيْ مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِيْ وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ رَجَعَ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ وَأَنَّهُ أَقَامَ فِيْ شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ اللَّيْلَةَ الَّتِيْ كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ أُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ أُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَثْبُتْ فِيْ مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَابْتَغُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَأَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِيْ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِيْنَ فَبَصُرَتْ عَيْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِئٌ طِيْنًا وَمَاءً.

۱۸۷۹۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے رمضان کے بیچ کے دہے میں پس تھے جب کہ شام کرتے بیسویں رات سے کہ گزر جاتی یعنی بیسویں کا دن گزر جاتا اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر کی طرف پھرتے اور پھرتا جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کرتا تھا اور یہ کہ تحقیق ٹھہرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ ایک مہینے رمضان کے کہ اعتکاف کیا تھا بیچ اس کے اس رات کو کہ تھے پھرتے بیچ اس کے یعنی جس رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف سے باہر آنے کا معمول تھا اس رات کو باہر نہ آئے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر خطبہ پڑھا سو حکم کیا ان کو جو اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ میں اس دہے میں اعتکاف کیا کرتا تھا یعنی بیچ کے دہے کا پھر مجھ کو ظاہر ہوا یعنی اپنی رائے سے یا وحی سے یہ کہ میں اس اخیر دہے میں اعتکاف بیٹھوں سو جو میرے ساتھ اعتکاف بیٹھا ہو تو چاہیے کہ ٹھہرے اپنے اعتکاف کی جگہ میں اور تحقیق شب قدر مجھ کو معلوم ہوئی تھی یعنی تعیین اس کی پھر مجھ کو بھول گئی سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں اور میں نے خواب میں اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو بادل نے اس رات کو برسنا شروع کیا سو برسا سو مسجد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ میں ٹپکی اکیسویں رات کو سو میری دونوں آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پھرے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مٹی اور پانی سے بھرا تھا یعنی آلودہ تھا۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیسویں رات کو گھر کی طرف رجوع کیا اور اس سے

پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ سے بیسویں کی صبح کو نکلے تھے پس مراد یہ ہے کہ گزشتہ صبح کو رجوع کرتے تھے اور پہلے باب میں جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے تو اس کے تحت فتح الباری میں لکھا ہے کہ امام مالک کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اعتکاف کی جگہ سے نکلتے تھے اور ظاہر اس حدیث کا باب کی روایت کے مخالف ہے یعنی اسی روایت کے جو پہلے باب میں گزر چکی ہے اس واسطے کہ باب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ اکیسویں کی صبح کو واقع ہوا تھا اور اس بنا پر آپ ﷺ کے اخیر اعتکاف کی پہلی رات بائیسویں رات ہوگی اور وہ مغائر ہے واسطے قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کے اس حدیث کے آخر میں کہ میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ آپ ﷺ کا خطبہ بیسویں کی صبح کو تھا اور بارش اکیسویں رات کو برسی تھی اور یہ موافق ہے واسطے باقی طریقوں کے اور بنا بر اس کے پس گویا کہ قول اس کا بیچ روایت مالک کے کہ وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو نکلتے تھے یعنی مراد اس سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے یعنی بیسویں کی صبح پس نسبت صبح کی طرف اس کی بطور مجاز کے ہے۔ (فتح)

١٨٨٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

١٨٨٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں۔

١٨٨١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ

١٨٨١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تلاش کرو شب قدر کو رمضان کی پچھلی دس راتوں میں شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی اکیسویں رات میں بیچ ساتویں رات کے ہے کہ باقی رہے یعنی تیسویں

الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى فِي سَابِعَةٍ تَبْقَى فِي خَامِسَةٍ تَبْقَى تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ.

رات میں بیچ پانچویں رات کے ہے کہ باقی رہی یعنی پچیسویں رات کو اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ تلاش کرو شب قدر کو چوبیسویں رات میں ۔

فائدہ: یہ حدیث مطلق ہے اس میں طاق کا ذکر نہیں لیکن یہ حدیث محمول ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر جو پہلے مذکور ہوئی کہ وہ مقید ہے یعنی مراد یہ ہے کہ شب قدر پچھلے دہے کی طاق راتوں میں ہے۔ (فتح) اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان سے شب قدر کا حال دریافت فرمایا کہ کون سی رات ہے سو اجماع کیا سب نے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی رات ہے میں نے کہا کہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں پچھلے دہے سے عمر نے کہا کہ تو نے اس کو کہاں سے جانا؟ میں نے کہا کہ اس نے سات آسمانوں کو اور سات زمینوں کو اور سات دنوں کو اور زمانہ پھرتا ہے سات دنوں میں اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات چیزوں سے اور کھاتا ہے سات چیزوں سے اور سجدہ کرتا ہے سات چیزوں پر اور طواف بھی سات بار ہے اور کنکر مارنا بھی سات بار ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے وہ چیز سمجھی جو ہم نے نہیں سمجھی پس بنا بر اس کے اس جملہ کے مرفوع ہونے اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے لیکن بخاری کے نزدیک اس کا مرفوع ہونا راجح ہے اسی واسطے مرفوع کو روایت کیا اور موقوف سے منہ پھیرا اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے تو ظاہراً یہ حدیث مخالف ہے واسطے اس حدیث کے کہ گزر چکی ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جمع ممکن ہے درمیان دونوں روایتوں کے بایں طور کہ مراد اس روایت میں جفت سے باعتبار ابتدا شمار کے ہے اخیر مہینے سے یعنی اخیر مہینے سے گنتی شروع کی جائے سو اس اعتبار سے چوبیسویں رات ستائیسویں رات ہوگی اور احتمال ہے یہ کہ ہو مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے فی اربع وعشرین اول اس چیز کا کہ امید رکھی جاتی ہے اس میں باقی سات راتوں سے پس بنا بر اس کے موافق ہوگی یہ روایت اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے کہ شب قدر کو باقی سات راتوں میں تلاش کرو اور بعض شارعین کہتے ہیں کہ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر بیچ نویں رات کے ہے کہ باقی رہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہو اگر مہینہ تیس دن کا ہو اور نہ ہوگی شب قدر اکیسویں رات کو مگر جب کہ ہو مہینہ انتیس دن کا اور یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ یہ مبنی ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ باقی رہی ہے کیا وہ باقی رہی ہے

سمیت اکیسویں رات کے یا اس کے سوا پس بنا اس کی پہلے احتمال پر ہے اور جائز ہے بنا اس کی دوسرے احتمال پر پس ہوگا معاملہ برعکس اس چیز کے کہ ذکر کی گئی اس سے اور ظاہر یہ بات ہے کہ اس کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارت ہے طرف دونوں احتمالوں کی سو اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ باقی رہتی ہو نویں رات سوائے اکیسویں رات کے تو اس صورت میں اکیسویں رات سے خارج ہوگی اور اگر مہینہ انتیس دن کا ہو تو مراد یہ ہے کہ نویں رات اس کے سمیت باقی رہتی ہو تو اس صورت میں اکیسویں رات تو نہیں داخل ہوگی واللہ اعلم اور علماء کو شب قدر کے باب میں بہت اختلاف ہے اور حاصل ہوتے ہیں واسطے ہمارے مذاہب ان کے سے بیچ اس باب کے زیادہ چالیس قول سے جیسا کہ واقع ہوئی ہے واسطے ہمارے نظیر اس کی بیچ ساعت جمعہ کے جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور پوشیدہ ہونے میں دونوں شریک ہیں تاکہ ان کی تلاش میں کوشش واقع ہو اول قول یہ ہے کہ شب قدر بالکل اٹھائی گئی ہے یعنی پہلے تھی اب نہیں ہے حکایت کیا ہے اس قول کو متولی نے رافضیوں سے اور فاکہانی نے شرح عمدہ میں حنفیہ سے اور یہ اس کی خطا ہے اور جس چیز کو سروجی نے حکایت کیا ہے یہ ہے کہ یہ قول شیعہ کا ہے اور عبدالرزاق نے عبداللہ بن بخیس سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ شب قدر اٹھائی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو یہ بات کہے وہ جھوٹا ہے اور نیز اس نے عبداللہ بن شریک کے طروق سے روایت کی ہے کہ حجاج نے شب قدر کو ذکر کیا سو گویا کہ اس کا انکار کیا سو زر بن حبیش نے چاہا کہ اس کو تھپڑ مارے سو اس کی قوم نے اس کو منع کیا قول دوم یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ ایک برس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوا اس کو بھی فاکہانی نے ذکر کیا ہے قول سوم یہ ہے کہ شب قدر خاص ہے ساتھ اس امت کے اور ان سے پہلی امتوں میں نہ تھی جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبیب وغیرہ نے مالکیہ میں سے اور نقل کیا اس قول کو جمہور سے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب عمدہ نے شافعیہ سے اور ترجیح دی اس کو اور وہ اعتراض کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ کے جو نسائی میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا شب قدر نبیوں کے ساتھ ہوتی ہے پس جب مر جاتے ہیں تو اٹھائی جاتی ہے فرمایا نہیں بلکہ وہ باقی ہے اور عمدہ ان کا قول امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے موطا میں کہ پہنچی مجھ کو یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی عمروں کو پہلی امتوں کی عمروں سے کم جانا یعنی ان کی عمروں کے کم ہونے کا دل میں افسوس کیا سو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر عنایت کی اور یہ روایت تاویل کا احتمال رکھتی ہے پس نہ دفع کرے گی صریح کو کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے چوتھا قول یہ ہے کہ وہ سارے برس میں ممکن ہے یعنی ہر مہینے میں ہو سکتی ہے کسی معین دن یا مہینے کے ساتھ خاص نہیں اور یہ قول مشہور ہے حنفیہ سے حکایت کیا ہے اس کو قاضی اور ابو بکر رازی نے ان میں سے اور روایت کی گئی ہے مانند اس کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے اور مہلب نے اس قول کو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ شاید

کہ اس کے قائل نے بنا کیا ہے اس کو اوپر پھرنے زمانے کے واسطے ناقص ہونے چاندوں کے اور وہ فاسد ہے اس واسطے کہ رمضان کے مہینے میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا پس رمضان کے غیر میں بھی اس کا اعتبار نہ ہوگا تا کہ منتقل ہو شب قدر رمضان سے اور دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ جو صحیح مسلم میں ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارادہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نہ اعتماد کریں لوگ یعنی ایک ہی قول پر اگرچہ وہ صحیح ہے یعنی اگر جانیں گے کہ وہ ستائیسویں رات ہے تو فقط اسی رات میں عبادت کریں گے اور باقی تمام راتوں کا قیام ترک کریں گے پانچواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے کے ساتھ خاص ہے یعنی اس کے سوا اور کسی مہینے میں نہیں ہوتی ہے اس کی تمام راتوں میں ممکن ہے اور یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے ساتھ اسناد صحیح کے اور نیز اس سے مرفوع روایت بھی آئی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ہدایہ کی شرح میں جزم نقل کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور قائل ہوا ہے ساتھ اس کے ابن منذر اور محاملی اور بعض شافعیہ اور ترجیح دی ہے اس کو سبکی نے شرح منہاج میں اور حکایت کیا ہے اس کو ابن حاجب نے ایک روایت میں اور سروجی نے ہدایہ کی شرح میں کہا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ شب قدر سارے رمضان میں منتقل ہوتی ہے یعنی پھرتی رہتی ہے اور صاحبین نے کہا کہ وہ رمضان کی ایک رات معین مبہم میں ہے اور اسی طرح کہا ہے نسفی نے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے ایک قوم سے اور یہ قول ششم ہے ساتواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے یہ قول ابن زرین رضی اللہ عنہ صحابی سے محکی ہے اور ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ شب قدر رمضان کی پہلی رات ہے ابن عاصم نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے سوا اور کسی نے یہ بات کہی ہو آٹھواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی پندرہویں رات ہے حکایت کی ہے ابن ملقن نے شرح عمدہ میں اور جو بات کہ میں نے قرطبی کے مفہم میں دیکھی ہے حکایت ایک قول کی ہے کہ شب قدر شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اسی طرح نقل کیا ہے سروجی نے صاحب طراز سے پس اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو یہ قول نہم ہے پھر دیکھا میں نے شرح سروجی میں محیط سے کہ شب قدر پچھلے نصف میں ہے دسواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی سترہویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نہیں شک کرتا اس میں کہ شب قدر رمضان کی سترہویں رات ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا اور ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی ہے گیارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر مبہم ہے درمیانے عشرے میں حکایت کیا ہے اس کو نووی نے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف عثمان بن ابی العاص اور حسن بصری کی اور قائل ہیں ساتھ اس کے بعض شافعیہ بارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کی اٹھارہویں رات ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط قطب حلبی کے بیچ درمیان اس کی شرح کے اور ذکر کیا ہے ابن جوزی نے مشکل میں تیرہواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے روایت کیا اس کو

عبدالرزاق نے علی سے اور نسبت کیا ہے اس کو طبری نے طرف زید بن ثابت اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اور موصول کیا اس کو طحاوی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چودھواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخرے عشرے کی پہلی رات ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ایک جماعت نے شافعیہ میں سے لیکن سبکی نے کہا کہ ان کے نزدیک اس کے ساتھ یقین نہیں واسطے اتفاق کرنے ان کے کے اوپر نہ حانث ہونے اس شخص کے کہ معلق کرے بیسویں دن اپنے غلام کی آزادی کو بیچ شب قدر کے کہ وہ اس رات کو آزاد نہیں ہوتا بلکہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام مہینے کے صحیح قول پر بنا بر اس کے کہ وہ پچھلے دہے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آزاد ہوتا ہے ساتھ گزرنے تمام برس کے بنا بر اس کے کہ وہ آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ رمضان میں ہے پندرہواں قول بھی مثل اسی قول کے ہے اس سے پہلے سے مگر یہ کہ اگر مہینہ پورا ہے تو وہ بیسویں رات ہے اور اگر کم ہے تو اکیسویں رات ہے اور اسی طرح تمام مہینے میں اور یہ قول ابن حزم کا ہے اور گمان کیا ہے اس نے کہ اس کے ساتھ حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دلالت کرتی ہے واسطے قول اس کے کہ وہ حدیث جو احمد اور طحاوی نے روایت کی ہے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تلاش کرو شب قدر کو آج کی رات میں اور وہ تیئیسویں رات تھی سولہواں قول یہ ہے کہ شب قدر بائیسویں رات ہے اور اس کی حکایت ابھی آتی ہے اور روایت کی ہے احمد نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا اور یہ اکیسویں کی صبح تھی سو فرمایا کہ آج کتنی رات ہے میں نے کہا کہ بائیسویں رات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر آج کی رات ہے یا آئندہ رات ہے سترہواں قول یہ ہے کہ وہ تیئیسویں رات ہے روایت کی ہے یہ حدیث مسلم نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعا کہ فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میں اس کو بھول گیا پس ذکر کیا مانند حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی لیکن اس میں فرمایا کہ وہ تیئیسویں رات ہے بدلے اکیسویں رات کے اور نیز اسی سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے واسطے ایک جنگل ہے یعنی میرا گھر جنگل میں ہے کہ میں اس میں رہتا ہوں سو حکم کرو مجھ کو ساتھ شب قدر کے سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ تیئیسویں رات ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیحہ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ شب قدر تیئیسویں رات ہے اور عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ساتویں رات سے تلاش کرے رازی نے کہا کے تھے ایوب نہاتے تیئیسویں رات کو اور خوشبو لگاتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تیئیسویں رات میں اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مضبوط ہوا ہے قول قوم کا اس پر کہ وہ تیئیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور مکحول سے اٹھارہواں قول یہ ہے کہ شب قدر چوبیسویں رات ہے **کما تقدم من**

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ فی هذا الباب اور طیالسی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ وہ چوبیسویں رات ہے اور یہی روایت ہے ابن مسعود اور شعبی اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے اور دلیل ان کی واثلہ کی حدیث ہے کہ قرآن رمضان کی چوبیسویں رات کو اترا اور احمد نے بلال سے مرفوع روایت کی ہے کہ شب قدر کو چوبیسویں رات کو تلاش کرو اور تحقیق خطا کی ہے ابن لہیعہ نے اس کے مرفوع کرنے میں اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس کو عمر بن حارث نے یزید سے ساتھ اس سند کے موقوف ساتھ غیر لفظ اس کے کے جیسا کہ مغازی کے اخیر میں آئے گا شب قدر آخری عشرے کی سات راتوں میں سے پہلی رات ہے انیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے عارضہ میں اور نسبت کیا ہے اس کو ابن جوزی نے مشکل میں طرف ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بیسواں قول یہ ہے کہ وہ چھبیسویں رات ہے اور یہ قول ہے کہ میں اس کو صریح نہیں دیکھتا مگر یہ کہ عیاض نے کہا کہ آخری عشرے میں سے کوئی رات نہیں مگر کہ کہا گیا ہے کہ شب قدر اس میں ہے اکیسواں قول یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور یہی ٹھیک ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے اور یہی ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ساتھ اسی کے یقین کیا ہے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے اور قسم کھائی ہے اوپر اس کے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے آپس میں شب قدر کا ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جس کو یاد ہو وہ وقت جب کہ چاند اس وقت آدھے پیالے کی مانند تھا یعنی جب کہ چاند باریک ہو گیا تھا مہینے کے اخیر میں ابو الحسن فارسی نے کہا کہ مراد ستائیسویں رات ہے اس واسطے کہ اس میں چاند چڑھتا ہے ساتھ اس صفت کے اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا سو فرمایا کہ تم میں کون یاد کرتا ہے صہباوات کی رات کو میں نے کہا کہ میں اور یہ ستائیسویں رات ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے عمر اور حذیفہ اور کئی اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم کے ہے ایک مرد نے شب قدر کو ستائیسویں رات میں دیکھا اور واسطے احمد کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مرفوع روایت ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور واسطے ابن منذر کے ہے کہ جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو ستائیسویں رات میں تلاش کرے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی مانند اس کی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب حلیہ نے شافعیہ سے اکثر علماء سے اور پہلے گزر چکا ہے استنباط ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے اور موافقت کی واسطے ان کے اور استنباط کیا ہے اس کو بعضوں نے اور طریق سے پس کہا کہ لفظ لیلۃ القدر کے نو حرف ہیں اور تین بار سورت میں پھر لائے گئے ہیں پس یہ ستائیسویں رات ہے اور کہا صاحب کافی نے حنفیہ میں سے اور اسی طرح صاحب محیط نے کہ جو اپنی عورت کو کہے کہ تجھ کو شب

قدر میں طلاق ہے تو ستائیسویں رات کو طلاق پڑ جاتی ہے یہ اس واسطے کہ عام لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ شب قدر ہے بائیسواں قول یہ ہے کہ وہ اٹھائیسویں رات ہے اور اس کی وجہ پہلے گزر چکی ہے تئیسواں قول یہ ہے کہ وہ انتیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی نے چوبیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے حکایت کیا ہے اس کو عیاض اور سروجی نے شرح ہدایہ میں اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن نصر اور طبری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پچیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرھا کی جو اس باب میں مذکور ہے اور یہ قول سب قولوں سے راجح ہے اور اسی کی طرف مائل ہوئے ہیں ابو ثور اور مزنی اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت نے علماء مذاہب سے چھبیسواں قول مثل اس کی ہے ساتھ زیادہ کرنے اخیر رات کے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور احمد نے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ستائیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے میں پھرتی رہتی ہے یہ بات ابو قلابہ نے کہی ہے اور نص کی ہے اس پر مالک اور احمد اور اسحاق نے اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے اور گویا کہ پکڑا ہے اس نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ پچھلے دہے میں ہے پھر اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ آخری عشرے کی کونسی رات ہے اور تائید کرتی ہے اس بات کو کہ وہ آخری عشرے میں ہے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی جو صحیح ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جس چیز کو آپ تلاش کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر اس کا قریب اور گزر چکا ہے ذکر اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عشرے میں بیچ تلاش کرنے شب قدر کے اور اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوشش کے بیچ اس کے جیسا کہ آئندہ باب میں ہے اور جو اس کے قائل ہیں ان کو اختلاف ہے سو ان میں بعض تو کہتے ہیں کہ شب قدر کا سب راتوں میں برابر احتمال ہے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے مالک سے اور ضعیف کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور بعض کہتے ہیں کہ بعض راتوں میں شب قدر کی زیادہ امید ہے بعض راتوں سے سو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب سے زیادہ امید اکیسویں رات میں ہے اور یہ اٹھائیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید تیسویں رات میں ہے اور یہ انتیسواں قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ تر امید ستائیسویں رات میں ہے اور یہ تیسواں قول ہے اور اکتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پچھلی سات راتوں میں پھرتی رہتی ہے اور تحقیق گزر چکا ہے بیان مراد کا اس سے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیا مراد سات راتیں اخیر مہینے سے ہیں یا اخیر ہفتہ کہ مہینہ سے گنا جائے اور پیدا ہوگا اس سے بتیسواں قول اور تینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پچھلے نصف میں پھرتی رہتی ہے ذکر کیا اس کو صاحب محیط نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور حکایت کیا ہے امام الحرمین نے صاحب تقریر سے چونتیسواں قول یہ ہے کہ شب

قدر سولھویں یا سترھویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو حارث بن ابی اسامہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر سترھویں یا انیسویں یا اکیسویں رات ہے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد ضعیف کے چھتیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی یا پچھلی رات ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند ضعیف کے سینتیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر پہلی رات ہے یا نویں یا سترھویں یا اکیسویں یا مہینے کی پچھلی روایت کیا اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند ضعیف کے اڑتیسواں قول یہ ہے کہ وہ انیسویں رات ہے یا گیارھویں یا تیسویں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ سند کے کہ اس میں کلام ہے اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند منقطع کے اور سعید بن منصور نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ساتھ سند منقطع کے بھی انتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ تیسویں رات ہے یا ستائیسویں اور یہ قول ماخوذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو باب میں مذکور ہے جس جگہ کہ کہا کہ سات راتیں کہ باقی رہیں یا سات راتیں کہ گزر جائیں اور واسطے احمد کے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ساتویں رات کہ باقی ہے یا ساتویں رات کہ گزر جائے نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ستائیسویں رات کہتے ہیں اور تم تیسویں رات کہتے ہو چالیسواں قول یہ ہے کہ وہ اکیسویں رات ہے یا تیسویں رات یا پچیسویں رات ہے **کما سیاتی فی الباب الذی بعدہ من حدیث عبادۃ** اور ابو داؤد کی حدیث میں یہ لفظ ہے کہ نویں رات کہ باقی رہے ساتویں رات کہ باقی رہے پانچویں رات کہ باقی رہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مراد نویں رات سے اکیسویں رات ہے اکتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ رمضان کی پچھلی سات راتوں میں منحصر ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ اس سے پہلے باب میں ہے بیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ بائیسویں یا تیسویں رات ہے واسطے دلیل حدیث عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے نزدیک احمد کے تینتالیسواں قول یہ ہے کہ وہ درمیانے عشرے اور آخری عشرے کی جفت راتوں میں ہے پڑھا میں نے اس کو ساتھ خط مغلطائی کے چوالیسواں قول یہ ہے کہ وہ آخری عشرے کی تیسری یا پانچویں رات ہے روایت کیا اس کو احمد نے حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور فرق اس میں اور اس چیز میں کہ پہلے گزری یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد تیسری رات سے تیسویں رات ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد اس سے ستائیسویں رات ہو پس حاصل یہ ہوگا کہ وہ تیسویں رات ہے یا پچیسویں رات ہے یا ستائیسویں رات ہے اور ساتھ اس وجہ کے مخالف ہوگا یہ قول اس چیز سے کہ پہلے گزری پینتالیسواں قول یہ ہے کہ شب قدر دوسرے نصف کے اول کی سات راتوں یا آٹھ راتوں میں ہے طحاوی نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا حال پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلاش کرو اس کو نصف اخیر میں پھر انہوں نے پوچھا سو فرمایا کہ تیسویں رات تک چھیالیسواں قول یہ ہے کہ وہ پہلی رات ہے یا پچھلی رات ہے یا طاق

راتوں میں ہے اور تمام یہ اقوال جن کو ہم نے ذکر کیا بعد تیسرے قول کے پس لگا تار متفق ہیں اس پر کہ شب قدر کا حاصل ہونا ممکن ہے اور متفق ہیں اوپر رغبت دلانے کے واسطے تلاش اس کی کے اور ابن عربی نے کہا کہ صحیح یہ بات ہے کہ وہ معلوم نہیں اور یہ لائق ہے کہ اور قول ہو اور نووی نے اس قول سے انکار کیا ہے اور تحقیق غالب ہوئی ہیں حدیثیں اس پر کہ اس کا علم ممکن ہے اور خبر دی ہے ساتھ اس کے ایک جماعت صالحین نے پس نہیں ہیں کوئی معنے واسطے انکار اس کے کے یعنی ابن عربی نے جو اس کے علم نے انکار کیا ہے تو اس انکار کے کوئی معنے نہیں اس واسطے کہ حدیثوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اور نقل کیا ہے طحاوی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول کہ جائز رکھا ہے اس نے اس میں یہ کہ وہ اعتقاد کرتا ہے کہ وہ چوبیسویں یا ستائیسویں رات ہے پس اگر یہ ثابت ہو تو یہ اور قول ہے یہ آخر اس چیز کا ہے کہ واقف ہوا میں اوپر اس کے اقوال سے اور بعض اقوال کا بعض کی طرف رد کرنا ممکن ہے اگرچہ ظاہر ان کا مخالف ہے اور سب اقوال میں سے راجح یہ قول ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے اور یہ کہ وہ پھرتی رہتی ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثوں سے سمجھا جاتا ہے اور عشرے کی طاق راتوں میں زیادہ تر امید والی شافعیہ کے نزدیک اکیسویں رات ہے یا تئیسویں کہ عبداللہ بن انیس اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی دونوں حدیثوں کی بنا پر اور سب راتوں میں زیادہ تر امید والی جمہور کے نزدیک ستائیسویں رات ہے یعنی جمہور کے نزدیک زیادہ تر امید یہی ہے کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے اور اس کی دلیلیں پہلے گزر چکی ہیں علماء کہتے ہیں کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کی تلاش میں کوشش حاصل ہو بخلاف اس کے کہ اگر معین کی جائے واسطے اس کے کوئی رات تو صرف اسی میں عبادت ہوتی جیسا کہ پہلے گزر چکی ہے مثل اس کی ساعت جمعہ میں اور یہ حکمت مطرد ہے یعنی عام ہے نزدیک اس کے جو کہتا ہے کہ تمام برس میں ہے یا تمام رمضان میں یا تمام آخری عشرے میں ہے یا خاص اس کی طاق راتوں میں لیکن یہ کہ پہلا پھر دوسرا زیادہ تر لائق ہے ساتھ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے واسطے کوئی نشانی ہے کہ ظاہر ہو واسطے اس شخص کے کہ پائے شب قدر کو یا نہیں سو بعض کہتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے کہ ہر چیز سجدہ کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر جگہ روشنی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اندھیری جگہوں میں بھی روشنی ہو جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں سے سلام یا خطاب سنا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نشانی اس کی یہ ہے کہ جو شب قدر کو پائے اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے اور اختیار کیا ہے طبری نے یہ کہ یہ سب نشانیاں لازم نہیں اور یہ کہ نہیں شرط واسطے حاصل ہونے اس کے کے دیکھنا کسی چیز کا اور نہ سننا اس کا یعنی بلکہ بدون اس کے بھی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اس میں بھی اختلاف کیا جاتا ہے کہ کیا حاصل ہوتا ہے ثواب کہ مرتب ہے اوپر اس کے واسطے اس شخص کے کہ اتفاق پڑے اس میں اس کو جاگنے اور نماز پڑھنے کا اگرچہ نہ ظاہر ہو واسطے اس کے کوئی چیز یا موقوف ہے یہ ثواب اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس کے پہلا مذہب طبری اور مہلب اور ابن عربی اور ایک

جماعت کا ہے اور اکثر علماء کا دوسرا مذہب ہے یعنی ثواب موعود موقوف ہے اوپر ظاہر ہونے اس کے کے واسطے اس شخص کے پس ثواب موعود صرف اسی شخص کو ملتا ہے جو شب قدر کو معلوم کر لے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک مسلم کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو شب قدر کی رات میں جاگے اور اس میں نماز پڑھے اور اس کو موافق پڑی اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ جو ایمان سے اور ثواب کے واسطے شب قدر میں جاگے پھر توفیق دی جائے واسطے اس کے امام نووی نے کہا کہ یوافقها کے معنے یہ ہیں کہ وہ معلوم کر لے کہ وہ شب قدر ہے پس موافق پڑی اس کو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس کو نفس الامر میں پالے اگرچہ وہ اس کو نہ جانے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جو تمام سال جاگے وہ شب قدر کو پالے گا اور یہ بھی دونوں قولوں کا احتمال رکھتی ہے اور نیز نووی نے حدیث من قام رمضان اور حدیث من قام لیلۃ القدر میں کہا کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ جو اس میں جاگے اگرچہ شب قدر کو موافق نہ پڑے حاصل ہو گا واسطے اس کے یہ ثواب اور جو شب قدر میں جاگے اور اس کو موافق پڑے تو حاصل ہو گا واسطے اس کے اور وہ جاری ہے اوپر اس کے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو کہ موافق پڑنے سے مراد معلوم کرنا اس کا ہے اور یہی راجح ہے میری نظر میں اور نہیں انکار کرتا میں اس میں کہ جو شب قدر کی تلاش کے واسطے جاگے تو اس کو بہت بڑا ثواب حاصل ہو گا اگرچہ نہ معلوم کرے اس کو اور اگرچہ نہ توفیق دی جائے وہ واسطے اس کے اور کلام تو صرف اس میں ہے کہ ثواب موعود اس کو ملتا ہے یا نہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس کا جاننا شرط ہے تو اس پر یہ تفریع کرتے ہیں کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے ایک شخص سوائے دوسرے شخص کے پس ایک شخص کے واسطے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ دونوں اکٹھے ایک گھر میں ہوں اور کہا طبری نے کہ شب قدر کے پوشیدہ کرنے میں دلیل ہے اوپر کذب اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ تحقیق ظاہر ہوتی واسطے آنکھوں کے اس رات میں وہ چیز کہ نہیں ظاہر ہوتی ہے تمام برس میں اس واسطے کہ اگر یہ بات حق ہوتی تو نہ پوشیدہ رہتا ہر اس شخص پر جو سارے برس میں راتوں میں جاگے چہ جائیکہ رمضان کی راتوں میں جاگے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ اس کو جھوٹا کہنا لائق نہیں بلکہ جائز ہے یہ کہ ہو بطور کرامت کے واسطے اس شخص کے کہ چاہے اللہ اپنے بندوں سے پس خاص ہو ساتھ ایک قوم کے سوائے دوسری قوم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت کو کسی خاص چیز میں بند نہیں کیا اور نہیں نفی کی کرامت کی اور جس سال کی ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حکایت کی ہے اس سال میں علامت اس کی بارش ہونا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سال خالی گزر جاتے ہیں بارش بالکل نہیں ہوتی باوجود یہ کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہیں اور باوجود اس کے ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ نہیں پاتا شب قدر کو مگر جو کہ خوارق کو دیکھے بلکہ اللہ کا فضل فراخ ہے اور بہت لوگ ایسے ہیں کہ اس رات کو جاگتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور نہیں حاصل کرتے اس سے مگر عبادت کو

سوائے دیکھنے خوارق عادت کے یعنی شب قدر میں تمام رات عبادت کرتے ہیں مگر کوئی خارق عادت نہیں دیکھتے اور بعض ایسے ہیں کہ خارق عادت دیکھتے ہیں سوائے عبادت کے اور جو کہ عبادت پر حاصل ہوا ہے وہ افضل ہے اور اعتبار تو صرف اقامت کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تحقیق محال ہے یہ کہ ہو وہ مگر کرامت بخلاف خارق کے کہ کبھی تو وہ کرامت ہوتی ہے اور کبھی فتنہ ہوتا ہے اور اس میں رد ہے واسطے ابوالحسن مغربی کے کہ اس نے اعتبار کیا شب قدر کو پس نہ فوت ہوئی اس سے تمام عمر اس کی اور یہ کہ وہ ہمیشہ ہفتہ کی رات ہوتی ہے پس اگر مہینے کی پہلی رات ہفتے کی ہو تو شب قدر انتیسویں رات ہوتی ہے اور اسی طرح لگا تار۔ اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو شب قدر دو راتوں میں درمیانے عشرے میں واسطے ضرورت اس کے کہ ہفتہ کی طاق راتیں پانچ ہیں اور بعض متاخرین نے جو اس سے پیچھے ہیں معارضہ کیا ہے اس کا ساتھ اس کے شب قدر ہمیشہ جمعہ کی رات ہوتی ہے اور ذکر کیا مانند قول ابوالحسن کے اور یہ قول ایسے ہیں کہ ان کی کوئی اصل نہیں بلکہ وہ مخالف ہیں واسطے اجماع اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ پہلے گزرا اور یہی کافی ہے ان کے رد میں اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

۱۸۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ هِيَ فِيْ تِسْعٍ يَمْضِيْنَ أَوْ فِيْ سَبْعٍ يَبْقِيْنَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

۱۸۸۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ شب قدر رمضان کی پچھلی دس راتوں میں ہے وہ نو راتوں میں ہے کہ گزر جائیں یعنی انتیسویں رات ہے وہ سات راتوں میں ہے کہ باقی رہیں یعنی ستائیسویں رات ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ سبع یبقین سے مراد تیسویں رات ہو اور احتمال ہے کہ یہ رات تمام راتوں کے ساتھ ہو کہ اس کے بعد میں آخر مہینے تک۔ (تیسیر)

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِي النَّاسِ

باب ہے بیان میں اٹھ جانے پہچان تعین شب قدر کے واسطے جھگڑنے لوگوں کے

فائدہ: یعنی بسبب جھگڑنے لوگوں کے اور قید کرنا رفع کا ساتھ معرفت کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ درحقیقت سرے سے نہیں اٹھائی گئی یعنی واقع میں موجود ہے اٹھائی نہیں گئی بلکہ اس کی تعیین اٹھائی گئی ہے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ قید التمسوھا سے سمجھی جاتی ہے بعد خبر دینے ان کے کے ساتھ اس کے کہ وہ اٹھائی گئی اور ہونے اس کے سے کہ واقع ہونا جھگڑے کا اس رات میں نہیں مستلزم ہے واقع ہونے اس کے کو بیچ اس کے کہ بعد اس کے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ شاید کہ ہو یہ بہتر واسطے تمہارے اس واسطے کہ وجہ بہتر ہونے کی اس جہت سے ہے کہ اس کا پوشیدہ ہونا

چاہتا ہے قیام ہر مہینے کو یا ہر عشرے کو بخلاف اس کے کہ اگر تعیین کی پہچان باقی رہے تو یہ بات خاص نہ ہوتی۔ (فتح)

۱۸۸۲۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

۱۸۸۳۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تا کہ ہم کو شب قدر کی خبر دیں سو مسلمانوں میں سے دو شخص جھگڑے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکلا تھا کہ تم کو شب قدر کی خبر دوں یعنی ساتھ تعیین اس کی کے کہ فلانی رات ہے سو فلانا اور فلانا جھگڑا سو شب قدر کی پہچان اٹھائی گئی اور شاید کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو پس تلاش کرو اس کو اس کی انتیسویں رات میں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

فائدہ: اس حدیث میں سبب بھولنے کا جھگڑا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر میرے بعض اہل نے مجھ کو جگایا سو میں اس کو بھول گیا پس یہ بھولنے کا دوسرا سبب ہے پس یا تو یہ واقع متعدد ہے یعنی یہ معاملہ کئی بار واقع ہوا بایں طور کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رویا سے مراد خواب ہو پس نسیان کا سبب جگانا ہوگا اور یہ کہ ہو روایت اس کی غیر کی حدیث میں بیداری میں پس ہو گیا سبب نسیان کا جھگڑا اور یا محمول ہو گیا اس پر کہ قصہ ایک ہے اور نسیان دو بار دو سبب سے واقع ہوا ہوگا اور احتمال ہے کہ ہوں معنے کہ مجھ کو میرے بعض اہل نے جگایا سو میں نے دو مردوں کا جھگڑا سنا سو میں کھڑا ہوا کہ ان کو روکوں سو میں اس کو بھول گیا واسطے مشغول ہونے کے ساتھ ان دونوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں میں تم کو شب قدر لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے پھر فرمایا کہ البتہ کہا تھا میں نے واسطے تمہارے اور حالانکہ میں اس کو جانتا تھا پھر میں اس کو بھول گیا پس نہ ذکر کیا سبب نسیان کا پس یہ قوی کرتا ہے اس بات کو کہ واقع متعدد ہے اور یہ کہ جو فرمایا کہ اٹھائی گئی تو مراد اس سے یہ ہے کہ میرے دل سے اٹھائی گئی سو بھول گیا میں تعیین اس کی واسطے مشغول ہونے کے ساتھ جھگڑے کے اور بعض کہتے ہیں کہ معنے اس کے یہ ہیں کہ اٹھائی گئی برکت اس کی اس سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ "تا" رفعت میں واسطے فرشتوں کے ہے نہ واسطے رات کے اور طیبی نے کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی معرفت اٹھائی گئی اور سبب اس تاویل کا یہ ہے کہ اٹھنا اس کا چاہتا ہے اس کو کہ پہلے واقع ہو اور جب واقع ہو تو پھر اس کے اٹھانے کے کوئی معنے نہ ہوں گے اور کہا کہ ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ مراد ساتھ اٹھنے اس کے کے یہ ہے کہ شروع ہوئی یہ کہ واقع ہو پس جب وہ دونوں جھگڑے تو اٹھائی گئی پس اتارا گیا مشروع

بجائے وقوع کے اور جب یہ بات قرار پا چکی کہ جو چیز کہ اٹھائی گئی ہے وہ علم تعیین اس کی کا ہے پس کیا آپ ﷺ کو اس کے بعد اس کی تعیین معلوم ہوئی تھی یا نہیں اس میں احتمال ہے اور تحقیق گزر چکا ہے قول ابن عیینہ کا اول کلام میں شب قدر پر کہ آپ ﷺ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی اور محمد بن نصر نے وہب سے روایت کیا ہے کہ اس نے زینب بنت ام سلمہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو شب قدر معلوم تھی اس نے کہا کہ نہیں اور اگر اس کو جانتے تو لوگوں کو اس کے غیر میں کھڑے نہ کرتے اور یہ بات زینب نے احتمال سے کہی ہے اور یہ بات لازم نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کے ساتھ بھی بہت تعبد واقع ہوا ہو پس حاصل ہو گی کوشش تمام عشروں میں کما تقدم اور استنباط کیا ہے سبکی کبیر نے اس قصے سے استحباب چھپانا شب قدر کا واسطے اس کے کہ اس کو دیکھے اس واسطے کہ اللہ نے مقدر کیا ہے واسطے نبی ﷺ اپنے کے کہ اس میں اس کی خبر نہیں دی اور بھلائی سب اس چیز میں ہے کہ مقدر کی گئی واسطے اس کے پس مستحب ہے اتباع کرنا اس کا بیچ اس کے اور شرح منہاج میں اس کو حاوی سے ذکر کیا کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ شب قدر کا دیکھنا کرامت ہے اور کرامت کا چھپانا لائق ہے بغیر خلاف کے درمیان اہل طریق کے نفس کے دیکھنے کی جہت سے پس نہ امن میں ہوگا دور ہونے کرامت کے سے اور اس جہت سے کہ ریا سے امن میں نہ ہوگا اور ادب کی جہت سے پس نہ منہ پھیرے گا اللہ کے شکر سے ساتھ نظر کرنے کے طرف اس کرامت کی اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کے واسطے لوگوں کے اور اس جہت سے کہ حسد سے امن میں نہ ہوگا سو اپنے غیر کو گناہ میں ڈالے گا اور استنباط کیا جاتا ہے واسطے اس کے ساتھ قول یعقوب علیہ السلام کے کہ اے میرے چھوٹے بیٹے نہ بیان کر خواب اپنی بھائیوں پر اور مراد نویں رات سے انتیسویں رات ہے یا اکیسویں اور پہلی وجہ ارجح ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے آخری عشرے میں عمل کرنے کا بیان یعنی عمل میں خوب کوشش کرے

١٨٨٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

۱۸۸۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کا پچھلا عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہ بند مضبوط باندھتے تھے اور اپنی رات کو زندہ کرتے تھے اور اپنی بیبیوں کو جگاتے تھے۔

فائدہ: مراد تہ بند مضبوط باندھنے سے یہ ہے کہ عورتوں سے الگ رہتے تھے اور خطابی نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ ہو کہ عبادت میں کوشش کرتے تھے زیادہ عادت سے اور احتمال ہے کہ دونوں معنے مراد ہوں پس معنے اس

کے یہ ہوں گے کہ حقیقت میں اپنا بند مضبوط باندھتے تھے سو اس کو نہ کھولتے تھے اور عورتوں سے الگ رہتے تھے اور عبادت میں کوشش فرماتے تھے اور مراد رات کے زندہ کرنے سے یہ ہے کہ تمام رات جاگتے تھے اور اس کو عبادت اور بندگی سے زندہ رکھتے تھے اور زندہ رکھتے اپنے نفس کو ساتھ جگانے اس کے کے اس واسطے کہ سونا موت کا بھائی ہے اور اضافت اس کی طرف رات کی واسطے فراخی کے ہے اس واسطے کہ جب کھڑا ہونے والا جاگنے سے زندہ رہا تو اس نے رات کو اپنی زندگی سے زندہ کیا اور وہ مانند اس حدیث کے ہے کہ نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں یعنی نہ سوؤ پس ہو جاؤ مانند مردوں کی پس ہو جائیں گھر تمہارے مانند قبروں کی اور یہ جو کہا کہ اپنے اہل کو جگاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ اپنی دیبیوں کو اور بیٹیوں کو اور اپنی لونڈیوں کو اور غلاموں کو اخیر عشرے میں عبادت کے واسطے جگاتے تھے اور ترمذی وغیرہ میں روایت ہے کہ جب رمضان سے دس دن باقی رہتے تھے تو نہ چھوڑتے تھے آپ ﷺ کسی کو کہ قیام کی طاقت رکھتا ہو مگر کہ اس کو کھڑا کرتے تھے اور اگر کوئی کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ اپنے گھر میں تھے اس واسطے کہ اگر اعتکاف سے ہوتے تو مسجد میں ہوتے اور آپ ﷺ کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ایک بی بی نے اعتکاف کیا اور اگر فرضاً کسی نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف نہ کیا ہو تو احتمال ہے کہ ان کو اپنی جگہ سے جا کر جگاتے ہوں اور یہ کہ جگاتے ہوں ان کو اس وقت کہ داخل ہوتے ہوں گھر میں واسطے کسی حاجت کے۔

تنبیہ: بعض نسخوں میں اس باب کے اخیر میں یہ لفظ واقع ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ابونعیم نے کہا کہ ہبیرہ مختار کے ساتھ تھا لڑائی کا سامان تیار کرتا تھا اس واسطے میں نے اس کی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی اور یہ جو کہا کہ وہ لڑائی کا سامان کرتا تھا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ مدد کرتا تھا مختار کی یعنی ابن ابو عبیدہ ثقفی کی جگہ غالب ہوا وہ کوفہ پر عبداللہ بن زبیر کی خلافت میں اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں سے مدد چاہی پس اطاعت کی اس کی اہل کوفہ نے جو اہل بیت نبی ﷺ کو دوست رکھتے تھے سو جو لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے ساتھ متہم تھے ان میں سے بہت سی خلقت کو مختار نے قتل کیا اور اس حدیث میں حرص ہے اوپر ہمیشہ کرنے قیام کے آخری عشرے میں اشارہ ہے طرف رغبت دلانے کی اوپر تجوید خاتمہ کے کہ ختم کرے اللہ تعالیٰ واسطے ہمارے ساتھ بہتری کے۔ آمین۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ اعتکاف کے بابوں کا بیان

فائدہ: اعتکاف کے معنی لغت میں لازم پکڑنا ایک چیز کا ہے اور بند کرنا نفس کو اوپر اس کے اور شرع میں ٹھہرنا ہے بیچ مسجد کے خاص شخص سے خاص طور سے اور اعتکاف بالاجماع واجب نہیں نہ اس شخص پر جو اس کی نظر مانے اور اسی طرح جو اس میں شروع کرے پھر اس کو جان بوجھ کر توڑ ڈالے نزدیک ایک قوم کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کے واسطے روزہ شرط ہے یا نہیں کما سیاتی فی باب مفرد اور تنہا ہوا ہے سوید بن غفلہ ساتھ شرط کرنے طہارت کے واسطے اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا

باب ہے بیچ بیان اعتکاف کے رمضان کے اخیر عشرے میں اور بیچ بیان اعتکاف کے تمام مسجدوں میں

فائدہ: یعنی اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے بدون مسجد کے اعتکاف درست نہیں اور یہ کہ اعتکاف کرنا سب مسجدوں میں درست ہے کسی معین مسجد کے ساتھ خاص نہیں کہ اس کے سوا اور کسی مسجد میں درست نہ ہو۔ (فتح)

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾.

یعنی واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ مباشرت کرو عورتوں سے جب تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ حدیں ہیں اللہ کی سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ میں درست نہیں ہے اس واسطے کہ اگر اعتکاف مسجد کے سوا اور کسی جگہ بھی درست ہوتا تو نہ خاص ہوتا حرام ہونا مباشرت کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جماع مخالف ہے واسطے اعتکاف کے بالاجماع پس مساجد کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اعتکاف نہیں ہوتا ہے مگر مسجدوں میں اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع اس پر کہ مراد مباشرت سے آیت میں جماع ہے اور طبری وغیرہ نے قتادہ کے طریق سے اس آیت کے نزول کے سبب میں روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب اعتکاف بیٹھتے تھے اور کوئی مرد اپنی حاجت کے واسطے نکلتا تھا اور اپنی عورت سے ملتا تھا تو اس سے صحبت کرتا تھا اگر چاہتا پس یہ آیت

اتری اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے مگر محمد بن عمر بن لبابہ مالکی کہ وہ ہر جگہ میں اعتکاف کو جائز کہتا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جائز ہے عورت کو یہ کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اور وہ مکان ہے کہ تیار کیا گیا ہے واسطے نماز کے بیچ اس کے اور شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول بھی یہی ہے اور بیچ ایک وجہ کے واسطے اصحاب اس کے کے اور مالکیہ کے جائز ہے واسطے مردوں اور عورتوں کے اعتکاف کرنا گھر میں اس واسطے کہ نفل عبادت گھر میں افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا یہ مذہب ہے کہ اعتکاف خاص ہے ساتھ ان مسجدوں کے کہ ان میں نمازیں قائم کی جائیں اور خاص کیا ہے اس کو ابو یوسف رحمہ اللہ نے ساتھ اعتکاف واجب کے اور جو نفل اعتکاف ہے پس ہر مسجد میں جائز ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہر مسجد میں جائز ہے یعنی خواہ اس میں نمازیں قائم کی جاتی ہوں یا نہ مگر جس کو جمعہ لازم ہو اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے مستحب رکھا ہے واسطے اس کے یہ کہ وہ جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کے واسطے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا شرط ہے اس واسطے کہ ان کے نزدیک اعتکاف جمعہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے نزدیک مالک رحمہ اللہ کے اور خاص کیا ہے ایک گروہ نے سلف سے مانند زہری رحمہ اللہ کے ساتھ جامع کے مطلقاً اور اشارہ کیا ہے طرف اس کے شافعی رحمہ اللہ نے قدیم میں اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تین مسجدوں کے ساتھ خاص ہے اور عطا نے کہا کہ مکہ اور مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور ابن مسیب نے کہا کہ مدینہ کی مسجد کے ساتھ خاص ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں اور اس کے اقل میں اختلاف ہے سو جو اس میں روزے کو شرط کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اقل اس کا ایک دن ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ شرط روزے کے بیچ کم کے ایک دن سے حکایت کیا ہے ابن قدامہ نے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ شرط ہیں واسطے اس کے دس دن اور ایک روایت میں ایک دن اور دو دن بھی آئے ہیں اور جو اس میں روزے کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ اطلاق کیا جائے اس پر نام ٹھہرنے کا اور نہیں شرط ہے بیٹھنا اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے گزرنا ساتھ نیت کے مانند وقوف عرفات کے یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے کہ میں ایک ساعت مسجد میں ٹھہرتا ہوں اور نہیں ٹھہرتا میں مگر واسطے اعتکاف کے اور اتفاق ہے اس پر کہ اعتکاف جماع کرنے سے فاسد ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حسن اور زہری نے کہا کہ جو اعتکاف میں جماع کرے لازم آتا ہے اس کو کفارہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ دو دینار خیرات کرے اور غیر جماع میں اختلاف ہے پس مباشرت میں یعنی بدن سے بدن لگانے میں تین قول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر اس کی منی نکل آئے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں۔ (فتح)

۱۸۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ

۱۸۸۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ جگہ دکھائی جس جگہ مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا ارادہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ستونِ توبہ کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا بچھایا جاتا۔

۱۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ.

۱۸۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کی پچھلی دس راتوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔

فائدہ: پہلی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دوسری حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ نہ اعتکاف بیٹھنا منسوخ ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فکر کیا میں نے اعتکاف میں اور ترک کرنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے میں واسطے اس کے باوجود سخت اتباع کرنے ان کے کے واسطے حدیث کے پس واقع ہوا بیچ جی میرے کے کہ وہ مانند وصال کے ہے اور میں اعتقاد کرتا ہوں کہ چھوڑا انہوں نے اس کو واسطے شدت اس کی کے اور نہیں پہنچی مجھ کو کسی سے سلف میں سے یہ بات کہ اس نے اعتکاف کیا ہو مگر ابو بکر بن عبدالرحمن سے لیکن گویا کہ ارادہ کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صفت مخصوص کو نہیں تو ہم نے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہم سے حکایت کی ہے کہ انہوں نے اعتکاف کیا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے ان کے بعض اصحاب نے یہ بات نکالی کہ اعتکاف جائز ہے اور انکار کیا ہے ان پر ابن عربی نے اور کہا کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور اسی طرح کہا ہے ابن بطال نے بیچ ہمیشگی کرنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر موکد ہونے اس کی کے اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نہیں جانتا میں کسی کو علماء میں سے اختلاف اس باب میں کہ وہ سنت ہے یعنی اعتکاف بالاتفاق سنت ہے۔ (فتح)

۱۸۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۱۸۸۷۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ مِنْ صَبِيْحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ أُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ مِنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ أَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ إِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ۔

اعتکاف کرتے رمضان کے درمیانے عشرے میں سو آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے کہ اس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ وہ آخری عشرے میں اعتکاف کرے اس واسطے کہ مجھ کو شب قدر معلوم ہوئی تھی پھر مجھ کو بھول گئی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا یعنی خواب میں کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اس کی صبح کو سو تلاش کرو اس کو پچھلی دس راتوں میں اور تلاش کرو اس کو ہر طاق رات میں سو اس رات کو بادل برسا اور مسجد نبوی عریش پر تھی یعنی کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی سو مسجد کی چھت ٹپکی سو میری دونوں آنکھوں نے آپ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے پر پانی اور مٹی کا نشان تھا اکیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف معلوم ہوا۔

بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ رَأْسَ الْمُعْتَكِفِ

اگر حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے تو اس کا کیا حکم ہے

١٨٨٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ إِلَيَّ رَأْسَهٗ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي

١٨٨٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے آپ ﷺ نزدیک کرتے طرف میری اپنے سر کو اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اس حال میں کہ میں حیض سے ہوتی۔

الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

فائدہ: اور احمد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس آتے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میرے حجرے کے دروازے پر تکیہ کرتے سو میں آپ ﷺ کا سر دھوتی اور حالانکہ آپ ﷺ کا باقی بدن مسجد میں ہوتا تھا اور اس کے فائدے کتاب الحیض میں بھی گزر چکے ہیں اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجاورت اور اعتکاف ایک چیز ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اعتکاف والے کو پاکی اور ستھرائی کرنی اور خوشبو لگانی اور نہانا اور سر منڈانا اور زینت کرنا واسطے لاحق کرنے کے ساتھ کنگھی کے اور جمہور اس پر ہیں کہ نہیں مکروہ ہے اس میں مگر وہ چیز کہ مکروہ ہے مسجد میں اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکروہ ہیں اعتکاف میں کسب اور پیشہ یہاں تک کہ علم کا طلب کرنا بھی اور اس حدیث میں خدمت لینا مرد کا ہے اپنی بی بی سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور آپ ﷺ نے جو اپنے سر کو مسجد سے باہر نکالا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے اور دلالت ہے اس پر کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلانے مکان سے باہر نہ نکلوں گا پھر اپنا کچھ بدن اس سے باہر نکالے تو حانث نہیں ہوتا یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹتی یہاں تک کہ دونوں پاؤں کو باہر نکالے اور ان پر اعتماد کرے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ

باب ہے اس بیان میں کہ اعتکاف والا نہ داخل ہو گھر میں مگر واسطے حاجت کے

۱۸۸۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا.

۱۸۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق تھے آپ ﷺ البتہ داخل کرتے مجھ پر اپنے سر کو اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں ہوتے سو میں آپ ﷺ کو کنگھی کرتی اور نہ داخل ہوتے تھے گھر میں مگر واسطے حاجت کے جبکہ اعتکاف میں ہوتے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مگر واسطے حاجت انسان کے اور تفسیر کیا ہے اس کو زہری نے ساتھ پیشاب اور پاخانے کے اور تحقیق اتفاق کیا ہے سب علماء نے اوپر مستثنیٰ ہونے ان دونوں کے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے ان کے سوا اور حاجتوں میں مانند کھانے پینے کی اور اگر ان دونوں کے واسطے باہر نکلے اور مسجد سے باہر

وضو کرے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور ملحق ہے ساتھ ان دونوں کے قے اور فصد واسطے اس کے کہ محتاج ہو طرف ہو اس کی اور ابو داؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سنت ہے اعتکاف والے پر یہ کہ نہ پوچھے بیمار کو اور نہ حاضر ہو جنازے میں اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے اس سے اور نہ نکلے کسی کام کے مگر واسطے اس کام کے جو ضروری ہو اور ابو داؤد نے کہا کہ عبدالرحمٰن راوی کے سوا اور کسی نے یہ بات حدیث میں روایت نہیں کی اور جزم کیا ہے دار قطنی نے ساتھ اس کے کہ جس قدر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کا قول ہے اور وہ یہی ہے کہ وہ نہ نکلے مگر واسطے حاجت کے اور اس کے سوا جو حکم ہیں سو اس کے نیچے کے راوی سے ہیں اور روایت کی ہے ہم نے علی سے اور نخعی سے اور حسن بصری سے کہ اگر اعتکاف والا جنازے میں حاضر ہو یا بیمار کی خبر کو جائے یا نماز جمعہ کے واسطے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں کوفہ والے اور ابن منذر جمعہ میں اور ثوری اور شافعی اور اسحاق نے کہا کہ اگر اعتکاف کی ابتدا میں ان میں سے کوئی چیز شرط کر لی ہو تو اس کے کرنے سے اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا اور یہی ایک روایت ہے احمد سے۔ (فتح)

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ

باب ہے بیان میں دھونے معتکف کے سر اپنے کو

۱۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِيْ وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

۱۸۹۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بدن سے بدن لگاتے تھے اس حال سے کہ میں حیض سے ہوتی اور اپنا سر مسجد سے نکالتے تھے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تھے سو میں اس کو دھوتی اور میں حیض سے ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والے کو اپنے سر کو دھونا درست ہے۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ لَيْلًا

رات کو اعتکاف کرنے کا بیان یعنی بغیر دن کے صرف رات ہی کے اعتکاف کا کیا حکم ہے

۱۸۹۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ

۱۸۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کروں ایک رات مسجد حرام میں یعنی کعبے کی مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔

الْحَرَامِ قَالَ فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ.

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ تحقیق تھا یہ جعرانہ میں جبکہ جنگ حنین سے واپس آئے اور مستفاد میں ہوتا ہے اس سے رد اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ تحقیق اعتکاف عمر رضی اللہ عنہ کا تھا پہلے منع کرنے کے روزے سے رات میں اس واسطے کہ جنگ حنین اس سے متاخر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے پوچھا اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ جاہلیت کے وہ زمانہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام میں نذر مانی تھی اور زیادہ تر صریح اس سے یہ ہے کہ جو دار قطنی نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی یہ کہ اعتکاف کرے شرک میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے اعتکاف کرنا بغیر روزے کے اس واسطے کہ رات روزے کے واسطے ظرف نہیں یعنی اس کا محل نہیں پس اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روزے کا حکم کرتے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ شعبہ کی روایت میں مسلم میں لیلة کے بدلے یوما کا لفظ آیا ہے سو ابن حبان وغیرہ نے دونوں روایتوں میں اس طور سے تطبیق دی ہے کہ انہوں نے ایک دن رات میں نذر مانی تھی سو جس نے رات کا لفظ بولا تو مراد اس کی رات ساتھ دن اپنے کے ہے اور جس نے دن بولا تو مراد اس کی ہے دن ساتھ رات اپنی کے اور ایک روایت میں صریح روزے کا حکم آ چکا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور آئندہ ایک روایت میں آئے گا کہ انہوں نے ایک رات اعتکاف کیا پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی نذر پر کوئی چیز زیادہ نہ کی اور یہ کہ اعتکاف میں روزہ نہیں ہے اور نہیں شرط ہے واسطے اس کے کوئی حد معین اور تحقیق باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس حدیث کے بعد کئی بابوں کے کہ یہ باب ہے اس شخص کا کہ نہیں دیکھتا ہے معتکف پر روزے کو اور نہ باب مستلزم ہے اس باب کو اس واسطے کہ اعتکاف جب جائز ہے رات کو بغیر دن کے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست ہے بغیر عکس کے یعنی وہ باب اس کو مستلزم نہیں اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اعتکاف کے واسطے روزہ شرط ہے روایت کی یہ عبدالرزاق نے ان دونوں سے ساتھ سند صحیح کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مانند اس کی روایت آئی ہے اور یہی قول ہے مالک اور اوزاعی اور حنفیہ کا۔ اور احمد اور اسحاق سے مختلف روایت آئی ہے اور دلیل پکڑی ہے عیاض نے ساتھ اس کے کہ نہیں اعتکاف کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ساتھ روزے کے اور اس میں نظر ہے واسطے اس چیز میں جو پہلے باب میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں اعتکاف کیا جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے ساتھ اس کے کہ اللہ نے اعتکاف کو روزے کے پیچھے ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر تمام کرو روزے کو رات تک اور نہ مباشرت کرو عورتوں سے اور حالانکہ تم اعتکاف میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اس میں وہ چیز کہ دلالت کرے

اس پر کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور نہیں تو روزہ درست نہ ہوتا مگر ساتھ اعتکاف کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے باقی فائدے ہم کتاب النذور میں بیان کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔ اور نیز اس حدیث میں رد ہے اس پر کہ ادنیٰ درجہ اعتکاف کا دس دن ہیں یا زیادہ ہے ایک دن سے اور پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی اعتکاف کی ابتدا میں اور ظاہر ہوگا فائدہ اختلاف کا اس شخص کے حق میں جو نذر مانے اعتکاف مبہم کی یعنی کہے کہ میں نے اعتکاف کی نذر مانی اور دنوں کا ذکر نہ کرے مثلاً دس دن کا یا کم وبیش کا واللہ اعلم۔

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ — عورتوں کے اعتکاف کا بیان

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو اس میں عورتوں کو اعتکاف کرنا مطلق مکروہ ہے یعنی ہر طرح سے، اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر اپنے گھر کی مسجد میں اس واسطے کہ وہ سامنے ہوتی ہے بہت لوگوں کے کہ اس کو دیکھیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر ابن عیینہ نے باب کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کے واسطے اذن لے لیا تھا تو البتہ میں یقین کر لیتا کہ عورت کو جماعت کی مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں، انتہی۔ اور شرط کی ہے حنفیہ نے واسطے صحت اعتکاف عورت کے یہ کہ ہو اپنے گھر کی مسجد میں اور ایک روایت میں ان کی یہ ہے کہ جائز ہے اس کو اعتکاف کرنا مسجد میں ساتھ خاوند اپنے کے اور یہی قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا۔ (فتح)

۱۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ أَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهُ فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً فَأَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَأَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْأَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

۱۸۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خیمہ گاڑتی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہوتے سو اجازت چاہی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ کہ اپنے واسطے اور خیمہ گاڑے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پر اجازت لے کر ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ گاڑا سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے خیمہ کو دیکھا سو انہوں نے اور خیمہ گاڑا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ یہ ازواج مطہرات کے خیمے ہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَٰلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ بھلائی کا گمان کرتے ہو سو آپ ﷺ نے اس مہینے میں اس اعتکاف کو ترک کیا پھر شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں آئندہ آئے گا کہ آپ ﷺ رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے پس جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ شروع اعتکاف کا ابتدا دن سے ہے وسیاتی نقل الخلاف فیہ اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اعتکاف کے بغیر روزے کے اس واسطے کہ پہلا دن شوال کا وہ روزہ کھولنے کا دن ہے اور اس میں روزہ رکھنا حرام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے شوال میں اعتکاف کیا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر نفل معتاد فوت ہو جائے تو مستحب ہے کہ اس کو قضا کیا جائے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مالکیہ نے اس پر کہ جو کسی عمل کو شروع کرے پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو قضا کرنا واجب ہے اور اس حدیث میں اس پر دلالت نہیں کما سیاتی اور ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت بدون خاوند اپنے کے اعتکاف نہ بیٹھے اور یہ کہ اگر وہ بدون اذن خاوند کے اعتکاف بیٹھے تو خاوند کو جائز ہے کہ اس کو اعتکاف سے باہر نکال ڈالے اور اگر اس کی اجازت سے ہو تو بھی اس کو جائز ہے کہ رجوع کرے اور اس کو اعتکاف سے منع کرے اور اہل رائے کہتے ہیں کہ اگر خاوند اس کو اجازت دے پھر اس کو منع کرے تو گناہگار ہوگا اور وہ باز رہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ پھر اس کو منع کرنا درست نہیں اور یہ حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے گاڑنا خیموں کا مسجد میں اور افضل واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کریں اور یہ کہ نکلنا جائز ہے اعتکاف سے بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے کہ وہ نہیں لازم ہوتا ہے ساتھ نیت کے اور نہ ساتھ شروع کے بیچ اس کے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے حکم نفلوں کا برخلاف اس شخص کے کہ اس کے لازم ہونے کا قائل ہو اور یہ کہ تحقیق اول وقت جس میں کہ آدمی اپنے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو بعد نماز صبح کے ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور لیث اور ثوری کا اور چاروں امام کا اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ سورج کے ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے داخل ہو اور تاویل کیا ہے انہوں نے اس حدیث کو اس پر کہ آپ ﷺ اعتکاف کی نیت سے اول رات سے مسجد میں داخل ہوتے تھے اور رات کو وہاں رہتے تھے پھر جب صبح کی نماز پڑھتے تو نماز کے بعد اس مکان میں کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کے واسطے تیار کیا ہوتا تھا داخل ہوتے تھے اور یہ جواب مشکل ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عبادت میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنا منع ہے اور جواب دیا ہے اس نے اس حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہ تو آپ ﷺ اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوئے تھے اور نہ اعتکاف شروع کیا تھا بلکہ آپ ﷺ نے صرف اعتکاف کا قصد کیا تھا پھر آپ ﷺ کو مانع مذکور پیش ہوا سو

آپ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا بنا بر اس کے پس ایک دو امروں کا ہے یا تو یہ لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف شروع کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اعتکاف سے باہر نکلنا جائز ہے اور یا یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے ابھی تک اعتکاف شروع نہ کیا تھا پس دلالت کرے گا اس پر کہ اول وقت اس کا بعد نماز صبح کے ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے واسطے مسجد کا ہونا شرط ہے یعنی بدون مسجد کے اور جگہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ عورتوں کے لیے مشروع ہے واسطے ان کے بیٹھنا گھروں میں پردے سے پس اگر مسجد شرط نہ ہوتی تو نہ واقع ہوتی وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے اذن سے اور منع سے اور البتہ کفایت کی جاتی ہے واسطے ان کے ساتھ اعتکاف کے اپنے گھروں کی مسجدوں میں اور ابراہیم بن علیہ نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہو تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کو مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں اس واسطے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ وہ ان کے واسطے بھلائی نہیں اور یہ قول اس کا ظاہر نہیں اور یہ کہ غیرت کرنی بڑی نحس ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتی ہے حسد سے جو مفضی ہے طرف ترک افضل کے واسطے اس کے اور یہ کہ جائز ہے ترک کرنا افضل کا جبکہ اس میں مصلحت ہو اور یہ کہ جو اپنے عمل پر ریا کا خوف کرے اس کو اس کا ترک کرنا درست ہے اور یہ کہ اعتکاف نیت سے واجب نہیں ہوتا اور آپ ﷺ کا اس کو قضا کرنا بطور استحباب کے تھا اس واسطے کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی عمل کو کرتے تھے تو ہمیشہ ثابت رکھتے تھے اور اسی واسطے منقول نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کی بیبیوں نے آپ ﷺ کے ساتھ شوال میں اعتکاف کیا ہو یعنی اگر اعتکاف واجب ہوتا تو آپ ﷺ کی بیبیاں بھی اعتکاف کرتیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو مستحب ہے اس کو یہ کہ گردانے واسطے اپنے وہ چیز کہ اس کو پردہ کرے اور شرط ہے کہ ہو ایسی جگہ میں کہ نمازیوں پر تنگی نہ ڈالے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے مسجد میں خیمہ گاڑ کر اعتکاف کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کرنے کے لیے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے سے آپ ﷺ سے خیمہ گاڑنے کی اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو بھی اجازت دی پھر زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنا خیمہ گاڑا لیکن انہوں نے آپ ﷺ سے اجازت نہ لی تھی سو جب آپ ﷺ نے صبح کو کئی خیمے دیکھے تو اس سال میں اعتکاف چھوڑ دیا اس واسطے کہ آپ ﷺ نے خوف کیا کہ ہو باعث واسطے عورتوں کے اس پر فخر کرنا اور رغبت کرنا جو پیدا کرنے والا ہے غیرت سے واسطے حرص کے اوپر قریب ہونے آپ ﷺ کے سے خاص کر کے پس یہ اعتکاف نہ رہے گا اور یا اس واسطے ترک کیا کہ جب آپ ﷺ نے اول عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو تھا یہ امر خفیف بہ نسبت اس کے کہ نوبت پہنچی طرف اس کی اخیر امر میں پے در پے آنے باقی عورتوں سے اوپر اس کے پس تنگ ہو گئی مسجد نمازیوں پر بہ نسبت اس کی کہ جمع ہونا عورتوں کا

نزدیک آپ ﷺ گردانے گا آپ ﷺ کے مانند بیٹھنے والے کی اپنے گھر میں اور اکثر اوقات مشغول کرے گا آپ ﷺ کو خالی ہونے سے واسطے اس چیز کے کہ قصد کیا ہے اس کو عبادت سے پس فوت ہوگا مقصود اعتکاف کا۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

مسجد میں خیمہ تنبو گاڑنے کا بیان۔

١٨٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ إِذَا أَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فَقَالَ آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

١٨٩٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پس جب پھرے طرف اس مکان کی کہ اس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا تو اچانک دیکھا کہ کئی خیمے ہیں ایک عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک زینب رضی اللہ عنہا کا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم ان عورتوں کے ساتھ اس کام میں بھلائی کا گمان کرتے ہو پھر آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں خیمے لگانے درست ہیں۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ.

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ نکلے واسطے حاجتوں اپنی کے مسجد کے دروازے تک؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو بطور استفہام بیان کیا ہے واسطے احتمال قضیہ کے اس چیز کو کہ باب باندھا ہے واسطے اس کے لیکن قید کرنا اس کا اس کو ساتھ دروازے مسجد کے اس قبیل سے ہے کہ اس میں اختلاف نہیں تا کہ توقف کیا جائے یقین کرنے حکم کے سے بیچ اس کے اور خلاف تو اس میں ہے کہ کیا مسجد میں عبادت کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (فتح)

١٨٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٨٩٤۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو وہ ایک گھڑی آپ ﷺ سے بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر اپنے گھر کو چل دیں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے

وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ فِيْ اِعْتِكَافِهٖ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا.

ہوئے کہ ان کو گھر تک پہنچا دیں یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہنچیں تو انصار کے دو مرد پاس سے نکلے تو ان دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو ٹھہر جاؤ یہ تو صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے یعنی یہ میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بد گمان نہ ہونا تو ان دونوں انصاریوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے اے اللہ کے رسول آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے اور نہیں گمان کرتے ہم ساتھ آپ کے مگر بہتری کا سو یہ بات ان پر شاق گزری کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وہم کو ہماری طرف منسوب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو اس واسطے یہ بات نہیں کہتا کہ تم بدگمانی کرو شیطان انسان کے بدن میں وہاں پہنچتا ہے جہاں خون پہنچتا ہے یعنی خون کی طرح انسان کے بدن میں پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں پھر اپنے گھروں کو چلی گئیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ٹھہر و تمہارے گھر تک تمہارے ساتھ چلتا ہوں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گئے یہاں تک کہ ان کو اپنے گھر تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے گھروں کے دروازے مسجد کے گرد تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا ترجمہ باب باندھنا صحیح ہے اور یہ حدیث کئی طور سے آئی ہے اور حاصل سب کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بدگمانی کو منسوب نہیں کیا تھا واسطے اس کے کہ تحقیق ہو چکا تھا نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کا ایمان سچا ہے لیکن خوف کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اس بات کا کہ شیطان ان کے دل میں بدگمانی کا وسوسہ ڈالے اس واسطے کہ وہ معصوم نہ تھے پس کبھی پہنچائے ان کو یہ طرف ہلاکت کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے ان کو بتلا دیا کہ وسوسہ کا مادہ جڑ سے اکھڑ جائے اور جو ان کے بعد ہیں ان کو تعلیم ہو جب کہ واقع ہو واسطے ان کے مانند اس معاملہ کے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس واسطے فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا تھا ان پر کفر کا اگر گمان کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدی کا اور یہ جو فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہے یعنی

درحقیقت شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور اللہ نے اس کو اس کی قدرت دی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے وسوسہ اس کا ہے کہ وہ انسان کو بہت بہکاتا ہے اور گویا کہ وہ اس سے خون کی طرح جدا نہیں ہوتا پس مشترک ہوئیں دونوں بیچ شدت اتصال کے اور نہ جدا ہونے کے اس سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے مشغول ہونا اعتکاف والے کا ساتھ مباح کاموں کے جیسا کہ اپنی ملاقات کرنے والے کے ساتھ جانا اور اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونا ہے اور بات چیت کرنا ساتھ غیر اپنے کے اور یہ کہ مباح ہے اعتکاف کرنے والے کو خلوت کرنی ساتھ بی بی اپنی کے اور یہ کہ جائز ہے عورت کو زیارت کرنی اعتکاف والے کی اور اس میں بیان ہے شفقت آپ ﷺ کا اپنی امت پر اور راہ دکھلانا ہے ان کا طرف اس چیز کی کہ دور کرے ان سے گناہ کو اور اس میں بچنا ہے بدگمانی کے تعرض سے اور محفوظ رہنا ہے مکر شیطان کے سے اور عذر بیان کرنا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ زیادہ موکد ہے بیچ حق علماء کے اور جن کی پیروی کی جائے پس نہیں جائز ہے ان کو یہ کہ کوئی ایسا کام کریں جس سے کہ ان کے حق میں لوگوں کو بدگمانی پیدا ہو اگرچہ ان کو اس سے خلاص ہونے کی جگہ ہو اس واسطے کہ یہ سبب ہے ان کے علم کے ساتھ نفع اٹھانے کے باطل کرنے کا یعنی اس واسطے کہ جب لوگوں کو ان کے حق میں بدگمانی پیدا ہوئی تو پھر کوئی آدمی ان کے پاس نہ آئے گا اور نہ ان کے علم سے فائدہ اٹھائے گا پس ان کے علم کے ساتھ فائدہ اٹھانا باطل ہو جائے گا اسی واسطے بعض علماء نے کہا ہے کہ لائق ہے حاکم کو یہ کہ بیان کرے واسطے محکوم علیہ یعنی مدعا علیہ کے وجہ حکم کی جب کہ خوف کرنے والا ہو واسطے دور کرنے تہمت کے اپنے اوپر سے اور اس میں نسبت کرنا ہے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو طرف ان کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے باہر نکلنا رات کو اور یہ کہ جائز ہے سبحان اللہ کہنا وقت تعجب کے اور تحقیق واقع ہوا ہے حدیث میں واسطے تعظیم امر کے اور تحویل اس کی کے اور واسطے حیا کے ذکر اس کے سے جیسا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ جائز ہونے تمادی معتکف کے جب کہ اپنے اعتکاف کی جگہ سے کسی کام کے واسطے نکلے اور حاجت سے زیادہ تھوڑا سا زمانہ کھڑا رہے جب تک کہ نہ گھیرے اکثر دن کو اور نہیں دلالت ہے اس میں اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوئی یہ بات کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور مسجد کے درمیان کوئی فاصل زائد تھا اور تحقیق حد مقرر کی ہے بعضوں نے یسیر کے ساتھ آدھے دن کی اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ اس پر دلالت کرے۔ (فتح)

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ.

باب ہے بیان میں اعتکاف آپ ﷺ کے اور نکلنے آپ ﷺ کے اعتکاف سے بیسویں کی صبح کو۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور تحقیق گزر چکی ہے کلام اوپر اس کے

عنقریب اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے تاویل کرنی ہے اس چیز کی کہ مالک رحمہ اللہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے کہ جب اکیسویں رات ہوئی اور وہ رات وہ ہے جس کی صبح کو اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ مراد اس کی صبح سے وہ صبح ہے جو اس سے پہلے ہے اور جو چیز کہ متصل ہو ساتھ کسی چیز کے پس وہ نسبت کی جاتی ہے طرف اس کی برابر ہے کہ اس سے پہلے ہو یا پیچھے۔ (فتح)

١٨٩٥۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ هَارُوْنَ بْنَ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَى بْنُ أَبِیْ كَثِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْكُرُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمِ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ فَخَرَجْنَا صَبِیْحَةَ عِشْرِیْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَبِیْحَةَ عِشْرِیْنَ فَقَالَ إِنِّیْ أُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ وَإِنِّیْ نُسِّیْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِیْ وِتْرٍ فَإِنِّیْ رَأَیْتُ أَنِّیْ أَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَطِیْنٍ وَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْیَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِی السَّمَآءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَآءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَأُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الطِّیْنِ وَالْمَآءِ حَتّٰى رَأَیْتُ أَثَرَ الطِّیْنِ فِیْ أَرْنَبَتِهٖ وَجَبْهَتِهٖ.

١٨٩٥۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کا ذکر سنا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو ہم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے باہر نکلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر خطبہ پڑھا بیسویں کی صبح کو سو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو دیکھا تھا اور میں اس کو بھول گیا سو تلاش کرو اس کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف اعتکاف اپنے کی سو لوگ مسجد کی طرف پھرے یعنی پھر اعتکاف کیا اور ہم اس وقت آسمان پر کہیں بھی بدلی کا ٹکڑا نہیں دیکھتے تھے سو بدلی آئی اور برسی اور نماز کی تکبیر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور مٹی میں سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک اور ماتھے پر مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں نے شب قدر کو خواب میں دیکھا تو قفال نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی آپ ﷺ سے کہتا ہے کہ شب قدر فلانی فلانی رات ہے اور اس کی نشانی فلانی فلانی ہے اور اس کے معنے یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے نفس شب قدر کو دیکھا پھر اس کو بھول گئے اس واسطے کہ مثل اس کی بھولتا نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ (فتح)

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ
استحاضہ والی عورت کے اعتکاف کا بیان

۱۸۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ.

۱۸۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اعتکاف کیا آپ ﷺ کے ساتھ ایک عورت نے آپ ﷺ کی بیبیوں سے جس کو خون استحاضہ آتا تھا پس تھے دیکھتے سرخی اور زردی کو اور اکثر اوقات ہم نے اس کے تلے طشت رکھا اور وہ نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس عورت سے مراد وہ عورت ہے جن کو آپ ﷺ کے ساتھ تعلق تھا آپ ﷺ کی بیوی مراد نہیں اس واسطے کہ منقول نہیں واقع آپ ﷺ کی بیبیوں سے کسی کو خون استحاضہ آیا ہو اور تحقیق گزر چکا ہے ذکر استحاضہ والی عورت کا آپ ﷺ کے اہل میں اور خلاف بیچ ان کے اور سعید بن منصور نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اعتکاف بیٹھی تھیں اور ان کو استحاضہ آتا تھا پس اس سے استحاضہ والی عورت کی تعیین معلوم ہوئی۔ (فتح)

بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا فِيْ اِعْتِكَافِهٖ
باب ہے اس چیز کا کہ جائز ہے عورت کو ملاقات کرنی اپنے خاوند کی بیچ حالت اعتکاف خاوند کے

۱۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ

۱۸۹۷۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے اور آپ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیاں تھیں سو وہ چلی گئیں سو آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جلدی نہ کر ٹھہر جا یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ پھروں اور اس کا گھر اسامہ رضی اللہ عنہ کی حویلی میں تھا یعنی جو کہ اس کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئی سو آپ ﷺ ساتھ نکلے سو آپ ﷺ سے دو مرد انصاری

بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِيْ دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُلْقِيَ فِيْ أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا.

ملے تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی پھر چلے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ آؤ کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ یا حضرت آپ کی ذات میں بدگمانی کا کیا دخل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی جگہ پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈالے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد اعتکاف نہ بیٹھا ہو تو اس کی بیوی کو اس کی ملاقات کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابٌ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهٖ

کیا جائز ہے اعتکاف والے کو یہ کہ دور کرے اپنی جان سے تہمت کو

فائدہ: یعنی ساتھ قول کے اور فعل کے اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قول سے دفع کرنا درست ہے پس فعل بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگا یعنی اس کو فعل سے بھی دفع کرنا درست ہوگا اور نہیں ہے اس میں اعتکاف والا زیادہ تر سخت نمازی سے یعنی جب نمازی کو فعل سے دفع کرنا درست ہے تو اعتکاف والے کو بھی درست ہوگا۔ (فتح)

۱۸۹۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ أَخْبَرَتْهُ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُخْبِرُ

۱۸۹۸۔ امام زین العابدین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ام المومنین آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے تھے سو جب وہ پھریں یعنی گھر کو تو آپ ﷺ ان کے ساتھ چلے سو ایک مرد انصاری نے آپ ﷺ کو دیکھا سو جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو اس کو بلایا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ شیطان انسان کے بدن

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰى مَعَهَا فَأَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا أَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِيَ صَفِيَّةُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذِهٖ صَفِيَّةُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَتَتْهُ لَيْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ إِلَّا لَيْلٌ.

میں خون کی طرح پھرتا ہے علی بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے کہا کہ کیا صفیہ آپ کے پاس رات کو آئی تھیں اس نے کہا کہ نہ تھی اس وقت مگر رات۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ایک مرد انصاری ملا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو مرد ملے تھے تو یہ محمول ہے اس پر کہ ایک دوسرے کا تابع تھا ایک کو خطاب مشافہ کے ساتھ خاص کیا سوائے دوسرے کے اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید زہری کو اس میں شک تھا کہ شاید دو مرد تھے یا ایک مرد تھا سو اس نے ایک بار کہا کہ دو مرد تھے اور ایک بار کہا کہ ایک مرد تھا اور جو کہا کہ نہیں تھی اس وقت مگر رات تو مراد اس سے یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا آنا صفیہ رضی اللہ عنہا کا مگر رات میں اور امکان کی نفی مراد نہیں بلکہ مراد نفی وقوع کی ہے اس واسطے کہ دن کو آنا بھی ممکن ہے۔(فتح)

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهٖ عِنْدَ الصُّبْحِ

صبح کے وقت اعتکاف سے نکلنے والے کا بیان

فائدہ: ذکر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور پوری کلام اس پر پہلے گزر چکی ہے اور وہ محمول ہے کہ اس نے فقط راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے دنوں کے اعتکاف کا ارادہ نہیں کیا اور جو صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو اس کا طریق یہ ہے کہ سورج ڈوبنے سے تھوڑا سا پہلے اعتکاف میں داخل ہو اور طلوع فجر کے بعد اس سے نکلے اور اگر صرف دنوں کے اعتکاف کا ارادہ کرے تو طلوع فجر کے ساتھ داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور اگر راتوں اور دنوں کا اکٹھا ارادہ کرے تو سورج ڈوبنے سے پہلے داخل ہو اور سورج ڈوبنے کے بعد نکلے اور باب کی حدیث میں ہے کہ جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ انہوں نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا سوائے دنوں کے اور مہلب نے کہا کہ یہ محمول ہے اس پر کہ نقل کیا انہوں نے اپنے بوجھوں کو اور اس چیز کو کہ محتاج تھی طرف اس کے کھانے پینے کے اور سونے کے اسباب سے اس واسطے کہ نہ حاجت تھی ان کو ساتھ ان کے اس دن میں سو جب شام ہوئی تو ہلکے ہو کر نکلے اسی واسطے کہا کہ ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا اور یہ نہ کہا کہ ہم نکلے اور باب تحری لیلۃ القدر میں

دوسرے طریق سے گزر چکا ہے کہ جب بیسویں کی شام کرتے اور اکیسویں رات آتی تو پھرتے اور ساتھ اس توجیہ کے تطبیق دی جائے گی درمیان دونوں طریقوں کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے اور حدیث بھی ایک ہے اور وہ حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (فتح)

۱۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ خَالِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ح قَالَ وَأَظُنُّ أَنَّ ابْنَ أَبِي لَبِيدٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِيْ أَسْجُدُ فِيْ مَآءٍ وَّطِيْنٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى مُعْتَكَفِهٖ وَهَاجَتِ السَّمَآءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَآءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلٰى أَنْفِهٖ وَأَرْنَبَتِهٖ أَثَرَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ.

۱۸۹۹۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کیا سو جب بیسویں کی صبح ہوئی تو ہم نے اپنے اسباب کو نقل کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ جس نے اعتکاف کیا تھا تو چاہیے کہ اپنے اعتکاف کی جگہ پھر آئے اس واسطے کہ میں نے خواب میں شب قدر دیکھی تھی اور میں نے اپنے تئیں دیکھا کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی جگہ میں پھر آئے اور بادل اٹھا تو ہم پر مینہ برسا پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ البتہ اس دن کے اخیر میں بادل اٹھا اور مسجد کی چھت کھجور کی چھڑیوں سے تھی یعنی اس کی بنا محکم نہ تھی کہ مینہ کو روکے اور ٹپکے نہیں پس البتہ تحقیق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک پر پانی اور مٹی کا نشان دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب درمیانے عشرے میں اعتکاف کرے تو بیسویں کی صبح کو باہر آئے اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے صرف راتوں کے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے نہ دنوں کے اعتکاف کا جیسا کہ پہلے گزرا وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِيْ شَوَّالٍ
شوال کے مہینے میں اعتکاف کرنے کا بیان

۱۹۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ وَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ دَخَلَ مَكَانَهُ الَّذِيْ اعْتَكَفَ فِيْهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيْهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا آلْبِرُّ انْزِعُوْهَا فَلَا أَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ.

۱۹۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب صبح کی نماز پڑھتے تو اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتکاف کی اجازت چاہی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں خیمہ گاڑا تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا پھر زینب رضی اللہ عنہا نے بھی یہ حال سنا تو انہوں نے بھی خیمہ گاڑا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پھرے تو چار خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں کے خیمے گاڑنے کی خبر دی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے یہ خیمے گاڑے ہیں سو فرمایا کہ کیا چیز باعث ہوئی ہے ان کو اس کام پر کیا اس کا باعث نیکی ہے دور کرو ان خیموں کو کہ میں ان کو اچھا نہیں جانتا سو خیمے دور کیے گئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: پوری شرح اس حدیث کی باب اعتکاف النساء میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا اور تطبیق ان دونوں کے درمیان میں اس طور سے ہے کہ مراد اخیر دہے سے انتہا اعتکاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی انتہا اخیر عشرے میں تھی۔ (ق)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ

اعتکاف والے پر روزے کے نہ واجب ہونے کا بیان یعنی اس پر روزہ واجب نہیں

فائدہ: ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا کہ انہوں نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تھی اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب الاعتکاف لیلاً کے۔ (فتح)

۱۹۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

۱۹۰۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ ایک رات کعبے کی مسجد میں اعتکاف

بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً.

کروں گا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اعتکاف کیا۔

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ

اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں اعتکاف کی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے

فائدہ: یعنی کیا اس کو پورا کرنا لازم ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کیا ہے اور ترجمہ باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کتاب النذور میں کہ جب کوئی نذر مانے یا قسم کھائے یہ کہ نہ کلام کرے کسی آدمی سے جاہلیت میں پھر مسلمان ہو جائے تو گویا کہ اس نے قسم کو نذر کے ساتھ ملحق کیا ہے واسطے شریک ہونے ان دونوں کے بیچ معلق کرنے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ نذر اور قسم کفر میں بھی منعقد ہو جاتی ہے یہاں تک کہ واجب ہو جاتا ہے پورا کرنا ان کا اس شخص پر جو مسلمان ہو جائے اور باقی بحث اس کی کتاب النذور میں آئندہ آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ (فتح)

۱۹۰۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ أُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفِ بِنَذْرِكَ.

۱۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں نذر مانی یہ کہ کعبے کی مسجد میں اعتکاف کریں یعنی ایک رات سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اپنی نذر کو پورا کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہلیت کی حالت میں نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے وفيه المطابقة للترجمة اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر احکام شرع کے ساتھ مکلف ہے اور اس کی نیت عبادت کی معتبر ہے۔ (تیسیر)

بَابُ الْإِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف کرنے کا بیان

فائدہ: گویا کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اعتکاف آخری عشرے کے ساتھ خاص نہیں اگرچہ اس میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔(فتح)

۱۹۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا.

۱۹۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن اعتکاف کیا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ہمیشگی کرنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعتکاف پر دلالت کرتی ہے اس پر کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور ابن منذر نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عجب ہے واسطے مسلمانوں کے انہوں نے اعتکاف کو چھوڑ دیا ہے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی نہیں چھوڑا جب سے کہ مدینہ میں آئے یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی اور پہلے گزر چکا ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کہ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی کو سلف میں سے کہ اعتکاف کیا مگر ابو بکر بن عبدالرحمن نے اور یہ کہ چھوڑنا ان کا واسطے اس کے اس وجہ سے ہے کہ اس میں شدت ہے اور یہ جو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے سال بیس دن اعتکاف کیا تو بعض کہتے ہیں کہ سبب اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تھا کہ میری عمر گزر چکی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ نیکی کے عمل بہت کر لیں تا کہ بیان کریں واسطے امت اپنی کے کوشش کرنی عمل میں جبکہ پہنچیں نہایت عمر کو تا کہ ملاقات کریں اللہ سے اوپر بہتر حالات اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہر رمضان میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا سال ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوبار دور کیا پس اس واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف بھی دو بار کیا اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سب کا سبب یہ ہو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرے میں اعتکاف نہ کیا بسبب بہت ہونے خیموں کے اور اس کے بدلے شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا تا کہ ثابت ہو قضا عشرے کی رمضان میں اور سب سے قوی تر یہ سبب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں بیس دن اعتکاف اس واسطے کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے سال میں مسافر تھے اور دلالت کرتی ہے واسطے اس کے وہ حدیث جو نسائی اور ابو داؤد اور ابن حبان نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال رمضان میں سفر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف نہ بیٹھے سو جب آئندہ سال ہوا تو

آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو ساتھ تعدد سبب کے پس ہوگا ایک بار ساتھ سبب اعتکاف کے واسطے عذر سفر کے اور ایک بار یہ سبب دور کرنے قرآن کے دوبار اور اسپر مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے پس تحقیق ظاہر ساتھ اطلاق بیس دن کے یہ ہے کہ پے در پے ہوں پس متعین ہوگا واسطے اس کے بیچ کا عشرہ اور یا یہ کہ حمل کیا اس نے مطلق کو اس روایت میں مقید پر جو دوسری روایتوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَخْرُجَ

اگر کوئی اعتکاف کا ارادہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ اعتکاف سے نکلے تو اس کا کیا حکم ہے

۱۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَأَذِنَ لَهَا وَسَأَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ أَنْ تَسْتَأْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ أَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى انْصَرَفَ إِلٰى بِنَائِهِ فَبَصُرَ بِالْأَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ أَرَدْنَ بِهٰذَا مَا أَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا أَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ.

۱۹۰۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ذکر کیا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کریں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کے واسطے اجازت چاہی سو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ اس کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت چاہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے واسطے اجازت چاہی یعنی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی سو جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ حال دیکھا تو خیمہ گاڑنے کا حکم کیا سو ان کے واسطے بھی خیمہ گاڑا گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو اپنے خیمے کی طرف پھرتے تھے سو آپ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا کہ یہ خیمے کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ عائشہ اور حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے ہیں سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان عورتوں نے اس اعتکاف سے نیکی چاہی ہے میں اعتکاف نہیں کرتا سو آپ ﷺ اعتکاف سے پھرے اور اعتکاف کو فسخ کیا سو جب آپ ﷺ نے افطار کیا یعنی عید الفطر کی نماز پڑھی تو شوال کے دس دنوں میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف جزم کرنے اس بات کی کہ

آپ ﷺ اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے کہ پھر اس سے نکلے ہوں بلکہ چھوڑا اس کو پہلے داخل ہونے کے بیچ اس کے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر سیاق کلام سے برخلاف اس شخص کے جو اس میں مخالف ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

باب ہے بیچ بیان معتکف کے اپنا سر دھونے کے واسطے گھر میں داخل کرے

۱۹۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ.

۱۹۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھیں وہ کنگھی کرتیں آپ ﷺ کو حالت حیض میں اور آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں ہوتی تھیں آپ ﷺ اپنا سر ان کو دیتے۔

فائدہ: اس حدیث میں سر دھونے کا ذکر نہیں لیکن اس حدیث میں دوسرے طریق میں سر دھونے کا ذکر آ چکا ہے۔

کما مر وفیه مطابقة للترجمة۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْبُيُوْعِ — کتاب ہے بیعوں کے بیان میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ وَقَوْلُهُ ﴿إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے حلال کیا ہے خرید وفروخت اور حرام کیا سود اور فرمایا کہ مگر اس وقت کہ سودا ہو روبرو کا پھر بدلے کرتے ہو آپس میں۔

فائدہ: بیوع جمع ہے بیع کی اور جمع اس کی باعتبار اختلاف انواع اس کی کے ہے اور بیع کے معنی نقل کرنا ملک کا ہے طرف غیر کی ساتھ مول کے اور شراء قبول کرنا اس کا ہے اور کبھی معنے اس کے خریدنے کے بھی آتے ہیں اور برعکس اس کے یعنی شراء کے معنے خریدنے کے آتے ہیں اور اجماع ہے سب مسلمانوں کا بیع کے جائز ہونے پر اور حکمت بھی اس کو چاہتی ہے اس واسطے کہ اکثر اوقات آدمی کو حاجت پڑتی ہے اس چیز کی کہ دوسرے آدمی کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا آدمی اس کو کبھی خرچ نہیں کرتا پس بیع کے مشروع ہونے میں وسیلہ ہے طرف پہنچنے غرض کے بغیر حرج کے اور پہلی آیت اصل ہے بیع کے جائز ہونے میں اور علماء کے اس میں کئی قول ہیں سب سے زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ وہ عام ہے خاص کی گئی ہے اس واسطے بیع کا لفظ عموم کا ہے شامل ہے ہر بیع کو پس تقاضا کرتا ہے اس کو کہ ہر قسم کی بیع جائز ہے لیکن شارع علیہ السلام نے بیع کی اور کئی قسموں کو منع کیا ہے اور ان کو حرام کر دیا ہے پس وہ عام ہے اباحت میں خاص کی گئی ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دلالت کرتی ہے دلیل اس کی منع پر اور بعض کہتے ہیں کہ عام ہے ارادہ کیا گیا ہے ساتھ اس کے خاص کا اور بعض کہتے ہیں کہ مجمل ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور تمام یہ اقوال چاہتے ہیں اس کو کہ جو مفرد کہ الف اور لام کے ساتھ محلی ہو وہ عام ہوتا ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ لام فی البیع میں واسطے عہد کے ہے اور یہ آیت کہ نازل ہوئی تھی بعد اس کے کہ شرع نے کئی بیعوں کو حلال کیا اور کئی بیعوں کو حرام کیا پس مراد ساتھ اس آیت کے کہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو وہ بیع ہے کہ حلال کیا ہے اس کو شرع نے پہلے سے اور مباحث شافعی وغیرہ کے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ فاسد بیعوں کا نام بھی بیع رکھا جاتا ہے اگرچہ آدمی ان

کے ساتھ حانث نہیں ہوتا واسطے مبنی ہونے قسموں کے عرف پر اور دوسری آیت دلالت کرتی ہے اوپر مباح ہونے تجارت کے ان بیعوں میں جو دست بدست ہوں اور نہ جائز ہونے اس کے کے ان بیعوں میں جن میں وعدہ ہو۔ (فتح) اور فخر الاسلام نے کہا کہ بیع شرع میں کہتے ہیں ملکیت بدلنے کو ساتھ مال کے آپس کی رضامندی سے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿لَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾.

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا شاید تمہارا بھلا ہو اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا بھاگ جاتے طرف اس کی اور تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے اور سودے سے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ ہو تجارت کہ تمہاری رضامندی سے ہو۔

فائدہ: پکڑی جاتی ہے پہلی آیت سے مشروعیت بیع کی بطریق عموم کے اس واسطے کہ فضل اللہ کا عام ہے شامل ہے تجارت کو اور تمام انواع کسب کو اور امر مذکور میں اختلاف ہے پس اکثر کا یہ مذہب ہے کہ وہ اباحت کے واسطے ہے اور نکتہ اس کا مخالفت کرنی اہل کتاب کی ہے اس واسطے کہ وہ ان کو ہفتہ کے دن منع ہے پس یہ مسلمانوں پر حرام نہیں اور شارح داؤدی نے کہا کہ وہ امر اباحت پر ہے واسطے اس شخص کے کہ بقدر گزارے کے موافق اس کے پاس روزی ہو اور واسطے اس کے کہ اس کو کمانے کی طاقت نہ ہو اور وہ وجوب پر ہے واسطے اس شخص کے کہ کمانے کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے پاس کوئی چیز نہ ہوتا کہ نہ محتاج ہو طرف سوال کی اور حالانکہ وہ حرام ہے اوپر اس کے باوجود قدرت کے کمانے پر اور ظاہر یہ بات ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے یہ لفظ ہے کہ ڈھونڈو فضل اللہ کا اور جو ذکر تجارت کا اس میں پس مفرد کیا ہے اس کو ساتھ ترجمہ کے بعد آٹھ بابوں کے اور دوسری آیت میں تقیید ہے مباح تجارت کے ساتھ رضامندی کے اور قول اللہ تعالیٰ کا اموالکم معنے اس کے یہ ہیں کہ مال ہر انسان کا نہ خرچ کرے اس کو بیچ حرام کام کے اور یا اس کے معنے یہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ اور قول اللہ کا کہ الا ان تکون استثنیٰ منقطع ہے اتفاقاً اور اصل کلام یہ ہے کہ نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق لیکن اگر تمہارے درمیان تجارت حاصل ہو اور تم اس کے ساتھ راضی ہو تو یہ ناحق نہیں اور ابو داؤد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع تو صرف رضامندی سے ہے اور ایک روایت میں ہے

کہ نہ جدا ہوں بائع اور مشتری مگر رضا مندی سے۔ (فتح)

۱۹۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوْا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ أَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهُ إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتّٰى أَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِلَّا وَعٰى مَا أَقُوْلُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتّٰى إِذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ.

۱۹۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ البتہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا حال ہے مہاجرین اور انصار کا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بیان نہیں کرتے مانند حدیث بیان کرنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور حال یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مصروف رہتے ہیں اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا سوائے اپنے پیٹ بھرنے کے مجھ کو اور کچھ فکر نہ تھا سو میں حاضر ہوتا تھا اور لوگ غائب ہوتے تھے اور میں یاد رکھتا تھا اور وہ بھول جاتے تھے اور میرے بھائی انصار اپنے مالوں کے کاموں میں مشغول رہتے تھے یعنی کھیتی وغیرہ میں اور تھا میں مرد مسکین مساکین صفہ میں سے یاد رکھتا تھا میں اور بھول جاتے تھے وہ یعنی بسبب مشغول ہونے کے کاموں میں اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایک حدیث کے بیان میں فرمایا کہ البتہ جو پھیلائے رکھے گا اپنا کپڑا جب تک کہ میں اپنی بات مکمل کر چکوں پھر اپنے کپڑے کو اپنی طرف سمیٹ لے تو یاد رکھے گا جو میں کہتا ہوں یعنی میری حدیث کو کبھی نہیں بھولے گا تو میں نے اپنی چادر پھیلائی یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کلام تمام کر چکے تو میں نے اپنی اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لیا سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کلام سے کوئی چیز نہیں بھولا۔

فائدہ: صفہ ایک چبوترہ تھا مسجد نبوی کے صحن میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم کا گھر بار کوئی نہ تھا وہ وہاں رہتے تھے اس

حدیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرنی درست ہے اس واسطے کہ وہ آپ ﷺ کے زمانے میں واقع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر اطلاع پائی اور اس کو برقرار رکھا وفیہ المطابقة للترجمة اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بھولنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا صرف اسی حدیث کے ساتھ خاص ہے جس کو آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا تھا لیکن باب حفظ العلم میں پہلے واقع ہوا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بعد اس کے کوئی چیز نہیں بھولا اور وہ حدیث عام ہے شامل ہے حدیث نبوی اور غیر اس کے کو لیکن مسلم کی ایک حدیث میں واقع ہوا ہے کہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ (فتح) اس سے معلوم ہوا کہ نہ بھولنا خاص ہے ساتھ حدیث کے یعنی میں حضرت ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۱۹۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا فَأَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ أَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَإِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتٰى بِأَقِطٍ وَسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۹۰۷۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے تو آپ ﷺ نے میری اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور ہم دونوں کو آپس میں بھائی بنایا تو سعد بن ربیع نے کہا کہ میں سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں سو میں اپنا آدھا مال تجھ کو بانٹ دیتا ہوں اور نظر کر کہ میری دونوں بیویوں سے جس کو تو پسند کرے میں اس کو تیرے لیے طلاق دوں پس جب حلال ہو یعنی اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی حاجت نہیں کیا یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں بازار قینقاع ہے راوی نے کہا سو صبح کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ وہاں گئے اور کچھ گھی اور پنیر لائے یعنی سودے سے کما کر لوٹے پے در پے تجارت کے واسطے بازار میں جاتے رہے سو کچھ دن گزرے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت کون ہے انہوں نے کہا کہ انصاری عورت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کتنا دیا ہے انہوں نے کہا کہ کھجور کی گٹھلی

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

کے برابر سونا یا کہا کہ گٹھلی سونے کی سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا سہی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیع جائز ہے اس واسطے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں کوئی بازار ہے کہ اس میں سوداگری ہوتی ہو وفیہ المطابقة للترجمة اور پوری شرح اس حدیث کی کتاب النکاح میں آئے گی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔(فتح)

١٩٠٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِينَةَ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أُقَاسِمُكَ مَالِي نِصْفَيْنِ وَأُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّونِي عَلَى السُّوقِ فَمَا رَجَعَ حَتَّى اسْتَفْضَلَ أَقِطًا وَسَمْنًا فَأَتَى بِهِ أَهْلَ مَنْزِلِهِ فَمَكَثْنَا يَسِيرًا أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

١٩٠٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے سو آپ ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور سعد رضی اللہ عنہ مالدار تھے سو انہوں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تجھ کو تیرے اہل اور مال میں برکت دے تو مجھ کو بازار کی راہ دکھا سو نہ پھرے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار سے یہاں تک کہ گھی اور پنیر کو نفع اٹھایا سو اس کو اپنے گھر والوں کے پاس لائے سو ہم کچھ مدت ٹھہرے یا جس قدر اللہ نے چاہا سو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زردی کا نشان تھا سو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا یا اس زردی کا کیا سبب ہے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے ایک عورت انصاری سے نکاح کیا ہے فرمایا کہ تو نے اس کو مہر کیا دیا ہے انہوں نے کہا کہ سونے کی گٹھلی یا کہا کہ کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا پکا کر کھلا اگرچہ ایک بکری کا سہی۔

فائدہ: اور غرض ان دونوں حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجارت اور مانند اس کی سے کمانا اولیٰ ہے کمانے سے ساتھ ہبہ اور مانند اس کی کے۔

١٩٠٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

١٩٠٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظٌ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو گویا کہ لوگوں نے اس میں گناہ جانا اور حج کے دنوں میں تجارت چھوڑ دی سو یہ آیت گزری کہ نہیں تم پر گناہ یہ کہ ڈھونڈو فضل رب اپنے کا یعنی سوداگری کرو حج کے موسم میں پڑھا ہے لفظ قول اخیر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک مواسم الحج کا لفظ قرآن میں داخل ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تجارت درست ہے اس واسطے کہ جاہلیت کے وقت ان بازاروں میں تجارت ہوتی تھی اور پھر اس کے بعد اسلام میں بھی ان کو برقرار رکھا گیا **وفیه المطابقة للترجمة۔**

بَابُ الْحَلَالِ بَيِّنٌ وَالْحَرَامِ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ

باب ہے اس بیان میں کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور حلال اور حرام کے درمیان دو طرفہ ملتی ہوئی شبہ کی چیزیں ہیں

١٩١٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

١٩١٠۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشابہ چیزیں ہیں کہ نہیں معلوم کہ وہ حلال ہیں یا حرام سو جو چھوڑے اس چیز کو کہ اس میں اس کو گناہ اور حرام کا شبہ ہو تو وہ ظاہر حرام چیز کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا اور جو دلیری کرے اس چیز پر کہ اس میں گناہ کا شک ہو تو قریب ہے کہ اپنے تئیں ظاہر حرام میں ڈالے گا اور گناہ اللہ کی چراگاہ ہے جو اس چراگاہ کے قریب چرے گا تو قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُّشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَاَ عَلٰی مَا یَشُكُّ فِیْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ یُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِیْ حِمَی اللّٰهِ مَنْ یَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یُّوَاقِعَهٗ.

فائدہ: اس حدیث میں بھی تقسیم احکام کی ہے طرف تین چیزوں کی اور یہ تقسیم صحیح ہے اس واسطے یا تو چیز ایسی ہے کہ نص کی گئی ہے اس کی طلب پر ساتھ وعدے عذاب کے اس کی ترک پر یعنی یا تو وہ ایسی چیز ہوتی ہے کہ اس کی طلب پر نص ہوتی ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب کا وعدہ ہوتا ہے اور یا اس کی ترک پر نص ہوتی ہے اور اس کے کرنے پر عذاب یا دونوں میں سے کسی چیز پر نص نہیں ہوتی سو پہلی چیز حلال ظاہر ہے اور دوسری حرام ظاہر ہے اور حلال ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہوتی یا اس کو ہر کوئی جانتا ہے اور تیسری قسم مشتبہ ہے پس نہیں معلوم ہوتی ہے واسطے مخفی ہونے اس کے کے پس نہیں معلوم ہوتا کہ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے اور جو چیز کہ ایسی ہو اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے اس واسطے کہ اگر وہ نفس الامر میں حرام ہے تو اس کے گناہ سے بری ہو اور اگر وہ حلال ہے تو اس کو اس کے ترک پر اجر ملتا ہے ساتھ اس قصہ کے اس واسطے کہ اصل چیزوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اصل حرمت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اصل چیزوں میں اباحت ہے اور کبھی حرمت اور اباحت دونوں اکٹھے وارد ہوتے ہیں پس اگر ان دونوں میں سے ایک متاخر معلوم ہو تو فبہا نہیں تو تیسری قسم میں داخل ہے اور عنقریب یہ ہے کہ میں شبہ کی تفسیر اس باب کے بعد بیان کروں گا اور مراد یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں پر مشتبہ ہیں ساتھ دلیل قول آپ ﷺ کے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے اور اکثر محدثین نے اس حدیث کو کتاب البیوع میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ معاملات میں شبہ بہت واقع ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کو نکاح اور شکار اور ذبائح اور اطعمہ اور اشربہ کے ساتھ بھی تعلق ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے جرح اور تعدیل راویوں کی۔ (فتح)

بَابُ تَفْسِیْرِ الْمُشَبَّهَاتِ — باب ہے شبہ والی چیزوں کے بیان میں

فائدہ: چونکہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ بہت لوگ اس کو نہیں جانتے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ اس کی معرفت کے طریق کو معلوم کرا دیں تا کہ اس سے پرہیز کیا جائے سو پہلے وہ چیز ذکر کی جو اس کو ضبط کریں پھر وہ حدیثیں وارد کیں جن سے پکڑے جاتے ہیں مرتبے اس چیز کے کہ واجب ہے پرہیز کرنی

ان سے پھر اس کے بعد دوسرا وہ باب بیان کیا جس میں بیان ہے اس چیز کا کہ وہ مستحب ہے پرہیز اس سے پھر تیسرا باب وہ بیان کیا کہ اس میں مکروہ چیزوں کا بیان ہے اور اس کی شرح یہ ہے کہ یا تو چیز کی اصل حرمت ہے اور یا اباحت اور یا اس میں شک ہے پس پہلی چیز مانند شکار کی ہے اس واسطے کہ ذبح سے پہلے اس کا کھانا حرام ہے اور جب اس میں شک کرے تو نہ دور ہوگی اس حرمت سے مگر ساتھ یقین کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ حدیث عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اور دوسری چیز مانند پاکی کی ہے جبکہ حاصل ہو نہیں دور ہوتی مگر ساتھ یقین حدث کے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تیسرے باب میں اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ اس کے واسطے بی بی اور غلام ہے اور شک کرتا ہے کہ کیا اس کو طلاق دی ہے یا نہیں اور آزاد کیا ہے یا نہیں پس اس شک کا کچھ اعتبار نہیں اور وہ دونوں اس کے ملک میں ہیں اور تیسری چیز وہ ہے کہ اس کی اصل محقق نہیں اور حرمت اور اباحت کے درمیان متردد ہے پس اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور طرف اس کی اشارہ ہے ساتھ حدیث کھجور گری پڑی کے دوسرے باب میں۔ (فتح)

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ.

یعنی اور حسان نے کہا کہ میں نے پرہیز گاری سے زیادہ تر آسان کوئی چیز نہیں دیکھی چھوڑ وہ چیز جو شک میں ڈالے تجھ کو یعنی جس چیز کی حلت اور حرمت میں شک ہو اس کو چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اس پر عمل کر۔

فائدہ: اور یہ اصل عظیم ہے بیچ پرہیز گاری کے اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتا ہے بندہ اس درجے کو کہ ہو پرہیز گاروں سے یہاں تک کہ چھوڑے وہ چیز کہ نہیں ڈر اس کا واسطے خوف سے اس چیز سے کہ اس کا ڈر ہے اور خطابی نے کہا کہ جس چیز میں تجھ کو شک ہو پس پرہیز گاری اس سے بچنا ہے پھر وہ بچنا تین قسم پر ہے واجب اور مستحب اور مکروہ پس واجب بچنا اس چیز سے ہے کہ اس کے کرنے سے حرام چیز کا ارتکاب لازم آئے اور مستحب بچنا اس شخص کے معاملے سے ہے جس کا اکثر مال حرام ہو اور مکروہ بچنا رخصتوں شرعیہ سے ہے بطور حقارت کے۔ (فتح)

١٩١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ

١٩١١۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو اور تیری بی بی کو دودھ پلایا ہے تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے یہ حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا اور تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ

أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ.

پلایا ہے اور اس کی بی بی ابو اہاب کی بیٹی تھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شبہے کی چیز سے بچنا چاہیے اس واسطے کہ آپ ﷺ کے قول کیف و قد قیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت سے جدا ہونے کا حکم کیا تو اس عورت کے اس کہنے کے سبب سے کیا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے پس احتمال تھا کہ یہ بات اس کی صحیح ہو پس حرام کا مرتکب ہوگا پس حکم کیا اس کو ساتھ جدا کرنے عورت کے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ ایک عورت کی شہادت قبول کی اس وجہ سے کہ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

١٩١٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ

١٩١٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے سو اس کو لے لینا سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے کہ میرے بھائی نے مجھ کو اس کی وصیت کی تھی سو کھڑا ہوا عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس جھگڑتے گئے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فرش پر پیدا ہوا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بچھونے والے کا ہے یعنی لڑکے کا مالک وہی ہے جس کے نیچے اس کی ماں ہو خواہ نکاح سے ہو یا ملکیت سے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے یا محرومی ہے میراث اور نسب سے یعنی اس لڑکے کی نسب اس

بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

سے ثابت نہیں ہوتی پھر آپ ﷺ نے اپنی بی بی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تو اس سے پردہ کر بسبب اس کے کہ دیکھی آپ ﷺ نے مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے سو نہ دیکھا اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو یہاں تک کہ مرگیا۔

فائدہ: اور وجہ دلالت کی اس حدیث سے آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ باوجودیکہ آپ ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اس کا بھائی ہے اور اس کے باپ کے نطفے سے ہے لیکن چونکہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے ساتھ مشابہ ہے تو سودہ کو حکم کیا کہ اس سے پردہ کرے واسطے احتیاط کے اکثر کے قول پر اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے کہ اس حدیث کو اس باب سے کچھ تعلق نہیں اور جواب دیا ہے ابن تین نے ساتھ اس کے کہ مشبہ وہ چیز ہے کہ ایک وجہ سے حلال کے مشابہ ہو اور ایک وجہ سے حرام کے مشابہ ہو اور بیان اس کا اس قصے سے یہ ہے کہ لاحق کرنا اس لڑکے کا ساتھ زمعہ کے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ سودہ رضی اللہ عنہا اس سے پردہ نہ کرے اور مشابہ ہونا اس کا ساتھ عتبہ کے چاہتا ہے اس کو کہ اس سے پردہ کرے اور ابن قصار نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ اس واسطے کرایا تھا کہ خاوند کو جائز ہے یہ کہ اپنے بیوی کو اس کے بھائی وغیرہ قرابتوں سے منع کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ واجب ہوا یہ واسطے سخت ہونے امر حجاب کے بیچ بیبیوں آپ ﷺ کی کے اور اگر اس کی طرح اور کسی کے حق میں اتفاق پڑے تو پردہ واجب نہیں جیسے کہ واقع ہوا ہے واسطے اعرابی کے کہ کہا واسطے اس کے کہ شاید کہ کسی رگ نے اس کو کھینچا ہوگا۔

١٩١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أُسَمِّ عَلَيْهِ وَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ قَالَ لَا تَأْكُلْ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ

١٩١٣۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے تیر بے پر کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ اپنی تیزی سے پہنچے یعنی اپنی تیزی سے شکار کو زخمی کر ڈالے تو اس کو کھا اور اگر اس کو اپنی چوڑان سے پہنچے یعنی شکار کو اس طرح لگے کہ اس کو زخمی نہ کرے تو اس کو نہ کھا اس واسطے کہ وہ وقیذ ہے یعنی مردار ہے اس کا کھانا درست نہیں ہے پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور اللہ کا نام لیتا ہوں پھر میں اس کے ساتھ شکار پر ایک اور کتا پاتا ہوں کہ میں نے اس پر بسم اللہ نہیں پڑھی اور میں نہیں جانتا کہ دونوں میں سے کس نے اس کو پکڑا ہے

عَلَى الْآخَرِ.

فرمایا کہ نہ کھا تو نے تو صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے اور تو نے دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: وجہ دلالت کی اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ تو نے تو صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے پر نہیں پڑھی پس بیان کی واسطے اس کے وجہ منع ہونے کی اور وہ ترک کرنا بسم اللہ کا ہے اور بعض استدلال کرتے ہیں اس سے اوپر ذریعہ کے اور وہ بہت بعید بات ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پرہیز کی جاتی ہے شبہات سے

١٩١٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَّسْقُوْطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ.

۱۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری ہوئی کھجور پر سے گزرے سو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور زکوۃ کی ہو تو میں اس کو کھا لیتا اور کہا ہمام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بچھونے پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں۔

فائدہ: اس دوسری روایت کے بیان کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ اس میں تعین ہے اس جگہ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کھجور پڑی دیکھی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا تھا اور باوجود اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ کھایا اور یہ نہایت تقوی اور پرہیز گاری ہے اور مہلب نے کہا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کی کھجوریں تقسیم کرتے تھے پھر اپنے گھر کی طرف پھرتے تھے سو صدقہ کی کھجوروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کے ساتھ کوئی کھجور لگی رہتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر گر پڑتی تھی نہیں تو کیا فرق ہے درمیان اس کے اور درمیان گوشت کھانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چیز سے کہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا میں کہتا ہوں کہ نہیں منحصر ہے وجود کسی چیز کا صدقہ کی کھجوروں سے بیچ غیر گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکہ اس تاویل کی حاجت ہو بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ کھجور اٹھائی گئی طرف اس شخص کی کہ مستحق ہے صدقہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے اور موخر ہوا سپرد کرنا اس کا واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف اٹھائی گئیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تقسیم کیا تو کچھ اس سے باقی رہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نہ سوئے تو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا تو فرمایا کہ میں نے ایک کھجور پڑی پائی سو میں نے اس کو کھا لیا پھر یاد کیں میں نے کھجوریں کہ ہمارے پاس صدقہ کی کھجوروں میں تھیں سو میں نہیں

جانتا کہ یہ کھجور صدقے کی کھجوروں میں سے تھی یا میرے گھر والی کھجوروں میں سے پس اس فکر نے مجھ کو بیدار کیا اور یہ محمول ہے تعدد واقع پر اور یہ کہ جبکہ آپ ﷺ کو پڑی کھجور کھانے کا اتفاق ہوا جیسے کہ اس حدیث میں ہے اور اس نے آپ ﷺ کو قلق میں ڈالا تو اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ایسی چیز دیکھتے تھے کہ جس میں کہ تردد ہو تو اس کو احتیاط کے واسطے ترک کر دیتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے وقت تشریع کے مقام میں ہوں اور ترک کی حالت میں اپنے خاص نفس میں ہوں اور مہلب نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اس کو تقویٰ کی وجہ سے چھوڑا تھا اور یہ چھوڑنا واجب نہیں اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ جو چیز کہ آدمی کے گھر میں ہے وہ اس کو مباح ہے یہاں تک کہ قائم ہو کوئی دلیل اوپر اس کے حرام ہونے کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ پر تھوڑا صدقہ بھی حرام ہے پس بہت صدقہ بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں دیکھتا ہے وسوسوں اور مانند اس کی کو شبہات سے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے تشدد کرنے سے ورع میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ورع کی کئی قسمیں ہیں ایک ورع صدیقوں کی ہے اور وہ ترک کرنا ہے اس چیز کا کہ نہ کھائے بغیر نیت قوت عبادت کے اور ایک ورع متقیوں کی ہے اور وہ چھوڑنا ہے اس چیز کا کہ اس میں شبہ نہیں ہے لیکن خوف کرتا ہے کہ آخر کو حرام تک کھینچے اور ایک ورع صالحین کی ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ راہ پائے طرف اس کی احتمال تحریم کا بشرطیکہ اس احتمال کا کوئی موقع ہو اور اگر اس کا کوئی موقع نہ ہو تو وہ وسواس والوں کی ورع ہے اور اس کے سوا گواہوں کی ورع ہے اور وہ ترک کرنا اس چیز کا ہے کہ گواہی کو ساقط کرے یعنی عام ہے کہ یہ چیز متروک حرام ہو یا نہیں اور غرض امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس جگہ بیان ورع وسواس والوں کی ہے مانند اس شخص کی کہ شکار کھانے سے باز رہے اس خوف سے کہ یہ شکار کسی آدمی کا ہوگا پھر اس سے چھوٹ گیا اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑے خریدنا اس چیز کا کہ محتاج ہے طرف اس کی مجہول آدمی سے کہ نہیں جانتا ہے کہ کیا مال اس کا حلال سے ہے یا حرام سے ہے اور نہیں ہے اس جگہ کوئی نشانی کہ دلالت کرے ثانی پر اور مانند اس شخص کی کہ چھوڑ دے اس چیز کو کہ اس میں حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہ بالاتفاق ضعیف ہے اور واسطے نہ دلیل پکڑنے ساتھ اس کے اور اس کی اباحت کی دلیل قوی ہو اور اس کی تاویل منع یا بعید ہے پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں دو حدیثیں بیان کیں پہلی حدیث یہ ہے۔

١٩١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

١٩١٥۔ عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہا انہوں نے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کی شکایت ہوئی کہ نماز میں کوئی چیز پاتا ہے یعنی اس

وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا أَيَقْطَعُ الصَّلَاةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ إِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ أَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ.

کو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز اس کے پیچھے سے نکلی ہے یا نہیں کہ کیا وہ نماز کو توڑ ڈالے فرمایا نہ توڑے نماز کو یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے یعنی جب پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے اور اس سے وضو ٹوٹنے کا شبہ پڑے تو نماز کو نہ توڑے اور کہا ابن ابوحفص نے زہری سے کہ نہیں ہے وضو مگر اس چیز میں کہ پائے بدبو کو یا سنے آواز کو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض شبہ کا کچھ اعتبار نہیں اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ محض وسوسہ ہے وفیہ المطابقة للترجمة اور دوسری حدیث عام ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور پہلی حدیث خاص ہے واسطے اس کے کہ نماز میں ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اکثر اوقات آدمی سے نماز کی حالت میں ہی ہوا نکلتی ہے بخلاف اور توڑنے والی چیزوں کے کہ وہ نہیں ہجوم کرتی ہیں اس پر مگر نادر اور نہیں مراد ہے حصر کرنا نقض وضو کا ساتھ وجود ہوا کے۔ (فتح)

١٩١٦۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ أَذَكَرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ.

١٩١٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ اللہ کا نام لینا ذبح کی صحت کے واسطے شرط نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بسم اللہ کہنا نہیں شرط ہے بیچ جائز ہونے کھانے کے ذبیحہ سے وسیاتی تقریرہ وسائر مباحثه فی کتاب الذبائح مستوفی انشاء اللہ تعالی اور یہ حدیث اصل ہے بیچ حسن ظن رکھنے کے ساتھ مسلمان کے اور یہ کہ سب کام اس کے محمول ہیں کمال پر خاص کر اس زمانے کے لوگ کہ ان کے کام تو بطریق اولیٰ کمال پر محمول ہیں (فتح) اور اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ سائلوں کو معلوم تھا کہ ذبیحہ کو بدون بسم اللہ کے حلال نہ جانتے تھے نہیں تو وسوسہ کہ کوئی جگہ نہ تھی اور نہ آپ ﷺ سے پوچھتے اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں لانا اس پر ناطق ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی

۱۹۱۷۔ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾.

۱۹۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک قافلہ شام سے غلہ لایا تو لوگ اس کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ باقی نہ رہے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی۔

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ تجارت اگرچہ ممدوح ہے اس اعتبار سے کہ وہ حلال کسبوں سے ہے پس تحقیق مذمت کی جاتی ہے جبکہ مقدم کی جائے اس چیز پر کہ واجب ہے مقدم کرنا اس کا اوپر اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ نہیں پرواہ کرتا اس کی کہ اس نے مال کو کہاں سے کمایا حلال سے یا حرام سے

فائدہ: یہ باب اشارہ ہے طرف مذمت ترک کرنے کی کوشش کے کسبوں میں۔ (فتح)

۱۹۱۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِّنَ الْحَرَامِ.

۱۹۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا اس چیز کی کہ اس نے لیا اس کو کہ وہ حلال سے ہے یا حرام سے

فائدہ: یعنی بے دینی حاصل ہوگی مال حاصل کرنے میں شدت حرص اور ضعف ایمان کے سبب سے حلال اور حرام میں کچھ تمیز باقی نہ رہے گی خواہ رشوت سے ملے خواہ خرچی خواہ چوری سے خواہ سود خوری خواہ ظلم خواہ دغا بازی سے ملے چنانچہ اس زمانے کا حال ہے کہ مال کو جس طرح سے پاتے ہیں سمیٹ جاتے ہیں موت اور قیامت سے خبر نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں آیا ہے کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کہاں سے مال کو لیا حلال سے یا حرام

سے اور ابن تین نے کہا کہ خبر دی ساتھ اس کے آپ ﷺ نے واسطے ڈرانے کے مال کے فتنے سے اور یہ حدیث نبوت کے دلائل سے ہے واسطے خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ آئندہ حالات کے جو آپ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے اور وجہ مذمت کی برابری کرنی ہے درمیان دونوں امروں کے نہیں تو حلال کا لینا برابر نہیں خواہ کسی جگہ سے کمائے واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَزِّ

باب ہے بیان میں تجارت کے بیچ کپڑے وغیرہ کے

فائدہ: اور لفظ ''بز'' میں اختلاف ہے اکثر کے نزدیک یہ لفظ زاء کے ساتھ ہے لیکن نہیں ہے حدیث میں وہ چیز کہ خاص کر اس پر دلالت کرے بلکہ بطریق عام ہونے مباح کسبوں کے اور ابن عساکر نے کہا کہ لفظ ''بو'' کو را کے ساتھ پڑھنا زیادہ تر لائق ہے ساتھ مواخاۃ آئندہ باب کے جو کہ بعد ایک باب کے ہے اور وہ دریا میں تجارت کرنی ہے (فتح) اور را کے ساتھ اس کے معنی یہ ہیں کہ جنگل وغیرہ میں تجارت کرنے کا بیان لیکن حدیث میں جنگل کی تجارت کا بھی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے اگرچہ ظاہر بھی ہے اور اس کا مقابلہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ (تیسیر)

وَقَوْلِهِ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ﴾

یعنی اور اس آیت کی تفسیر کا بیان کہ اہل تقویٰ کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ان کو سوداگری اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو فرض نماز سے (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُوْنَ وَيَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللهِ.

اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے اور خرید وفروخت کرتے تھے لیکن جبکہ پیش آتا تھا ان کو کوئی حق حقوق اللہ سے تو نہ باز رکھتی تھی ان کو تجارت اور نہ بیع اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ اس کو اللہ کی طرف ادا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بازار میں تھے پس نماز کی تکبیر ہوئی سو لوگوں نے اپنی دکانیں بند کیں اور مسجد میں داخل ہوئے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ان میں اتری اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ لوگ بازار میں خرید وفروخت کرتے تھے اور فرض نماز کو جماعت سے نہ چھوڑتے تھے۔ (فتح)

۱۹۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ كُنْتُ أَتَّجِرُ فِي الصَّرْفِ

۱۹۱۹۔ ابو منہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں صرف نقد بیع کیا کرتا تھا یعنی بیع نقد کی ساتھ نقد کے جیسے بیع روپیہ کی ساتھ روپیہ کے یعنی صرافی کی دکانیں کیا کرتا تھا سو میں نے براء

فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ كَانَ نَسِيئًا فَلَا يَصْلُحُ.

اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے سو ہم نے آپ ﷺ سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کچھ ڈر نہیں یعنی درست ہے اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں۔

فائدہ: یہ جو ابو المنہال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے تو اس سے بطور عموم کے ثابت ہوا کہ جنگل میں بھی تجارت کرنی درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾.

تجارت کے واسطے باہر نکلنے کا بیان اور بیان اس آیت کا کہ جب نماز تمام ہو چکے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ اباحت ہے بعد حرمت کے یعنی اس سے پہلے نماز کے تمام ہونے تک تجارت حرام تھی پھر نماز کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا کہ جائز ہے مانند اس آیت کی کہ جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو اور ابن منیر نے حاشیہ میں کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ سوداگری کے واسطے چلنا پھرنا اور سفر کرنا درست ہے اگرچہ دور دراز ہو برخلاف اس شخص کے جو تکبر سے بازار میں نہیں جاتا کما سياتي انشاء الله تعالى (فتح) اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے واسطے باہر نکلنا درست ہے۔ (تیسیر)

۱۹۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ

۱۹۲۰۔ عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی سو ان کو اجازت نہ ہوئی اور شاید کہ عمر رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ وَكَأَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ أَبُوْ مُوْسٰی فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ ائْذَنُوْا لَهٗ قِیْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَأْتِیْنِیْ عَلٰی ذٰلِكَ بِالْبَیِّنَةِ فَانْطَلَقَ إِلٰی مَجْلِسِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا یَشْهَدُ لَكَ عَلٰی هٰذَا إِلَّا أَصْغَرُنَا أَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ فَذَهَبَ بِأَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فَقَالَ عُمَرُ أَخَفِیَ هٰذَا عَلَیَّ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِی الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ یَعْنِی الْخُرُوْجَ إِلٰی تِجَارَةٍ.

گھبرائے یا اپنے کام سے فارغ ہوئے پھر کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی یعنی سنی ہے ان کو اجازت دو کہ اندر آئیں کسی نے کہا کہ وہ پھر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم کس واسطے پھر گئے اور میرے پاس اندر نہ آئے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو یہی حکم تھا کہ بے اجازت کسی کے گھر میں نہ جائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اس پر میرے پاس گواہ لاؤ کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جانا درست نہیں سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور ان سے یہ معنی پوچھا کہ کیا تم کو اس حدیث کی خبر ہے تاکہ تم میری گواہی دو تو انصار نے کہا کہ نہ گواہی دے گا واسطے تیرے اس معنی پر مگر سب سے زیادہ تر چھوٹا ہمارا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہے یعنی یہ حدیث تو ہمارے درمیان ایسی مشہور ہے کہ اس کو ہمارے لڑکے بھی جانتے ہیں اور انہوں نے بھی اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا پوشیدہ رہی مجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی چیز باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید و فروخت نے یعنی تجارت کے واسطے نکلنا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جب صحابی رضی اللہ عنہ کہے کہ ہم کو اس طرح کا حکم ہوتا تھا تو یہ قول محمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحابی بڑے قدر اور بہت ملازمت والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پوشیدہ رہتی تھی اور وہ اس کو آپ سے کم درجے والے آدمی سے سنتا تھا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک شخص کی حدیث کو قبول نہ کرتے تھے اور یہ دعویٰ ٹھیک نہیں اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے چاہا تھا کہ اس کو خوب ثابت کروں اور پورے فائدے اس کے کتاب الاستیذان میں آئندہ آئیں گے اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ساتھ مشغول ہونے کو کھیل کہا تو اس واسطے کہا کہ باز رکھا اس نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طول

صحبت سے یہاں تک کہ سنی ان کے غیر نے آپ ﷺ سے وہ چیز کہ انہوں نے نہ سنی اور نہیں ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ترک کرنا اصل ملازمت کا اور وہ ایک نسبتی امر ہے اور تھی حاجت عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے نکلنے کے طرف بازار کی واسطے کسب تجارت کے اپنے بال بچوں کے لیے اور واسطے بچنے کے لوگوں کے سوال سے اور جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پس تنہا تھے پس اس واسطے ان کی صحبت آپ ﷺ سے اکثر ہوئی اور ملازمت عمر رضی اللہ عنہ کی پوشیدہ نہیں کما سیاتی فی ترجمة اور لہو مطلق اس چیز کو کہتے ہیں کہ باز رکھے برابر ہے کہ حلال ہو یا حرام اور شرع میں لہو فقط اس چیز کو کہتے ہیں کہ حرام ہو۔ (فتح)

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

دریا میں سوداگری کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونا اور اس کا سفر کرنا درست ہے (فتح)

وَقَالَ مَطَرٌ لَّا بَأْسَ بِهٖ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا ﴿وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾

یعنی اور مطر نے کہا کہ سوداگری کے واسطے دریا میں سوار ہونے کا کچھ ڈر نہیں اور کہا مطر نے کہ نہیں ذکر کیا اس کو اللہ نے قرآن میں مگر ساتھ حق کے یعنی اللہ نے جو تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا قرآن میں ذکر کیا ہے تو اس واسطے ذکر کیا ہے کہ یہ حق ہے اور جائز ہے پھر مطر نے یہ آیت پڑھی کہ دیکھے تو دریا میں کشتیاں کہ آواز سے پانی کو پھاڑتی ہیں تا کہ ڈھونڈو تم فضل اللہ کا یعنی اس کا رزق۔

فائدہ: اور مطر نے اس آیت کو اباحت پر اس واسطے محمول کیا ہے کہ وہ چلائی گئی ہے بیچ مقام احسان کے اور اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو دریا میں سوار ہونے کو منع کرتا ہے (فتح)

وَالْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَآءٌ

اور فلک کہ اس آیت میں واقع ہے کشتیوں کو کہتے ہیں اس کا واحد اور جمع برابر ہے یعنی ایک ہی طرح آتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ الرِّيْحَ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيْحَ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ.

اور مجاہد نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ پھاڑتی ہیں کشتیاں پانی کو ساتھ آواز کے ہوا سے ہوا کو اور نہیں پھاڑتی ہیں کشتیوں سے مگر بڑی کشتیاں۔

فائدہ: اور گویا کہ مجاہد کی مراد یہ ہے کہ پھاڑنا کشتی کا پانی ساتھ آواز کے سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہوا کے واسطے سے ہے اور اس کے قول ولا تمخر الریح الخ کے یہ معنی ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی آواز مگر بڑی کشتیوں سے یا اکثر

اوقات چھوٹی کشتیوں سے حاصل نہیں ہوتی اور ظاہر اور ثواب ہے کہ مجاہد کے قول میں سفن فاعل ہے اور اس کے نون پر پیش پڑھنا چاہیے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے اس واسطے کہ اس میں فعل کو کشتی کی طرف منسوب کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۲۱۔ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ خَرَجَ إِلَى الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بِهٰذَا.

۱۹۲۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مرد کو ذکر کیا جو دریا میں سوار تھا سو اس نے اپنی حاجت پوری کی اور تمام حدیث کو بیان کیا۔

فائدہ: یہ پوری حدیث آئندہ کتاب الکفالہ میں آئے گی اور وہاں اس کی شرح بھی بیان ہوگی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے یعنی ہم کو اس کے ساتھ عمل کرنا درست ہے جبکہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرح میں وہ چیز کہ اس کو منسوخ کر ڈالے خاص کر جبکہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھ کر ذکر فرمایا اور بیچ ثنا کے اس کے فاعل پر اور جو اس کی مانند ہو اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث کے لانے سے یہ ہو کہ دریا کا سوار ہونا ہمیشہ متعارف اور مالوف ہے قدیم زمانے سے پس حمل کیا جائے گا اصل اباحت پر یہاں تک کہ وارد ہو کوئی دلیل اس کے منع پر یعنی اس کے مانع ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ تجارت کے واسطے دریا میں سوار ہونا درست ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا نِ انْفَضُّوْا إِلَيْهَا﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانَ الْقَوْمُ يَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُؤَدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جب دیکھیں سودا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا اور بیان اس آیت کا کہ مرد ہیں کہ نہیں باز رکھتی ہے ان کو تجارت اور بیچ اللہ کے ذکر سے اور قتادہ نے کہا کہ تھے اصحاب تجارت کرتے لیکن جب پیش آتا ان کو کوئی حق اللہ کے حقوق میں سے تو نہ باز رکھتی ان کو تجارت اور نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یہاں تک کہ ادا کرتے اس کو طرف اللہ کی۔

فائدہ: یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے غلطی کاتب سے پھر یہاں دوبارہ لکھا گیا۔ (فتح)

۱۹۲۲۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ وَّنَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾.

۱۹۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام سے قافلہ آیا اور ہم جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ بھاگ گئے مگر بارہ آدمی پس یہ آیت اتری کہ جب دیکھیں سودا بکتا یا تماشا تو بھاگ جائیں طرف اس کی اور چھوڑ دیں تجھ کو کھڑا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾

یعنی باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے

فائدہ: مجاہد سے پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مراد کسب سے اس آیت میں تجارت ہے۔ (فتح)

۱۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا.

۱۹۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے گھر سے کسی کو اللہ کی راہ میں کھانا دے بدون لٹائے تو اس کو ثواب دینے کا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا اور اناج رکھنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہے نہ کم کرے گا ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ یعنی تینوں کو پورا ثواب ملے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے مراد اس آیت سے کسب خاوند سے تجارت وغیرہ ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۲۴۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۱۹۲۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے بدون اجازت اس کی کے تو عورت کو خاوند کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ.

آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کے مال میں سے اسی وقت خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس نے اس کو اس کی اجازت دی ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر جبکہ خرچ کرے اس چیز سے کہ خاص کیا ہوا اس کو خاوند نے ساتھ اس کے جب خرچ کرے اس کو بدون کہے اس کے کے پس تحقیق صادق آتا ہے اس پر ہونا اس کا کمائی خاوند سے پس ثواب دیا جائے گا اوپر اس کے اور ہونا اس کا بغیر اجازت اس کی کے اور احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے اذن دیا ہو لیکن منفی وہ چیز ہے جو بطور تفصیل کے ہو اور ضروری ہے کہ ان دونوں معنوں سے ایک پر حمل کیا جائے نہیں تو پس جس جگہ اس کی اجازت نہ ہوگی نہ بطور اجمال کے اور نہ بطور تفصیل کے تو اس وقت وہ گنہگار ہوگی ثواب دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ اس کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا تو یہ محمول ہے اس پر جبکہ نہ ہو وہاں کوئی کہ اس کو خیرات کے جاری کرنے پر مدد دے برخلاف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس میں خاوند کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نصف کے معنی یہ ہیں کہ مرد اور عورت کا ثواب جبکہ دونوں جمع ہوں تو ہوگا عورت کے واسطے آدھا اس سے پس واسطے ہر ایک کے پورا ثواب تو گویا کہ وہ دو نصف ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

جس کو خوش لگے کہ میری روزی کشادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے قرابتی لوگوں کی خبر گیری کرے

فائدہ: اور سمجھی جاتی ہے اس سے یہ بات کہ یہ محبت رکھنی جائز ہے کہ میری روزی کشادہ ہو برخلاف اس کے جو اس کو مطلق برا جانتا ہے۔ (فتح)

١٩٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

١٩٢٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی زیادہ ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے یعنی اگر محتاج ہے تو ان کے کھانے کپڑے کی خبر لے اور اگر محتاج نہیں تو اور طرح سے سلوک کرتا رہے تحفے دیا کرے محبت سے ملے۔

فائدہ: علماء نے کہا کہ رزق کشادہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور عمر کے زیادہ

ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن میں قوت حاصل ہوتی ہے اس واسطے کہ برادری سے سلوک کرنا صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے پس زیادہ ہوتا ہے مال ساتھ اس کے اور پاک ہوتا ہے اس واسطے کہ آدمی کی روزی اپنی ماں کے پیٹ میں لکھی جاتی ہے پس اس واسطے حاجت ہوئی طرف اس تاویل کی اور یا معنی یہ ہیں کہ لکھی جاتی ہے مقید ساتھ شرط کے مانند اس کی کہ کہا جاتا ہے کہ اگر اپنی برادری سے سلوک کرے گا تو اس کو اتنی روزی ملے گی نہیں تو اتنی اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور عجب بات کہی حکیم ترمذی نے پس کہا کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ وہ برزخ میں کم رہتا ہے اور ابن قتیبہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ لکھی جاتی ہو واسطے آدمی کے عمر ایک سو برس اور تزکیہ بیس برس پس اگر برادری کی خبر گیری کرے تو تزکیہ بڑھ جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اس کے غیر نے کہا کہ جو فرشتہ کہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کے پاس جو چیز لکھی ہے وہ غیر اس چیز کے ہو جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے سو جو چیز کہ فرشتے کے پاس لکھی ہے اس میں بدلنا راہ پاتا ہے یعنی وہ کم وبیش ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے نزدیک معلوم ہے وہ کم وبیش نہیں ہوتا اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ معاملات ظاہر پر محمول ہیں اور معلوم باطن پوشیدہ ہے پس یہ ظاہر جس پر کہ فرشتہ واقف ہوا ہے یہی ہے جس میں کہ کمی وبیشی اور محو اور اثبات داخل ہوتی ہے اور حکمت اس میں پہنچانا اس کا ہے طرف مکلف کی تاکہ جانے ثواب جوڑنے کا اور گناہ توڑنے کا اور تفصیل اس مسئلہ کی کتاب القدر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ

خریدنا نبی ﷺ کا اناج کو ساتھ وعدے کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وعدے سے خریدنا بالاجماع جائز ہے میں کہتا ہوں کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے خیال کیا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ آپ ﷺ نے وعدے سے نہیں خریدا اس واسطے کہ وہ قرض ہے سو ارادہ کیا انہوں نے یہ کہ اس خیال کو دفع کرے۔ (فتح)

۱۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِّنْ يَهُودِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيدٍ.

۱۹۲۶۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک ابراہیم نخعی کے رہن کو بیع میں تو انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بیشک آپ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ساتھ وعدے ایک مدت معلوم کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مول لینا کچھ ساتھ وعدے کے۔ (ق)

۱۹۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ أَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَّإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَّهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَّلَا صَاعُ حَبٍّ وَّإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ.

۱۹۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور چربی بدبودار لائے اور حالانکہ گروی رکھی تھی آپ ﷺ نے اپنی زرہ مدینے میں ایک یہودی کے پاس اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جو لیے تھے اور بیشک میں نے آپ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد ﷺ کے ایک صاع گیہوں کے نے اور نہ ایک صاع کسی اور اناج کی نے اور حالانکہ آپ ﷺ کے پاس نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وعدے سے خریدنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

کمانا مرد کا اور عمل کرنا اس کا اپنے ہاتھ سے

فائدہ: عطف عمل کسب پر عطف خاص کا ہے عام پر اس واسطے کہ کسب عام ہے اس سے کہ ہاتھ سے ہو یا اس کے غیر سے اور علماء کو اختلاف ہے افضل کمائیوں میں کہ سب کمائیوں میں افضل کمائی کون سی ہے اور ماوردی نے کہا کہ اصول کمائیوں کی کھیتی باڑی اور سوداگری اور صنعت ہے اور اشبہ ساتھ مذہب شافعی کے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں کا تجارت ہے اور کہا کہ راجح تر نزدیک میرے یہ ہے کہ پاک تر کسبوں سے کھیتی ہے اس واسطے کہ وہ اقرب ہے طرف توکل کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی نے ساتھ حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کے جو اس باب میں ہے کہ پاکیزہ ترین وہ کسب ہے کہ ہاتھ کے عمل سے ہو پس اگر وہ کھیتی کرنے والا ہو تو سب کسبوں سے زیادہ تر پاکیزہ ہے اس واسطے کہ شامل ہے وہ عمل ہاتھ کو اور اس واسطے کہ اس میں توکل ہے اور اس واسطے کہ اس میں نفع عام ہے واسطے آدمیوں کے اور چارپائیوں کے اور اس واسطے کہ ضروری ہے اس میں عادت میں یہ کہ کھایا جائے اس سے بغیر عوض کے میں کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ تر ہاتھ کا عمل وہ ہے کہ کمایا جائے کافروں کے مالوں سے ساتھ جہاد کے اور یہی کسب ہے آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور وہ سب کسبوں سے افضل ہے اس واسطے کہ اس میں بلند کرنا ہے کلمہ اللہ کا اور اس کے دشمنوں کے کلمہ کو ذلیل کرنا ہے اور اس میں نفع آخرت کا ہے اور جو اپنے ہاتھ سے

کسب کرے تو اس کے حق میں کھیتی کرنی افضل ہے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے اس کو ذکر کیا میں کہتا ہوں کہ وہ مبنی ہے اس پر کہ بحث کی ہے اس نے بیچ اس کے کہ اس میں نفع متعدی ہے یعنی اس سے غیر کو بھی نفع پہنچتا ہے اور نفع متعدی صرف کھیتی میں ہی بند نہیں بلکہ جو کوئی ہاتھ کے کسب سے کمائے اس کا نفع متعدی ہے اور اس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچتا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں تیار کرنا ہے اسباب اس چیز کا کہ محتاج ہیں طرف اس کی لوگ اور حق یہ بات ہے کہ اس کے مرتبے مختلف ہیں اور کبھی مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے یعنی کسی حال میں کوئی کسب افضل ہوتا ہے اور کسی کے حق میں کوئی اور یہ اللہ کو معلوم ہے اور ابن منذر نے کہا کہ ہاتھ کا کسب سب عملوں سے اس وقت افضل ہے جبکہ کسب کرنے والا خیر خواہی کرے جیسے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تصریح آ چکی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی شرط یہ ہے کہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ روزی کسب کے سبب سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے ساتھ اس سبب اور وسیلہ کے اور ہاتھ کے کسب کی فضیلت سے ہے مشغول ہونا ساتھ امر مباح کے اور منہ پھیرنا ہے بے فائدہ کاموں اور کھیل سے اور توڑنا نفس کا ہے ساتھ اس کے اور بچنا ہے ذلت سوال سے اور حاجت سے طرف غیر کی پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیثیں بیان کیں ان میں سے پہلے تجارت کے باب میں ہے اور دوسری زراعت کے باب میں ہے اور تیسری جو اس کے مابعد ہے صنعت میں ہے۔ (فتح)

١٩٢٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَئُونَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ.

١٩٢٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو کہا کہ میری قوم یعنی قریش یا مسلمانوں کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ ایسا نہ تھا کہ میرے عیال کو خرچ سے عاجز کرے اور کفایت نہ کرے یعنی ان کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے خرچ کو کفایت کرتا تھا اور میں مسلمانوں کے کام کے ساتھ مشغول ہوا ہوں سو ابو بکر کے گھر والے اس مال یعنی بیت المال سے کھائیں گے اور وہ مسلمانوں کے واسطے اس میں کام کرے گا یعنی میں جس قدر بیت المال سے کھاؤں گا اس قدر بیت المال کے مال کے ساتھ تجارت کرا کے اس کا نفع اس میں داخل کروں گا اور خیر خواہی میں کوشش کروں گا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ اپنا خرچ اور اپنے عیال کا خرچ اپنے کسب سے کماتے تھے بغیر عاجز ہونے کے یہ تمہید ہے بطور عذر کے اس چیز سے کہ لے اس کو مال مسلمانوں سے جبکہ محتاج ہو طرف اس کی اور ابن

منذر اور ابن سعد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو کہا کہ دیکھو کیا زیادہ ہوا ہے میرے مال میں جب سے کہ میں خلیفہ ہوا ہوں سو بھیج دو اس کو طرف خلیفہ کی کہ میرے بعد ہو سو جب ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوئے تو ہم نے نظر کی تو ناگہاں ایک غلام تھا جو ان کے لڑکوں کو اٹھایا کرتا تھا اور ایک اونٹ تھا جو ان کے باغ کو پانی پلاتا تھا تو ہم نے ان دونوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کہ البتہ محنت میں پڑا ان کے بعد والا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک غلام تھا جو مسلمانوں کے لیے تلواریں بنایا کرتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہوا ہوں تو اس میں اشعار ہے واسطے علت کے اور یہ کہ جو امر مذکور کے ساتھ مشغول ہو وہ لائق ہے ساتھ اس کے کہ وہ اور اس کے گھر والے بیت المال سے کھائیں اور صرف کھانے کو ذکر کیا اور کسی حاجت کو ذکر نہیں کیا تو اس واسطے کہ وہ سب حاجتوں سے اہم اور معظم ہے یعنی اس کی سب حاجتوں سے زیادہ تر حاجت ہے اور ابن تین نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے عامل کو یہ کہ پکڑے عرض کو یعنی چاندی سونے کے سوا اور اسباب کو اس مال کو کہ اس میں کام کرے بقدر حاجت اپنی کے جبکہ اس کے اوپر کوئی امام نہ ہو جو کہ اس کے واسطے اجرت معلوم کو معین کرے میں کہتا ہوں کہ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قصے میں یہ ہے کہ جس قدر ابو بکر رضی اللہ عنہ بیت المال سے لیتے تھے وہ مقرر کیا گیا تھا واسطے ان کے ساتھ اتفاق اصحاب رضی اللہ عنہم کے جیسے کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اگرچہ بظاہر موقوف ہے لیکن وہ ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے ان کو کہ وہ خلافت سے پہلے اپنے اہل کے واسطے کسب کیا کرتے تھے ہوگی مرفوع اس واسطے کہ پھر ہوگی مانند قول صحابی کے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کیا کرتے تھے اور ابن ماجہ وغیرہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بصرے کی طرف تجارت کو نکلے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں سوداگری میں مشغول رہتے تھے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آتی ہے کہ اصحاب اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور یہی بھید ہے بیچ لانے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس حدیث کو پیچھے حدیث اس کی کے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ (فتح)

۱۹۲۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ يَكُوْنُ

۱۹۲۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنی جانوں کے واسطے کسب کیا کرتے تھے اور اسی حال سے جمعہ کی طرف آتے تھے اور پسینے کے وقت ان کے بدن سے بدبو آتی تھی تو ان کو کہا گیا کہ اگر تم نہاتے تو بہتر ہوتا۔

لَهُمْ أَرْوَاحٌ فَقِيلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ سے کسب کرنا افضل ہے۔

۱۹۳۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ.

۱۹۳۰۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کوئی کھانا کبھی اپنے ہاتھ سے بہتر کسب سے نہیں کھایا اور البتہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بہتر ہونے کے وہ چیز ہے کہ لازم پکڑتا ہے اس کو کمانا ہاتھ کا لوگوں سے بے پرواہ ہونے سے یعنی آدمی اس میں لوگوں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے سوال کی حاجت نہیں پڑتی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں کمایا مرد نے کچھ پاکیزہ تر اپنے ہاتھ کے کسب سے اور ابن منذر کی ایک روایت میں ہے کہ کسی مرد نے کوئی کھانا اپنے ہاتھ کے کسب سے حلال تر نہیں کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کمزور سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی کیا کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور اس حدیث میں فضیلت ہے ہاتھ سے کسب کرنے کی اور مقدم کرنا اس چیز کا کہ مباشر ہو اس کو آدمی ساتھ نفس اپنے کے اس چیز پر کہ مباشر ہو اس کو ساتھ غیر اپنے کے اور صرف داؤد علیہ السلام کو ذکر کے ساتھ اس واسطے خاص کیا کہ اقتصار کرنا ان کا بیچ کھانے کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاجت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ زمین میں خلیفہ تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا بلکہ انہوں نے تو چاہا تھا کہ افضل طریق سے کما کر کھائیں اس واسطے وارد کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ ان کا بیچ مقام احتجاج کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ مقدم کیا اس کو کہ بہتر کسب ہاتھ کا کسب ہے اور یہ بعد برقرار رکھنے اس کی بنا پر کہ پہلے نبیوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے خاص کر اس وقت جبکہ ہماری شرع میں اس کی مدح وارد ہوئی ہو باوجود عام ہونے اس آیت کے کہ ان کے طریقے کی پیروی کر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسب کرنا توکل میں قدح نہیں کرتا یعنی توکل کے مخالف نہیں۔ (فتح)

۱۹۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک داؤد علیہ السلام نہ

الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دَاوٗدَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ.

کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔

١٩٣٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ أَوْ يَمْنَعَهٗ.

١٩٣٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے کسی کے سوال کرنے سے کہ وہ اس کو دے یا نہ دے۔

١٩٣٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهٗ.

١٩٣٣۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی رسیاں لے یعنی لکڑیوں کا گٹھا لائے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لوگوں کے سوال کرنے سے۔

فائدہ: یہ پوری حدیث اپنی شرح کے ساتھ کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عَفَافٍ.

خرید وفروخت میں نرمی کرنے کا بیان یعنی خرید وفروخت کے واسطے لین دین میں نرمی کرے سختی نہ کرے اور نہ جھگڑے، اور جو کسی سے اپنا حق چاہے تو چاہیے کہ پرہیز گاری سے چاہے یعنی اس کو فحش اور ناجائز بات نہ کہے۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس چیز کی کہ جو ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی سے اپنا حق مانگے تو چاہیے کہ مانگے بیچ پرہیز گاری کے کہ پوری ہو یا نہ پوری ہو۔ (فتح)

١٩٣٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ

١٩٣٤۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحمت کرے اس شخص کو کہ نرمی کرتا ہے جبکہ

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى.

بیچتا ہے اور جبکہ خرید تا ہے اور جبکہ تقاضا کرتا ہے یعنی نرمی کے ساتھ اس سے اپنا حق مانگتا ہے اس سے چمٹتا نہیں۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ترغیب ہے اوپر نرمی کرنے کے معاملے میں اور استعمال کرنے معانی اخلاق کے اور ترک کرنے جھگڑے کے اور رغبت دلانا ہے اس پر کہ مطالبہ میں لوگوں پر تنگی نہیں کرنی چاہیے۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوْسِرًا
مالدار کو مہلت دینے والے کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور اس کے حکم کا اور علماء کو مالدار کی حدیث میں اختلاف ہے سو بعض تو کہتے ہیں کہ مالدار وہ ہے کہ ہو اس کے پاس خرچ اپنا اور خرچ اس شخص کا کہ لازم ہے اس پر نفقہ اس کا اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ مالدار وہ آدمی ہے کہ اس کے پاس پچاس درہم ہوں یا اس کی قیمت کا سونا اور امام شافعی نے کہا کہ کبھی ہوتا ہے آدمی مالدار ساتھ ایک درہم کے باوجود قدرت کسب کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ ہزار درہم کے فقیر بسبب ضعف اپنے کے بیچ جان اپنی کے اور بہت ہونے عیال اس کے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مالدار اور تنگدست عرف پر موقوف ہے سو جو اپنے مانند کی نسبت سے مالدار گنا جائے تو وہ مالدار ہے اور برعکس اس کے اور پہلی تعریف واسطے اس آدمی کے ہے جس کو سوال کرنا اور خیرات لینا جائز ہے۔ (فتح)

١٩٣٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوْا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِيْ أَنْ يُنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَأُنْظِرُ الْمُعْسِرَ وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ أَبُوْ

١٩٣٥۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی امت کے ایک مرد کی روح کے پاس فرشتے آئے تو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے تو اس نے کہا کہ میں اپنے خادموں کو حکم کرتا تھا یہ کہ مالدار کو مہلت دیں اور اس سے درگزر کریں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس فرشتوں نے اس سے درگزر کی اور اللہ نے اس کو بہشت میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار پر آسانی کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ میں مالدار سے قبول کرتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا۔

عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ أَنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَأَقْبَلُ مِنَ الْمُوْسِرِ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تم سے اگلی امت میں ایک مرد تھا اس کے پاس فرشتہ آیا کہ اس کی روح کو قبض کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سو کہا گیا کہ دیکھ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی نیک عمل کیا ہو سوائے اس کے پھر باقی حدیث بیان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالدار کو مہلت دینے کی بڑی فضیلت ہے وفيه المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا

تنگدست کو مہلت دینے کا بیان یعنی اس کی فضیلت کا بیان

۱۹۳۶۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ.

۱۹۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرد تھا کہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا سو جب تنگدست کو دیکھتا تھا تو اپنے خادموں سے کہتا تھا کہ اس سے درگزر کرو شاید کہ اللہ ہمارے عذاب سے درگزر کرے سو اللہ نے اس سے درگزر کی۔

فائدہ: اس حدیث سے اور جو اس سے پہلے باب میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ جب نیکی محض اللہ کے واسطے ہو تو بہت گناہوں کو دور کر دیتی ہے اگرچہ وہ نیکی تھوڑی ہو اور یہ کہ جو آدمی کہ اس کے ساتھ حکم کرے اس کو بھی ثواب ہوتا ہے اگرچہ خود اپنے ہاتھ سے نہ دے اور یہ سب بعد مقرر رکھنے اس بات کے ہے کہ پہلے نبیوں کی شرع ہماری شرع میں مدح کے سیاق میں واقع ہو تو وہ حسن ہے نزدیک ہمارے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

باب ہے اس بیان میں جبکہ بیان کریں بائع اور مشتری عیب مبیع اور ثمن کو اور نہ چھپائیں اس کو اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں تو ان کے واسطے برکت ہوتی ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا یہ ہے کہ مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرٰى مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَدَّآءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِنَ الْمُسْلِمِ لَا دَآءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ.

اور ذکر کیا جاتا ہے عذاء بن خالد سے کہ آپ ﷺ نے میرے واسطے لکھایا کہ یہ خط خرید نے آپ ﷺ کا ہے عذاء بن خالد سے یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان سے نہ اس میں بیماری ہے اور نہ پلیدی اور نہ گناہ۔

فائدہ: مراد بیماری سے عیب ہے اور مراد ساتھ اس کے عیب باطن کا ہے برابر ہے کہ اس سے کوئی چیز ظاہر ہو یا نہ اور ابن منیر کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ مراد آپ ﷺ کے قول لا داء سے مطلق بیماری مانند درد پیٹ کی اور کھانسی کی نفی نہیں بلکہ مراد وہ بیماری ہے کہ بائع خریدار کو اس کی اطلاع نہ دے اور اگر اس کو عیب کی اطلاع دے دے تو پھر گناہ نہیں اور مراد پلیدی سے برے اخلاق ہیں مانند بھاگنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اس سے حرام ہے اور ابن عربی نے کہا کہ داء وہ ہے جو پیدائش میں ہو اور پلیدی وہ جو عادت میں ہو اور غائلہ وہ سکوت کرنا بائع کا ہے اس چیز پر کہ جانتا ہے مکروہ سے بائع میں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد غائلہ سے فسق و فجور ہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ غلام اچھا ہے عیب دار نہیں اور اس بیع میں طرفین سے دغا اور فریب نہیں اور یہ اشارہ ہے ساتھ رعایت خیر خواہی اور حقوق اسلام کے اس بیع میں طرفین سے اور اس میں ابتدا کرنا ہے ساتھ اس میں مفعول کے شرطوں میں جبکہ ہو وہ خریدار اور آپ ﷺ نے یہ بات لکھی اور حالانکہ آپ ﷺ پر عہد کا توڑنا جائز نہیں واسطے تعلیم خلق کے پھر یہ عہد لکھنا بطور استحباب کے ہے اس واسطے کہ کبھی اکثر خرید و فروخت بغیر عہد کے ہوتا ہے اور اس میں لکھنا اپنے نام کا ہے اور اپنے باپ کے نام کا جبکہ مشہور ہو ساتھ ایک صفت کے کہ خاص کرے اس کو اور بیع و شراء میں فرق نہیں بلکہ دونوں کا ہی حکم ہے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بائع آپ ﷺ تھے اور مشتری عداء تھا اور ترکیب مقلوب ہے۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْإِبَاقُ وَقِيْلَ لِإِبْرَاهِيْمَ إِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّيْ آرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَآءَ أَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ جَآءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهٗ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً.

اور قتادہ نے کہا کہ مراد ساتھ غائلہ کے زنا اور چوری اور بھاگنا ہے اور ابراہیم سے کہا گیا کہ بعض بیچنے والے نام رکھتے ہیں طویلہ کا خراسان اور سجستان پس کہتے ہیں کہ یہ جانور خراسان سے کل آیا تھا اور یہ سجستان سے آج آیا ہے تو ابراہیم نے اس کو سخت مکروہ جانا۔

فائدہ: اری کے معنی اصطبل ہیں یعنی طویلہ اور بعض کہتے ہیں کہ چارپایوں کے گھاس کھانے کی جگہ کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اری ایک رسی ہے کہ زمین میں دبائی جاتی ہے اور اس کی ایک طرف ننگی رکھی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ چوپایہ باندھا جائے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بیچنے والے اپنے چوپایوں کے طویلوں کا نام شہروں کے نام سے رکھتے تھے یعنی کہتے تھے کہ یہ طویلہ خراسان کے جانوروں کا ہے یعنی یہ جانور خراسان سے لائے گئے ہیں اور یہ طویلہ بجستان کے جانوروں کا ہے یعنی جو جانور کہ اس طویلے میں ہیں وہ بجستان سے لائے گئے ہیں تاکہ فریب اور دھوکہ دیں خریدار کو ساتھ اس کے اور اس کو وہم ڈالیں کہ وہ جانور خراسان اور بجستان سے لایا گیا ہے تو خریدار اس کی حرص کرے اور گمان کرے کہ وہ عنقریب لایا گیا ہے اور ابراہیم نے جو اس کو برا جانا تو اس کا سبب دغا اور فریب اور دھوکہ ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يَبِيْعُ سِلْعَةً يَعْلَمُ أَنَّ بِهَا دَآءً إِلَّا أَخْبَرَهُ

اور عقبہ نے کہا کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی مرد کے یہ کہ بیچے کسی اسباب کو کہ جانتا ہو کہ اس میں عیب ہے مگر یہ کہ اس کو خبردار کر دے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مبیع میں کوئی عیب ہو تو بائع کو اس کا چھپانا درست نہیں۔

۱۹۳۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

۱۹۳۷۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور خریدنے والا مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہیں ہوئے یا یوں فرمایا کہ ان کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پھر اگر ان دونوں نے سچ بولا اور دونوں نے عیب ظاہر کر دیا یعنی بائع نے عیب اپنی چیز کا اور خریدار نے عیب قیمت کا بتلا دیا تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

فائدہ: سچ بولے یعنی بیچنے والے مول کرنے میں اور خریدار نے قیمت کے پورے دینے میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو برکت حاصل ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے اور اگر ایک سے یہ شرط پائی جائے اور دوسرے سے نہ پائی جائے تو کیا سچ کہنے والے کو برکت حاصل ہوتی ہے یا نہیں ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو برکت حاصل ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک کی نحوست دوسرے پر پڑ جائے بایں طور کہ بیع سے برکت دور کی جائے جبکہ ایک سے کذب اور کتمان پایا جائے اگرچہ سچ بولنے والے کو ثواب ہوگا اور جھوٹے کو گناہ ہوگا اور اس حدیث میں ہے کہ دنیا نہیں تمام ہوتا ہے حاصل ہونا اس کا مگر ساتھ نیک

عمل کے اور یہ کہ گناہ کی نحوست دنیا اور آخرت دونوں کی نیکی کو دور کر دیتی ہے اور غرض یہاں اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ برکت دی جاتی ہے واسطے ان کے۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ — ناقص اور عمدہ کھجور ملی ہوئی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: خلط ان کھجوروں کو کہتے ہیں جن میں کئی قسم کی مختلف کھجوریں ملی ہوں اور اکثر اوقات اس کی مانند میں یہ ہے کہ ناکارہ کھجور اکثر ہو عمدہ سے اور فائدہ اس ترجمہ کا دور کرنا وہم اس شخص کا جو وہم کرتا ہے کہ ایسی کھجور کی بیع جائز نہیں واسطے مخلوط ہونے عمدہ اور ناکارہ کھجور کے اس واسطے کہ یہ ملنا بیع میں قدح نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ ظاہر جدا جدا ہے پس یہ عیب نہ گنا جائے گا بخلاف اس کے کہ کھجوروں کو کسی برتن میں ڈال کر رکھے اس طور سے کہ عمدہ کھجور دیکھی جائے اور ناکارہ نظر نہ آئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھجور کو کھجور کے ساتھ کم و بیش بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح درہموں کو بھی بیچنا جائز نہیں اور پوری شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

١٩٣٨۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ

١٩٣٨۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو کھجور جمع کی ملتی تھی اور وہ مخلوط کھجور ہے اور ہم دو صاع کو ایک صاع کے بدلے بیچتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے دو صاع بدلے ایک صاع کے اور نہ دو درہم بدلے ایک درہم کے۔

فائدہ: اور یہ کھجوریں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے اس چیز سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے ان پر کھجوروں خیبر کی سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ناکارہ کھجور کو عمدہ کے ساتھ برابر بیچنا جائز ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي اللَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ — گوشت بیچنے والے اور قصاب کا بیان

١٩٣٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُكْنٰى أَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَّهٗ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَإِنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَدَعَاهُمْ

١٩٣٩۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد آیا جس کی کنیت ابو شعیب تھی سو اس نے اپنے غلام قصاب سے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر جو پانچ آدمی کو کفایت کرے اس واسطے کہ میں چاہتا ہوں کہ بلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور چار آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہوں اس واسطے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک میں بھوک دیکھی ہے یعنی مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک

فَجَآءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ فَأْذَنْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ بھوکے ہیں سو اس نے ان کو بلایا تو ایک مرد ان کے ساتھ اور آیا سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آدمی ہمارے ساتھ اور آیا ہے اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے یعنی کھانا کھانے کی اور اگر تو چاہے تو یہ پلٹ جائے تو اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گوشت بیچنا جائز ہے اور یہ کسب کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ مَا يَمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ دور کرتا ہے جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت سے خرید و فروخت میں

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں حکیم بن حزام کی حدیث بیان کی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں یعنی اس کا ترجمہ باب سے مناسب ہونا ظاہر ہے حاجت بیان کی نہیں۔ (فتح)

۱۹۴۰۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَلِيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

۱۹۴۰۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور خریدار کو اختیار ہے کہ جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں یا یوں فرمایا کہ ان دونوں کو اختیار ہے یہاں تک کہ جدا ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں تو ان کو اس خرید و فروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹائی جاتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو مت کھاؤ سود دوگنا سے دوگنا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو۔

فائدہ: شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف اس چیز کی کہ روایت کی ہے نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ بیاج کھائیں گے اور جو اس کو نہ کھائے گا اس کو اس کا غبار پہنچے گا یعنی اس کا اثر پہنچے گا کہ اس کا وکیل ہوگا یا گواہ تمسک لکھنے والا یا درمیان پڑے گا یا سود خور کے ساتھ معاملہ کرے گا اور ملے گا مال اس کے کے ساتھ مال اس کا اور روایت کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زید

بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ تھا بیاج جاہلیت میں یہ کہ ہوتا تھا واسطے ایک مرد کے دوسرے پر حق ایک مدت معلوم تک اور جب وعدے کا وقت گزر جاتا تھا تو حق دار قرض دار کو کہتا تھا کہ کیا تو حق ادا کرے گا یا بیاج دے گا پس اگر وہ ادا کرتا تھا تو وہ اس کو لے لیتا تھا نہیں تو وہ بیاج دینا منظور کرتا تھا اور وہ حق دار اس کو مہلت اور زیادہ کر دیتا تھا۔ (فتح)

۱۹۴۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ أَمِنْ حَلَالٍ أَمْ مِّنْ حَرَامٍ.

۱۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے کس وجہ سے مال کو لیا ہے کیا حلال سے یا حرام سے۔

فائدہ: یہ حدیث عام ہے بیاج کو بھی شامل ہے پس معلوم ہوا کہ بیاج کا لینا بھی درست نہیں۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔ (ت)

بَابُ آكِلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهٖ وَكَاتِبِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾.

بیاج کھانے والے اور اس کے گواہ اور لکھنے والے کا بیان یعنی ان کے حکم کا بیان اور اصل کلام اس طرح سے ہے کہ باب ہے بیچ گناہ یا مذمت ان لوگوں کے' اور اس آیت کا بیان کہ جو لوگ بیاج کھاتے ہیں نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا اور اس کا حکم اللہ کے اختیار میں ہے اور جو کوئی پھر کرے پس وہی ہیں دوزخ والے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس جن نے کھو دیے کہا کہ یہ حال اس کا اس وقت ہوگا جبکہ قبر سے اٹھایا جائے گا اور قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ بیاج کھانے والوں کی نشانی ہے کہ اٹھائے جائیں گے قیامت کو اس حال میں کہ ان کے

حواس خبط ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ لوگ قبروں سے جلدی نکلیں گے لیکن بیاج کھانے والا بیاج کو اپنے پیٹ میں بڑھاتا ہے پس ارادہ کرے گا جلدی کا پس گر پڑے گا پس ہوگا مانند اس شخص کی کہ اس کے حواس شیطان نے کھو دیے اور طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب ان کو کہا گیا کہ یہ بیاج ہے حلال نہیں تو کہنے لگے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ ہم مول کو بیع کے اول میں زیادہ کریں یا وقت پہنچنے وعدے کے سو اللہ نے ان کو جھٹلایا اور طبری نے کہا کہ اللہ نے صرف بیاج کھانے والے کو ذکر کیا تو یہ اس واسطے کہ جن کے حق میں یہ آیت اتری وہ بیاج کھاتے تھے نہیں تو یہ وعید حاصل ہے واسطے ہر اس شخص کے کہ اس کے ساتھ عمل کرے برابر ہے کہ بیاج کو کھائے یا نہیں۔ (فتح)

١٩٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۱۹۴۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصحاب پر مسجد میں پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی یعنی حکم فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہے۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی۔

١٩٤٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ فَأَخْرَجَانِيْ إِلٰى أَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ فِيْهِ

۱۹۴۳۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا دو مردوں کو کہ میرے پاس آئے تو وہ مجھ کو پاک زمین کی طرف لے گئے سو ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے اس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ میں پتھر ہیں سو جو مرد کہ نہر میں ہے سامنے آیا سو جب اس نے چاہا کہ نہر سے نکلے تو کنارے والے مرد نے اس کے منہ پر پتھر مارا تو اس کو ہٹا دیا جہاں کہ وہ تھا سو جب وہ نکلنے لگتا تھا تو وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا تو وہ پلٹ جاتا تھا اپنے مقام پر تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو ان دونوں مردوں نے کہا کہ جس کو تم نے نہر میں دیکھا وہ سود خور ہے اور بیاج کھاتا ہے۔

بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا
فَقَالَ الَّذِیْ رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور ابن تین نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں گواہ اور لکھنے والے کا ذکر نہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ذکر کرنا ان کا بطور الحاق کے ہے ساتھ کھانے والے کے اس واسطے کہ وہ بیاج کھانے والے کو اس کی مدد کرتے ہیں اور یہ وعید اس پر ہے جو بیاج خور کو اس میں موافق ہو لیکن جو کہ اس کو لکھے اور حاضر ہو اس قصے میں اس غرض سے کہ گواہی دے بنا بر اس کے کہ وہ واقعہ میں ہے تا کہ عمل کیا جائے بیچ اس واقعہ کے ساتھ حق کے تو یہ اچھی نیت ہے اور یہ وعید مذکور میں داخل نہیں۔ اس میں تو صرف وہی داخل ہے جو بیاج والے کی مدد کرے گواہی سے یا لکھنے سے پس یہ بجائے اس شخص کے ہوگا جس نے کہا تھا کہ بیع مانند بیاج کی ہے اور نیز عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اخیر سورہ بقرہ کے نزول کو متضمن ہے اور منجملہ اس کے سے ایک یہ آیت ہے کہ اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود اور ایک یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے ایک مدت مقرر اور معین تک تو اس کو لکھو اور ایک یہ آیت ہے کہ شاہد کر لو جب سودا کرو تو حکم کیا اللہ نے ساتھ کتابت اور گواہی کے بیع میں جس کو حلال کیا پس سمجھایا نہی کو کتابت اور گواہی سے سود میں جس کو حرام کیا اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو وارد ہوئی ہے بیچ حق کاتب اور شاہد کے صریحا سو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے لکھنے والے کو اور اس کے گواہ کو اور فرمایا کہ وہ گناہ میں سب برابر ہیں اور اصحاب سنن نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے کو اور بیاج دینے والے کو اور اس کے گواہ کو اور اس کے کاتب کو اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بیاج کھانے والا اور بیاج کھلانے والا اور گواہ اور کاتب ملعون ہیں اوپر زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ (فتح)

بَابُ مُوْكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوْا

باب ہے بیچ بیان کھلانے والے بیاج کے یعنی بیاج دینے والا بھی بیاج لینے والے کی طرح ہے اور گناہ میں اس کے برابر ہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تم کو یقین ہے پھر اگر تم یہ نہ کرو تو خبر دار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر تم کرتے ہو تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

تم پر آخر آیت تک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اخیر آیت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔

فائدہ: لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ اپنے اصل مال سے زیادہ نہ ہو اور لاتظلمون کے یہ معنی ہیں کہ تم سے اصل مال نہ روکا جائے یعنی قرض دار ایسا نہ کرے کہ اصل مال بھی قرض خواہ کو نہ دے کہ یہ ظلم ہے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ھذہ سے یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وھم لایظلمون تک ہے اور گویا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تفسیر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں یعنی مراد ان آیتوں سے یہ آیتیں ہیں جن کی طرف ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا۔ (فتح)

١٩٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۱۹۴۴۔ عون بن ابی حجیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک غلام سینگی لگانے والا خریدا سو اس کو حکم کیا اس نے ساتھ توڑنے سینگیوں کے سو توڑی گئیں تو میں نے اپنے باپ کو پوچھا کہ آپ نے اس کی سینگیوں کو کیوں توڑا تو انہوں نے کہا کہ منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کے سے اور مول سینگی لگانے کے سے اور منع کیا دوسری عورت کے بدن گودنے اور اس میں نیل بھرنے سے اور بدن گدانے سے اور بیاج کے کھانے اور کھلانے سے اور لعنت کی تصویر بنانے والے پر۔

فائدہ: ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ نے جو سینگیوں کو توڑا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی تحریمی ہے تو ارادہ کیا انہوں نے اکھاڑنے مادہ کا جڑ سے تو گویا کہ انہوں نے سمجھا کہ غلام نہی کی اطاعت نہیں کرتا اور یہ کسب نہیں چھوڑتا اسی واسطے انہوں نے سینگیاں توڑ ڈالیں اور باقی فائدہ اس کے آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو

فائدہ: ابن ابی حاتم نے حسن نے روایت کی ہے کہ یہ قیامت کے دن ہوگا کہ اللہ اس دن بیاج کو اور بیاج

کھانے والے کو مٹا دے گا اور ان کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اخیر کو اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ بیاج اگر چہ بہت ہو اخیر کو کم ہو جاتا ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ نہیں آتے سود خور پر چالیس برس مگر کہ مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

١٩٤٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ.

۱۹۴۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قسم ہے سبب رواج دینے اسباب کے اور دور کرنے والے ہے واسطے برکت کے یعنی تجارت میں جھوٹی قسم کھانے سے سوداگر کو یہ احتمال ہوتا ہے کہ میری بکری خوب ہوتی ہے حالانکہ جھوٹی قسم سے سوداگری میں گھاٹا پڑتا ہے کہ اللہ اس کی برکت کو دور کرتا ہے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ باب سے یہ ہے کہ وہ مانند تفسیر کی ہے واسطے آیت کے اس واسطے کہ ربوٰ زیادت ہے اور محق نقص ہے پس کہا کہ اس طرح جمع ہو گی زیادت اور نقصان آیت میں سو حدیث نے یہ بات واضح کر دی کہ جھوٹی قسم اگر چہ مال کو زیادہ کرتی ہے لیکن وہ برکت کو دور کر دیتی ہے پس اسی طرح یہ آیت ہے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو یعنی مٹاتا ہے برکت کو بیع سے جس میں کہ بیاج ہو اگر چہ اس کی گنتی زیادہ ہو لیکن برکت کا دور ہونا پہنچاتا ہے طرف مٹنے عدد کی دنیا میں یعنی انجام کار میں اس کا مال کم ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کا اجر مٹ جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

بیع میں قسم کھانی مکروہ ہے

فائدہ: یعنی مطلق قسم کھانی مکروہ ہے پس اگر قسم جھوٹی ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قسم سچی ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور سنن میں قیس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ سوداگروں کے تحقیق حاضر ہوتا ہے بیع کو بے فائدہ اور قسم یعنی خرید و فروخت میں اکثر بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں اور بہت جھوٹی قسمیں پیش آتی ہیں سو ملاؤ بیع کو ساتھ خیرات کے یعنی اس سے کچھ اللہ کو بھی دیا کرو تا کہ کفارہ ہو اس کا۔ (فتح)

١٩٤٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً وَّهُوَ فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ

۱۹۴۶۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا اسباب کھڑا کیا اور حالانکہ وہ بازار میں تھا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ مجھ کو اس کے بدلے یہ چیز ملتی تھی جو اس کو نہ ملتی تھی یعنی اس نے جھوٹ بولا کہ مجھ کو اس کی اتنی قیمت ملتی تھی میں نے نہیں دیا تا کہ اس میں کسی مرد مسلمان کو ڈالے

يُعْطِ لِيُوْقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الْآيَةَ.

اور فریب دے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں آخرت میں آخر تک۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جو سبب کہ حدیث میں مذکور ہے وہ خاص ہے اور ترجمہ عام ہے لیکن عموم مستفاد ہے قول اللہ سے آیت میں ساتھ قسموں اپنی کے۔(فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الصَّوَّاغِ

باب ہے بیچ بیان زرگر یعنی سنار کے

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ فائدہ ترجمہ کا واسطے اس زرگری کے اور جو اس کے بعد ہے تنبیہ ہے اس پر کہ یہ کام آپ ﷺ کے زمانے میں تھا اور نبی ﷺ نے اس کو برقرار رکھا باوجودیکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا پس ہوگا علم مانند نفس کی اوپر جائز ہونے اس کے کے اور جو اس کے سوا ہے وہ قیاس سے پکڑا جائے گا۔(فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مکے کی گھاس نہ کاٹی جائے تو نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے یعنی لوہا اور سونا گلانے میں اور گھروں کے واسطے ہے یعنی ان کے گھروں کے چھتوں کے کام آتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے۔

۱۹۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ شَارِفًا مِّنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

۱۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جو مجھ کو مال غنیمت سے حصے میں ملا تھا اور آپ ﷺ نے مجھ کو غنیمت کے پانچویں حصے سے ایک اونٹ دیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ کے پاس داخل ہوں اور ان کو تصریف میں لاؤں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک مرد سنار سے وعدہ کیا یہ کہ میرے ساتھ جائے اور ہم اذخر گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں سے بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيْ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ وَأَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرُسِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ایک یہود کی قوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے معاملہ کرنا سنار سے اگرچہ مسلمان نہ ہو وفیه المطابقة للترجمة۔ (فتح الباری)

۱۹۴۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوْتِنَا فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ أَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا.

۱۹۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مکہ کو حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا اور بے شک مجھ سے پہلے کسی کو مکہ میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد قیامت تک مکہ کسی پر حلال ہو گا صرف میرے واسطے ایک ساعت بھر حلال ہوا سو اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا شکار نہ ہانکا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر مشہور کرنے والے کو کہ ڈھونڈ کر مالک کو پھر پہنچائے تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں کہ وہ ہمارے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر اذخر کی گھاس کاٹنی درست ہے سو عکرمہ نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اس کے شکار کا ہانکنا کیا ہے وہ یہ ہے کہ تو اس کو سائے سے ہٹائے اور خود اس کی جگہ اترے۔

فائدہ: اور غرض ترجمہ کی اس سے ذکر زرگری کا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو برقرار رکھنا یعنی چونکہ زرگری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ زرگری درست ہے وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

لوہار کا بیان یعنی لوہار کا کام کرنا درست ہے

فائدہ: ابن درید نے کہا کہ اصل میں قین لوہار کو کہتے ہیں پھر عرب میں ہر گلانے والے کو قین کہتے ہیں اور گویا کہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس پر کہ ان دونوں کے درمیان مغائرت ہے اور اس باب کی حدیث میں صرف قین کا ذکر ہے یعنی زرگر کا اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لوہار کو بھی اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے حکم میں وسیاتی الکلام علی ھذا الحدیث انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

۱۹۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِيْ حَتّٰى أَمُوْتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيَكَ فَنَزَلَتْ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾.

۱۹۴۹۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت میں ستار تھا یعنی ستار کا کام کیا کرتا تھا اور عاصم بن وائل پر میرا قرض تھا تو میں قرض کے تقاضے کو اس کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں تجھ کو قرض نہیں دوں گا یہاں تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافر ہو جاؤ یعنی اسلام کا دین چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تو میں نے کہا کہ نہیں کافر ہوں گا میں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر تو زندہ ہو کر اٹھایا جائے اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ تا کہ میں مر جاؤں پھر جی کر اٹھایا جاؤں پس عنقریب ہے کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد تو میں تیرا قرض ادا کروں گا تو یہ آیت اتری کہ کیا دیکھا تو نے اس کو جو منکر ہوا ہے ہماری آیتوں سے اور کہا کہ البتہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد۔

فائدہ: کرمانی نے کہا کہ اگر تو کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مر کر جی اٹھنے کے بعد کافر ہونا ممکن نہیں تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا۔ انتہی

بَابُ ذِكْرِ الْخَيَّاطِ — باب ہے کپڑا سینے والے کے بیان میں

فائدہ: خطابی نے کہا کہ باب کی حدیثوں میں دلالت ہے اوپر جائز ہونے اجارے کے اور سینے میں ایک معنی زائد ہیں اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ سوئی سینے والے کے پاس ہوتی ہے پس جمع ہوگا بیچ اس کے ساتھ کاریگری کے آلہ یعنی سوئی اور قیاس چاہتا ہے کہ صحیح نہ ہو اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا ہے اس واسطے کہ اس میں رفاقت کرنی ہے اور قرار پایا عمل لوگوں کا اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ سینا مروت کے منافی نہیں۔ (فتح)

۱۹۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ

۱۹۵۰۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا جس کو اس نے تیار کیا

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَّوْمِئِذٍ.

تھا یعنی آپ ﷺ کی دعوت کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ اس کھانے کی طرف گیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس روٹی اور شوربہ لایا جس میں کہ کدو اور گوشت خشک پکا تھا سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ پیالوں کے کناروں سے کدو تلاش کرتے تھے تو میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درزی کا کسب کرنا درست ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّسَّاجِ

کپڑا بننے والے کا بیان

۱۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيْلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِيْ حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِيْ أَكْسُوْكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ

۱۹۵۱۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت ایک چادر لائی سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے تو کسی نے ان سے کہا کہ ہاں وہ چادر ہے جو بنی ہوئی ہے اپنے دونوں حاشیوں میں یعنی اس کی دونوں طرفین اس میں بنی ہوئی ہیں اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ میں وہ آپ کو پہناؤں سو آپ ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ ﷺ کو اس کی حاجت تھی سو آپ ﷺ ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ ﷺ کا تہبند تھا یعنی اس کو بجائے تہبند کے کمر میں باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ چادر آپ مجھ کو پہنا دیں یعنی مجھ کو عنایت فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سو آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے پھر پھرے اور چادر کو لپیٹا پھر اس کو اس شخص کے پاس بھیجا تو قوم نے اس کو کہا کہ تو نے اچھا

وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهٗ إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ.

نہیں کیا کہ تو نے وہ چادر آپ ﷺ سے مانگی اور تو پہچانتا ہے کہ آپ ﷺ سائل کو پھیرتے نہیں تو اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں سوال کیا میں نے آپ ﷺ سے واسطے کسی حاجت کے مگر یہ کہ مرنے کے بعد میرا کفن ہو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو وہ اس کا کفن ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الجنائز میں پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا بننا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ النَّجَّارِ

بڑھئی کا بیان

۱۹۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَتٰى رِجَالٌ إِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَسْأَلُوْنَهٗ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ أَنْ مُرِيْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِيْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَآءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهِ.

۱۹۵۲۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس حال میں کہ ان سے نبی ﷺ کے منبر کی حقیقت پوچھتے تھے کہ کس چیز سے ہو سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فلانی عورت پیغام بھیجا جس کا سہل رضی اللہ عنہ نے نام لیا تھا یہ کہ اپنے بڑھئی غلام سے کہہ دے کہ میرے واسطے لکڑیوں کا منبر بنا دے کہ میں لوگوں سے کلام کرنے کے وقت اس پر بیٹھا کروں یعنی اس پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کیا کروں تو اس عورت نے اس کو حکم کیا یہ کہ بنا دے اس کو جنگل کے جھاؤ کے درخت سے سو وہ اس کو بنا کر لایا تو اس عورت نے اس کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تو رکھا گیا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۵۳۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۹۵۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ کیا میں آپ کے واسطے کوئی چیز بناؤں جس پر آپ بیٹھا کریں اس واسطے کہ میرا غلام بڑھئی کا کام کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

کہ اگر تو چاہے تو بنا تو اس نے آپ ﷺ کے واسطے منبر بنایا سو جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو تیار ہوا تھا سو چیخ ماری کھجور کے ستون نے جس سے ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ پھٹنے لگا تو آپ ﷺ منبر سے اترے اور اس کو بدن سے ملایا سو وہ رونے لگا مانند رونے لڑکے کی کہ چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ چپ ہوا اور ٹھہرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ رویا تھا اس پر کہ تھا سنتا ذکر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح بھی کتاب الجمعہ میں پہلے گزر چکی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بڑھئی کا کام کرنا درست ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَاءِ الْإِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهِ

باب ہے بیان میں خرید نے امام کے اپنی حاجتوں کو اپنی ذات سے

فائدہ: یعنی اگر امام اپنی حاجتوں کو خود اپنی ذات اور اپنے ہاتھ سے خریدے بغیر واسطہ دوسرے آدمی کے تو درست ہے اور فائدہ اس باب کا دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو وہم کرتا ہے کہ امام کو خود اپنے لین دین کرنا مروت میں قدح کرتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِنْ عُمَرَ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنے آپ خود لین دین کرنا درست ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِنَفْسِهِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خود اپنے آپ خریدا، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک مشرک بکریوں کا گلہ لایا سو نبی ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی اور آپ ﷺ

فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَّاشْتَرٰى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْرًا.

نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اونٹ خریدا

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام اور شریف کو خود اپنے آپ اپنی حاجتوں کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی خادم وغیرہ ہو جو اس کو کفایت کرے اور اس کو خرید کر دے سکے جبکہ کرے وہ یہ کام بطور تواضع کے اور پیروی کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس خادم وغیرہ تھے جو آپ ﷺ کو کفایت کرتے تھے اس چیز سے کہ جس کا آپ ارادہ کرتے تھے لیکن نبی ﷺ اس کو تعلیم اور تشریع کے واسطے کیا کرتے تھے۔ (فتح)

۱۹۵۴۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۱۹۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خریدا نبی ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ساتھ وعدے کے اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رہن کے شروع میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے تو، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام کو خود اپنے ہاتھ سے کسی چیز کا خریدنا درست ہے اگرچہ اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی خادم وغیرہ ہو جو اس کو خرید کر دے سکے۔

بَابُ شِرَآءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ وَإِذَا اشْتَرٰى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَّهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ.

باب ہے بیان میں خریدنے چارپایوں اور گدھوں کے اور جب کوئی چارپایہ یا اونٹ خریدے اور حالانکہ بیچنے والا اس پر سوار ہو تو کیا ہوگا یہ خریدنا قبض واسطے خریدار کے پہلے اس سے کہ اترے۔

فائدہ: یعنی کیا شرط ہے قبض میں قدر زائد اور پر محض تخلیہ کے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے وسیاتی شرحہ عنقریب۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يَعْنِيْ جَمَلًا صَعْبًا.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال یعنی اس اونٹ کو کہ اپنے اوپر مشکل سے سوار ہونے دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔

۱۹۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۵۵۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ

الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِيْ أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوْقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَالْآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوْقِيَّةً فَوَزَنَ لِيْ بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِيْ فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِيْ جَابِرًا قُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ

ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے میرے ساتھ دیر کی اور تھک گیا سو آپ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تو جابر ہے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا کہ میرے اونٹ نے مجھ پر دیر کی اور تھک گیا یعنی چل نہیں سکتا سو میں لوگوں سے پیچھے رہا سو نبی ﷺ سواری سے اترے اور اونٹ کو اپنی لاٹھی ماری اور فرمایا کہ سوار ہو سو میں سوار ہوا تو البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ میں اس کو نبی ﷺ سے روکتا ہوں کہ آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھ جائے کہ بے ادبی ہوگی پھر فرمایا کہ کیا تو نے نکاح کیا ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بلکہ بیوہ سے فرمایا کہ کیا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا کہ میری بہنیں ہیں چھوٹی سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع کر دے اور کنگھی کرے اور ان کی محافظت کرے فرمایا خبردار ہو جا کہ البتہ تو اپنے گھر میں آنے والا ہے سو جب تو اپنے گھر میں آئے تو ہوشیاری کرنا ہوشیاری کرنا یعنی جماع اس غرض سے کرنا تا کہ لڑکے حاصل ہوں فقط شہوت رانی منظور نہ رکھنا پھر نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے میں نے کہا کہ ہاں تو آپ ﷺ نے مجھ سے اس اونٹ کو ایک اوقیہ سے خریدا پھر نبی ﷺ مجھ سے پہلے مدینہ میں آئے اور میں پچھلے دن آیا سو میں مسجد میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا سو فرمایا کہ کیا تو اب آیا میں نے کہا کہ ہاں سو فرمایا کہ اپنا اونٹ چھوڑ اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ سو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے نماز پڑھی سو آپ ﷺ نے

مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ.

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ میرے واسطے اوقیہ تولے سو انہوں نے تولہ اور ترازو میں میرے پلڑے کو جھکایا یعنی تولنے میں میرے واسطے زیادہ تولہ سو میں چلا یہاں تک کہ میں نے پیٹھ دی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے واسطے جابر کو بلاؤ میں نے کہا یعنی اپنے دل میں کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب مجھ کو اونٹ پھیر دیتے ہیں اور میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ تر دشمن نہ تھی سو فرمایا کہ اپنا اونٹ لے اور واسطے تیرے ہے مول اس کا۔

فائدہ: باب کی دونوں حدیثوں میں گدھے کا ذکر نہیں اور گویا کہ انہوں نے اشارہ کیا ہے کہ اس کا حکم بھی اونٹ کی طرح ہے اس واسطے کہ باب کی دونوں حدیثوں میں تو صرف اونٹ کا ذکر ہے اور نہیں خصوصیت ہے حکم مذکور میں ساتھ ایک چار پائے کے سوائے دوسرے چار پائے کے یعنی سب چار پائیوں کا یہی حکم ہے یہ حکم کسی چار پائے کے ساتھ خاص نہیں وفیہ المطابقة للترجمة اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

بَابُ الْأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ

باب ہے بیچ بیان ان بازاروں کے جو اسلام سے پہلے جاہلیت میں تھے اور لوگوں نے اسلام میں ان میں خرید وفروخت کی۔

فائدہ: یعنی جن جگہوں میں کہ گناہ کیا جائے ان میں عبادت کرنے کا کوئی مانع نہیں اور مسلمان کہ ان میں خرید و فروخت کرتے ہیں تو البتہ اس میں خرید و فروخت بھی کریں گے بلکہ یہی خرید و فروخت نیک نیت کے سبب سے عبادت ہوگی جیسا کہ کفار کا وہاں حاضر ہونا بغیر فسق و فجور کے نہ تھا۔ (ت)

١٩٥٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ تَأَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَةِ فِيهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا.

١٩٥٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز بازار جاہلیت میں سو جب اسلام آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کرنے سے گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں تم پر گناہ حج کے دنوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح پڑھا ہے یعنی مواسم کا لفظ آیت میں داخل سمجھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ شِرَآءِ الْإِبِلِ الْهِيْمِ أَوِ الْأَجْرَبِ الْهَائِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ

باب ہے بیان میں خریدنے اونٹ بیمار کے اور خارش والے کے اور ہائم مخالف ہے واسطے وسط ہر چیز کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ہائم کی تفسیر کی ہے تو گویا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ہیم جمع ہائم کی ہے اور ہائم ایک بیماری ہے کہ اونٹ کو ہوتی ہے مانند استسقا کی خواہ جس قدر پانی پیے اس کی پیاس دور نہیں ہوتی یہاں تک کہ پانی پیتے پیتے مر جاتا ہے۔ (فتح)

١٩٥٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هَا هُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَوَّاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيْمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَاشْتَرٰى تِلْكَ الْإِبِلَ مِنْ شَرِيْكٍ لَهُ فَجَآءَ إِلَيْهِ شَرِيْكُهُ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الْإِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا قَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَآءَهُ فَقَالَ إِنَّ شَرِيْكِيْ بَاعَكَ إِبِلًا هِيْمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا فَقَالَ دَعْهَا رَضِيْنَا بِقَضَآءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيَانُ عَمْرًا.

١٩٥٧۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہاں ایک مرد تھا اس کا نام نواس تھا اور اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا سو ابن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور اس اونٹ کو اس کے شریک سے خریدا پھر نواس کا شریک آیا تو اس نے نواس سے کہا کہ ہم نے وہ اونٹ بیچ ڈالا نواس نے کہا کہ تو نے اس کو کس کے ہاتھ بیچا سو اس نے کہا کہ ایک بوڑھے کے ہاتھ بیچا جس کا ایسا ایسا حلیہ ہے سو اس نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو قسم ہے اللہ کہ وہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے تو نواس ان کے پاس آئے اور کہا کہ میرے شریک نے ایک بیمار اونٹ کو تیرے ہاتھ بیچا ہے اور وہ تجھ کو پہچانتا نہ تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو ہانک لے جا سو جب اس کو ہانکنے لگا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کو چھوڑ دے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ راضی ہوئے وہ حکم یہ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو خطابی نے کہا کہ اس جگہ اس لفظ کے کوئی معنی نہیں مگر یہ کہ ہو ہیام بیماری جس کی شان سے یہ ہے کہ جس کو یہ بیماری ہو جب وہ اونٹوں کے ساتھ چرے تو اونٹوں کو بھی وہ بیماری لگ جائے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس کے معنی ظاہر ہیں یعنی راضی ہوا میں ساتھ اس بیع کے اس عیب پر کہ اس میں ہے اور نہیں تجاوز کرتا میں بائع سے حاکم کو یا میں حاکم کے پاس بائع کی .... نہیں کرتا اختیار کی ہے یہ تاویل ابن تین نے اور جو اس کے تابع ہے اور داؤدی نے کہا کہ معنی اس کے نہی ہیں اعتداء اور ظلم سے اور ابو علی ہجری نے کہا کہ ہیام ایک بیماری ہے اونٹ کی بیماریوں سے پیدا ہوتی ہے گندے پانی سے جبکہ بہت

خراب ہے پائمالی سے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ متوجہ ہوتا ہے اونٹ طرف سورج کی جس طرف کہ پھرے اور ہر وقت کھاتا پیتا رہتا ہے اور اس کا بدن کم ہوتا جاتا ہے مانند گلنے والے کی سو جب اس کا مالک اس کے امر کا ظاہر ہونا چاہے تو اس کے واسطے ظاہر ہو جاتا ہے پس اگر اس کی بو خمیر کی بو کی طرح پائے تو معلوم کرے کہ اس کو ٹھیک یہی بیماری ہے سو جو اس کا پیشاب سونگھے یا اس کی لید تو اس کو وہ بیماری لگ جاتی ہے اور ساتھ اس توجیہ کے ظاہر ہوں گے وہ معنی جو خطابی پر پوشیدہ رہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا صحیح ہونا عطف بخاری کا اجرب کو ہیم پر واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ لگ جانے بیماری کے اور اس کو قوی کرتی ہے یہ بات کہ اس تاویل پر حدیث مرفوع ہو جائے گی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا

فتنے فساد وغیرہ کے وقت ہتھیار بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا منع ہے یا نہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ

اور برا جانا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیچنے اس کے کو فتنے فساد میں

فائدہ: اور گویا کہ مراد ساتھ فتنے کے وہ لڑائیاں ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوں اس واسطے کہ اس وقت اس کے بیچنے میں اس کے خریدار کے واسطے مدد ہے اور یہ اس وقت ہے کہ حال مشتبہ ہو اور جب ثابت ہو جائے کہ ایک طرف باغی ہے تو حق والے طرف کے گروہ کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور ابن بطال نے کہا کہ فتنے فساد کے وقت ہتھیار کا بیچنا اس واسطے برا ہے کہ وہ گناہ پر مدد دیتی ہے اور اسی واسطے مکروہ رکھی ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے بیع انگور کی اس کے ہاتھ میں جو اس کو شراب بنائے اور امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وہ بیع فسخ کی جائے اور گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف خلاف ثوری کے بیچ اس کے جس جگہ کہا کہ بیچ تو مال حلال اپنا جس سے چاہے۔ (فتح)

١٩٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَأَعْطَاهُ يَعْنِيْ دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ

١٩٥٨۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو زرہ دی سو میں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے ایک باغ بنی سلمہ میں خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا تھا۔

فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

فائدہ: اور استشکال کیا گیا ہے بیچ مطابق ہونے اس حدیث کے ترجمہ کو اسماعیل نے کہا کہ حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ باب کے موافق ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باب مشتمل ہے اوپر بیچنے ہتھیار کے فتنے وغیرہ میں اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دوسری حدیث کی دوسری خبر کے مطابق ہے اور وہ بیچنا اس کا ہے غیر فتنے میں اور پڑھا میں نے ساتھ خط قطب کے اس کی شرح میں کہ احتمال ہے کہ ہو سر د جبکہ کہا پس راضی کر اس کو اس سے پس ارادہ کیا مرد نے یہ کہ لے زرہ اور اس کی طرف سے اس کا عوض اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیں تو یہ بجائے بیع کے ہے اور یہ تھا بیچ غیر زمانے فتنے کے اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس تاویل کا اور حق یہ بات ہے کہ استدلال ساتھ بیع کے بیچ بیچنے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے ہے زرہ کو بعد اس کے اس واسطے کہ انہوں نے زرہ بیچی اور اس کے مول سے باغ خریدا اور یہ فتنے کے غیر زمانے میں تھا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے جائز ہونا بیچنا ہتھیاروں کا ہے فتنے میں اس شخص کے ہاتھ میں جس سے ضرر کا خوف نہ ہو اس واسطے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے زرہ اس وقت بیچی تھی جس وقت مسلمانوں اور کافروں کے درمیان لڑائی قائم تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور گمان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے یہ کہ نہیں بیچا اس نے اس کو اس شخص سے کہ مسلمانوں کی لڑائی پر مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ہتھیاروں کا بیچ وقت لڑائی کے بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ نہ خوف کیا جائے اس سے ضرر کا۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَبَيْعِ الْمِسْكِ
یہ باب ہے بیچ عطار کے اور بیچنے مشک کے

فائدہ: باب کی حدیث میں صرف مشک کا ذکر ہے عطار کا ذکر نہیں اور گویا کہ ملحق کیا ہے عطار کو ساتھ مشک کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ اچھی خوشبو کے۔ (فتح)

۱۹۵۹۔ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوْءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا تَشْتَرِيهِ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَدَنَكَ أَوْ

۱۹۵۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک یار کی مثل اور برے یار کی مثل مشک فروش اور لوہار کی بھٹی کی مثل ہے نہ تجاوز کرے گی تجھ سے ایک دو خصلتوں کی مشک والے سے یعنی دو حال سے خالی نہیں یا تو تو اس کو اس سے خریدے گا اور یا اس کی خوشبو پائے گا اور لوہار کی بھٹی دو حال سے خالی نہیں یا تو تیرا گھر یا کپڑا جلا دے گی یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

فائدہ: اور اس حدیث میں نہی ہے پاس بیٹھنے اس شخص کے سے جس کی صحبت سے دین اور دنیا میں ایذا ہو اور رغبت دلائی ہے بیچ صحبت اس شخص کے جس کے پاس بیٹھنے میں نفع ہو اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا مشک کا اور یہ کہ مشک پاک ہے اس واسطے کہ نبی ﷺ نے اس کی مدح کی اور اس کی ترغیب دی پس اس میں رد ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ منقول ہے حسن بصری اور عطا وغیرہ سے پھر یہ اختلاف گزر گیا اور قرار پایا اجماع اس بات پر کہ مشک پاک ہے اور اس میں بیان کرنا ہے مثل کا اور عمل کرنا ہے حکم میں ساتھ اشباہ اور نظیروں کے۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ — باب ہے سینگی لگانے والے کے بیان میں

فائدہ: نہیں یہ باب اس بیان میں کہ حجام کا کسب اچھا ہے اس واسطے کہ اس میں ایک حدیث وارد ہو چکی ہے جو اس کو خاص کرتی ہے کہ حجام کا کسب منع ہے اگرچہ حجام کی مزدوری میں ظلم نہیں کیا جاتا یعنی اگرچہ اس کو اس کی مزدوری پوری دینی ضروری ہے پس نہی واسطے سینگی لگانے والے کے ہے نہ واسطے سینگی لگوانے والے کے اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سینگی لگوانے والے کو اس کی حاجت پڑتی ہے اور سینگی لگانے والے کو اس کی ضرورت نہیں اس واسطے کہ اس کے سوا اور بہت کسب ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر مراد تصویب سے اس کی تعریف اور اس کا استحباب ہے تو مانند اس کی ہے جیسا کہ اس نے کہا یعنی وہ مستحب نہیں اور اگر اس کی مراد جائز رکھنا ہے تو یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ جائز ہے سینگی لگوانے والے کو لگوانا اس کا واسطے ضرورت کے اور جب سینگی کا لگوانا جائز ہوا تو اس کو لازم ہے کہ کوئی بھی لگانے والا ہو پس نہیں فرق ہے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے طرف اس کی اس واسطے کہ نہیں لازم آتا رذیل کسب ہونے اس کے سے یہ کہ مشروع نہ ہو پس کساح زیادہ تر بد ہے حجام سے اور اگر سب لوگ اس کے ترک پر اتفاق کریں تو ان کو ضرر کرے اور باقی شرح اس کی کتاب الاجارہ میں آئے گی۔ (فتح)

١٩٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ أَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهِ.

١٩٦٠۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے نبی ﷺ کو سینگی لگائی تو آپ ﷺ نے اس کے واسطے ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے تخفیف کریں۔

فائدہ: خراج اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو مالک اپنے غلام پر مقرر کر دے کہ مثلاً ہم تین یا چار روپیہ ماہواری تجھ سے

لیا کریں گے خواہ تو اس سے زیادہ کمائے یا کم ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں اور اس کا خراج ہر روز تین صاع تھے سو ان میں سے ایک صاع انہوں نے معاف کر دیا۔

١٩٦١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَهُ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهِ.

١٩٦١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ دیتے۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِيْمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

جو چیز کہ مردوں اور عورتوں کو پہننی مکروہ ہے اس کی تجارت کا بیان

فائدہ: یعنی اس کی تجارت جائز ہے جبکہ ہو اس قبیلے سے کہ فائدہ اٹھائے ساتھ اس کے غیر اس شخص کا جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے یعنی جس کو اس کا پہننا مکروہ ہے اگر اس کے سوا کسی اور آدمی کو اس میں فائدہ ہو تو اس کی تجارت درست ہے اور جس چیز میں شرعا کسی کا نفع نہیں اس کا بیچنا ہرگز درست نہیں اوپر راجح قول علماء کے۔ (فتح)

١٩٦٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِحُلَّةِ حَرِيْرٍ أَوْ سِيَرَآءَ فَرَآهَا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِيْ تَبِيْعَهَا.

١٩٦٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی حلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حلہ عمر رضی اللہ عنہ پر دیکھا سو فرمایا کہ البتہ میں نے ریشمی حلہ تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا تھا کہ تو اس کو پہنے ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے میں نے تو اس کو تیرے پاس صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے۔

فائدہ: حلہ کے معنی ہیں دو کپڑے یعنی حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں ایک چادر اور ایک تہبند اور وہ دو کپڑے ایک قسم کے ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا اس چیز کا جس کا پہننا مردوں کو مکروہ ہے اور جائز ہے تجارت کرنی اس کی اگرچہ وہ خاص ہے بیع سے لیکن وہ اس کی چیز ہے جو بیع کو مستلزم ہے اور جس چیز کا پہننا عورتوں کو مکروہ ہے اس کا بیچنا بھی جائز ہے ساتھ قیاس کرنے کے اوپر اس کے اور یا مراد ساتھ کراہت کے باب میں عام ہے اس سے کہ تحریم کے واسطے ہو یا تنزیہ کے پس وہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہو گی وفیہ المطابقة للترجمة اور

ساتھ اس کے معلوم ہوا جواب اسماعیلی کے اعتراض سے کہ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی باب کے ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں عورتوں کا ذکر ہے۔ (فتح)

۱۹۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

۱۹۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے معلوم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز بری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اس تکیے کا میں نے کہا کہ میں نے اس کو اس واسطے مول لیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تصویریں بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیہ کی بیع کو توڑا نہیں اور اس کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اس پر تکیہ لگایا اور جس کپڑے میں تصویر ہو اس کا استعمال کرنا مردوں اور عورتوں سب کو منع ہے لیکن حق یہ بات ہے کہ یہ فقط مردوں کو منع ہے عورتوں کو منع نہیں اور جس چیز کے منع ہونے میں مرد اور عورت شریک ہوں وہ تکیہ ہے اور حاصل یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تمام ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ

اسباب کا مالک زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے

فائدہ: یعنی قیمت کو معین اور مقرر کرنا بائع کا حق ہے ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس مسئلہ میں اختلاف نہیں اور یہ کہ متولی اسباب کا مالک ہو یا وکیل زیادہ تر حق دار ہے ساتھ مول کرنے کے اس کی خرید کے طالب سے میں کہتا ہوں کہ یہ واجب نہیں اس واسطے کہ آئندہ آئے گا بیچ قصے اونٹ جابر رضی اللہ عنہ کے ابتداء کیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ (فتح)

١٩٦٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ وَفِيْهِ خِرَبٌ وَّنَخْلٌ.

١٩٦٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کر قیمت لو اور اس میں خرابہ اور کھجوریں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث میں حکم ہے واسطے ان کے ساتھ ذکر کرنے مول کے معین یعنی مول کو معین کریں ساتھ اختیار اپنے کے اوپر طریقے قیمت لگانے کے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے واسطے ایک مول معین کریں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا ہے پھر اس کے بعد جانبین سے رضامندی واقع ہو اور ساتھ اس کے مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو اور ماوری نے کہا کہ معنی ثامنونی کے یہ ہیں کہ میں اس کو مول لیتا ہوں ہبہ سے نہیں لیتا اور نہیں اس میں مگر یہ کہ خریدار مول پہلے کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض نے تو ترجمہ تو واسطے ذکر مول معین کے ہے یعنی مول کے معین کرنے کا پہلے بائع حق دار ہے اور اپر مطلق ذکر مول کا پس نہیں فرق ہے اس میں ابتداء کرنے میں درمیان بائع اور خریدار کے۔ (فتح)

بَابُ كَمْ يَجُوْزُ الْخِيَارُ کتنی مدت تک خیار درست ہے

فائدہ: خیار اسم ہے اختیار سے یا تخییر سے اور معنی اس کے دو امروں میں سے اچھا امر طلب کرنا ہے یا جائز رکھنا بیع کا یا فسخ کرنا اس کا اور خیار دو قسم ہے خیار مجلس اور خیار شرط اور بعض نے خیار نقیصہ زیادہ کیا ہے اور وہ شرط میں مندرج ہے اور کلام اس جگہ خیار شرط پر ہے اور یہ بات مقصود ہے واسطے بیان مقدار اس کے کی کہ اس کی مقدار کہاں تک ہے اور باب کی حدیث میں اس کا بیان نہیں ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے شاید اس کو عدم تحدید سے لیا ہے یعنی اس سے کہ حدیث میں کسی حد معین کا ذکر نہیں اور حدیث میں ہے کہ یہ اس کو کسی حد کے ساتھ مقید نہ کیا جائے بلکہ سپرد کیا جائے امر کو بیچ اس کے طرف حاجت کی واسطے متفاوت ہونے اسباب کے بیچ اس کے میں کہتا ہوں کہ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیار تین دن تک ہے اور شاید یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث سے کہ جس کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے نافع رضی اللہ عنہ سے جس کو ہم آئندہ ذکر

کریں گے اور ساتھ اس کے دلیل پکڑی گئی ہے واسطے حنفیہ اور شافعیہ کے کہ اختیار تین دن تک ہے اور انکار کیا ہے اس سے مالک نے یعنی خیار شرط میں تین دن کی مدت معین کرنی درست نہیں بغیر زیادت کے اگرچہ غالب میں ممکن ہے اختیار بیچ اس کے لیکن ہر چیز کے واسطے علیحدہ مدت ہے موافق اس کے کہ اس میں اس کو اختیار دیا جائے پس واسطے جانور اور کپڑے کے مثلاً ایک دن یا دو دن ہیں اور واسطے لونڈی کے ایک جمعہ ہے اور واسطے گھر کے ایک مہینہ ہے اور اوزاعی نے کہا کہ دراز ہوتا ہے اختیار مہینے تک اور اس سے زیادہ موافق حاجت کی طرف اس کی یعنی جس قدر حاجت ہو اس کے موافق اختیار دراز کیا جائے اور ثوری نے کہا کہ خاص ہے اختیار ساتھ خریدار کے اور دراز کیا جائے واسطے اس کے اختیار دس دن اور زیادہ تک اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تنہا ہوا ہے یعنی اس قول میں اس کے موافق کوئی نہیں اور تحقیق صحیح ہو چکا ہے قول ساتھ دراز ہونے خیار کے عمر وغیرہ سے **وسیاتی منه شئ في باب الملازمة** اور احتمال ہے کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہو کہ بائع اور مشتری دونوں ایک دوسرے کو کتنا اختیار دیں ایک بار، اور اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی کہ آئندہ طریق میں تین باب کے بعد زیادتی آئے گی کہ تین بار اختیار کرے لیکن چونکہ یہ زیادت اس کے نزدیک ثابت نہیں اس واسطے باقی رکھنا ترجمہ کو استفہام پر موافق عادت اپنی کے۔ (فتح)

١٩٦٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

١٩٦٥۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والے اور مول لینے والے کو اختیار ہے اپنی بیع میں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوئے ہوں یا ہو بیع ساتھ خیار کے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جبکہ خریدتے کسی چیز کو جو ان کو خوش لگتی تو اپنے ساتھی یعنی بیچنے والے سے جدا ہو جاتے تا کہ فسخ بیع کا اختیار باقی نہ رہے۔

فائدہ: جب تک کہ جدا ہوں یعنی جب تک کہ بائع اور مشتری اس جگہ بیٹھے رہیں جہاں چیز بکی تھی تو دونوں کو اختیار ہے چاہے بائع اپنی چیز کو نہ بیچے اور یا خریدار مول نہ لے خواہ ایک نے دوسرے کی چیز قبض کر لی یا نہ اور جبکہ دونوں میں سے کوئی مجلس سے اٹھا اور مجلس بدلی تو اب کسی کو اختیار نہ رہا بیع پوری اور تمام ہوگئی لیکن جس بیع میں شرط کر لی ہو کہ مجھے اختیار ہے چاہوں گا تو رکھوں گا اس چیز کو اور چاہوں گا تو نہ رکھوں گا تو اس بیع میں باوجود جدا ہونے کے بھی اختیار باقی رہتا ہے جب چاہے بیع کو فسخ کر ڈالے اور یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ حدیث میں جدا ہونے سے مراد جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے کما سیاتی اور اس حدیث سے ثابت ہوا

کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب تک کہ دونوں مجلس میں بیٹھے ہوں۔ (فتح)

١٩٦٦۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا وَزَادَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي الْخَلِيلِ لَمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

١٩٦٦۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا مختار ہیں جب تک جدا نہ ہوں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ الْبَيْعُ

اگر اختیار کے وقت کو معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے؟

فائدہ: یعنی اگر بائع یا مشتری خیار کے واسطے کوئی وقت معین نہ کریں اور اس کو مطلق چھوڑ دیں تو کیا بیع جائز ہے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف خلاف کی جو خیار شرط کی حد میں پہلے گزر چکا ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ شرط خیار تین تک ہے اس سے زیادہ نہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور محمد اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خیار شرط کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس سے کم وبیش جائز نہ ہو بلکہ بیع جائز ہے اور شرط لازم ہے اس وقت تک کہ اس کو دونوں شرط کریں اور یہی مختار ہے نزدیک ابن منذر کے پس اگر دونوں یا ایک مطلق خیار شرط کریں یعنی کوئی وقت مقرر نہ کریں تو اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ شرط باطل ہے اور بیع جائز ہے اور ثوری اور شافعی اور اہل رائے کہتے ہیں کہ بیع بھی باطل ہو جاتی ہے اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ جس نے شرط کی ہو اس کو ہمیشہ اختیار ہے اور یہ جو پہلی حدیث میں ہے کہ یا ہو بیع ساتھ خیار کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب بائع اور مشتری دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ جائز رکھ بیع کو یا فسخ کر اس کو پس اگر وہ مثلاً بیع کو جائز رکھے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ دونوں مجلس عقد سے جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور اسحاق اور اور لوگوں کا اور امام احمد نے کہا کہ نہیں تمام ہوتی ہے بیع یہاں تک کہ دونوں مجلس سے جدا ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ احمد اس قول کے ساتھ تنہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر شرط خیار کریں مطلق تو جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور پوری بحث اس کی آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۱۹۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ أَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ.

۱۸۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری دونوں خیار کے ساتھ ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں یا دونوں میں سے ایک اپنے ساتھ سے کہے کہ اختیار کر یا ہو بیع خیار کی۔

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَّالشَّعْبِيُّ وَطَاؤُسٌ وَّعَطَاءٌ وَّابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ.

باب ہے بیع بیان اس چیز کے کہ بائع اور خریدار مختار ہیں جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا۔

فائدہ: اور ابن منذر نے کہا کہ یہی قول ہے سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب اور حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج وغیرہم کا اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم نے اور کہا کہ میں نہیں جانتا تابعین سے ان کا کوئی مخالف ہو مگر صرف نخعی اور یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے تو یہ ظاہر ہے ان کے فعل سے جو باب سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ کہ جب وہ کسی چیز کو خریدتے تھے جو ان کو خوش لگتی تھی تو اپنے ساتھ سے جدا ہو جاتے تھے اور ترمذی میں ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تا کہ بیع ان کے واسطے واجب ہو اور مسلم میں ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے خرید و فروخت کرتے تھے اور چاہتے تھے یہ کہ نہ توڑیں اس کو تو اٹھ کر کھڑے ہوتے تھے اور تھوڑی دور چلتے تھے اور پھر پھر آتے تھے اور سعید بن منصور نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے ایک اونٹ خریدا سو اس کا مول نکال کر اس کے آگے رکھا پھر اختیار دیا اس کو درمیان اونٹ اس کے کے اور درمیان مول کے۔ (فتح)

۱۹۶۸۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِيْ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

۱۹۶۸۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں جب تک کہ وہ دونوں جدا نہ ہوں پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی برکت مٹ جاتی ہے۔

فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا
وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب تک کہ نہ جدا ہوں تو اسی کے موافق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کہ اس کا ساتھی اس سے جدا نہ ہو اور اگر اس سے جدا ہو جائے تو اس کو اختیار باقی نہیں رہتا اور جو لوگ کہ قائل ہیں اس کے کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ بدنوں کے ہے تو جدا ہونے مذکور کی کوئی حد ہے کہ اس کی طرف منتہی ہو مشہور راجح مذہب اس میں علماء کا اس میں یہ ہے کہ یہ عرف پر موقوف ہے جس کو رواج میں تفرق کہا جائے وہ تفرق ہے نہیں تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر وہ سچ بولیں یعنی سچ کہے بائع بیچ خبر دینے مشتری کے مثلا اور عیب کو بیان کرے اگر اسباب میں ہو اور سچ کہے مشتری بیچ قدر مول کے مثلا اور بیان کرے عیب کو اگر ہو مول میں اور احتمال ہے کہ صدق اور بیان کے ایک معنی ہوں اور یہ جو کہا کہ اس کی برکت مٹ جاتی ہے تو احتمال ہے کہ یہ ظاہر پر محمول ہو اور یہ کہ عیب چھپانے کی نحوست عقد میں واقع ہوتی ہے تو اس کی برکت مٹائی جاتی ہے اگرچہ سچا ماجور ہے اور جھوٹا گنہگار ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ خاص ساتھ اس شخص کے کہ واقع ہوا ہے اس سے عیب چھپانا سوائے دوسرے کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو حمزہ نے اور اس حدیث میں فضیلت صدق کی ہے اور ترغیب دلانا ہے اوپر اس کے اور مذمت ہے جھوٹ کی اور رغبت دلانی ہے اوپر منع ہونے اس کے کے اور یہ کہ وہ سبب ہے واسطے دور ہونے برکت کے اور یہ کہ عمل آخرت کا حاصل کرتا ہے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو۔ (فتح)

۱۹۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ

۱۹۶۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے والا اور مول لینے والا ہر ایک دونوں سے مختار ہیں اپنے ساتھی پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔

فائدہ: یعنی اس میں مجلس سے جدا ہونے اور اٹھ کھڑے ہونے کی حاجت نہیں بلکہ اس میں جدا ہونے سے پہلے ہی بیع تمام ہو جاتی ہے اور پہلے باب میں نافع رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ فرمایا کہ جب تک کہ جدا نہ ہوں یا کہے ایک ان کا اپنے ساتھی سے کہ اختیار کر اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ بیع کا لازم ہونا ان دونوں امروں میں بند ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر ثابت ہونے خیار مجلس کے یعنی جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے جدا نہ ہوں تب تک فسخ بیع کا اختیار باقی رہتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو تفرق بالابدان پر محمول کیا ہے اور اسی طرح ابو

برزہ اسلمی نے اور اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور ابراہیم نخعی نے خلاف کیا ہے اور کہا کہ بیع جائز ہے اگر چہ نہ جدا ہوں اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ جب ایجاب وقبول ہو جائے تو پھر اختیار باقی نہیں رہتا اور یہی قول ہے مالکیہ اور کل حنفیہ کا مگر ابن حبیب کا ابن حزم نے کہا کہ نہیں جانتا میں واسطے ان کے کوئی پیشوا مگر ابراہیم اکیلا اور وہ باب کی دونوں حدیثوں کے جواب میں کئی فرقے ہوئے ہیں سو ان میں سے بعض تو کہتے ہیں کہ یہ حدیث رد ہے واسطے ہونے اس کے کے معارض واسطے اس چیز کے کہ وہ قوی تر ہے اس سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہے لیکن وہ ماوّل ہے اپنے غیر ظاہر پر سو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں اور خیار بعد لازم ہونے عقد کے شرط کو فاسد کر دیتا ہے اور ساتھ حدیث قسم کھانے کے وقت اختلاف بائع اور مشتری کے اس واسطے کہ اس میں حاجت قسم کی پڑتی ہے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ عقد بیع لازم ہو اور اگر خیار ثابت ہوتا تو البتہ ہوتا کافی بیچ دور کرنے عقد کے یعنی اور اس میں قسم کھانے کی حاجت نہ پڑتی اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور گواہ کرنا اگر جدا ہونے کے بعد واقع ہو تو امر کے مطابق نہ ہوگا اور اگر جدا ہونے سے پہلے واقع ہو تو اپنی جگہ میں واقع نہ ہوگا اور جواب ان سب کا یہ ہے کہ ان میں سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دونوں دلیلوں میں تطبیق ممکن ہو تب تک ترجیح کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا اور جمع اس جگہ ممکن ہے درمیان ادلہ مذکورہ کے بغیر تکلف کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مالک کی روایت سے ہے اور اس نے اس کے برخلاف عمل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معارض ہے اس کی وہ چیز جو اس سے قوی تر ہے اور راوی جب اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ مروی اس کے نزدیک ضعیف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ مالک اس کے ساتھ تنہا نہیں بلکہ اس کے غیر نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور عمل کیا ہے ساتھ اس کے اور وہ گنتی میں بہت ہیں باعتبار روایت کے اور عمل کے اور تحقیق خاص کیا ہے محققین اہل اصول نے خلاف مشہور کو بیچ اس کے جب کہ عمل کرے راوی برخلاف مروی اپنے کے ساتھ اصحاب کے یعنی یہ قاعدہ اس وقت ہے جبکہ خود صحابی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے سوائے ان کے جو ان کے پیچھے ہیں یعنی اگر صحابی سے نیچے کا کوئی راوی اپنے مروی کے برخلاف عمل کرے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کے قاعدے سے ایک بات یہ ہے کہ راوی اعلم ہے یعنی زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ مراد مروی اپنے کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں اور جب وہ کچھ خرید و فروخت کرتے تھے تو اپنے بدن سے جدا ہوتے تھے سو ان کی پیروی کرنے والے اولیٰ ہیں غیر ان کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ معارض ہے ساتھ عمل اہل مدینہ کے اور ابن تین نے راشب مالکی سے نقل کیا ہے کہ وہ اہل مکہ کے بھی مخالف ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس طور کہ قائل ہے ساتھ اس کے ابن عمر رضی اللہ عنہما پھر سعید بن مسیب پھر زہری پھر ابن ابی ذئب جیسا کہ پہلے گزرا اور یہ لوگ اکابر علمائے اہل مدینہ

میں سے ہیں اپنے زمانوں میں اور نہیں محفوظ ہے کسی عالم مدینہ کے سے قول ساتھ خلاف اس کے کے یعنی مدینہ کے
علماء میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں سوائے ربیعہ کے اور اہل مکہ پس نہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی اس کے
مخالف ہو اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے قول ساتھ اس کے عطا اور طاؤس وغیرہ اہل مکہ سے اور تحقیق سخت انکار کیا
ہے ابن عبدالبر اور ابن عربی نے اس شخص پر جو مالکیہ پر گمان کرتا ہے کہ بے شک مالک نے ترک کیا ہے عمل کو ساتھ
اس کے اس واسطے کہ عمل اہل مدینہ کا اس کے برخلاف ہے اور ابن عربی نے کہا کہ مالک نے تو اس واسطے اس پر عمل
نہیں کیا کہ جدا ہونے کا وقت معلوم نہیں پس مشابہ ہوا بیعوں غرر کو مانند بیع ملامست کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ
اس کے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خیار شرط کے قائل ہیں اور نہیں معین کرتے اس کو ساتھ وقت معین کے اور جو انہوں نے غرر
کا دعویٰ کیا ہے اس میں بھی موجود ہے اور ساتھ اس کے کہ غرر خیار مجلس میں معدوم ہے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں
میں سے قادر ہے اس پر کہ خواہ بیع کو جائز رکھے یا توڑ ڈالے ساتھ قول کے یا فعل کے پس نہیں غرر ہے بیچ اس کے
اور ایک گروہ نے کہا کہ خیار مجلس کی حدیث خبر واحد ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے مگر اس چیز میں کہ اس
کے ساتھ بلوی عام ہو اور رد کیا گیا ہے یہ اعتراض ساتھ اس کے کہ یہ خبر مشہور ہے پس عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے
جیسا کہ دعویٰ کیا ہے انہوں نے اس کے نظیر کو بیچ خبر قہقہہ کرنے کے درمیان نماز کے اور واجب کرنے وتر کے اور
دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس جلی کے بیچ لاحق کرنے اس چیز کے کہ تفرق سے پہلے ہے ساتھ
مابعد تفرق کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قیاس باوجود نص کے فاسد الاعتبار ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
تفرق بالابدان محمول ہے استحباب پر یعنی یہ مستحب ہے واسطے اچھا کرنے معاملے کے ساتھ مسلمان کے نہ وجوب پر
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ احتیاط پر محمول ہے واسطے نکلنے کے اختلاف سے اور یہ دونوں تاویلیں ظاہر کے برخلاف ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ مراد حدیث میں جدا ہونے سے جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے جیسا کہ عقد نکاح اور اجارہ اور عتق
میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ قیاس مع الفارق ہے اس واسطے کہ بیع میں نقل کیا جاتا ہے رقبہ مبیع کا
اور منافع اس کا بخلاف اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور ابن حزم نے کہا کہ برابر ہے کہ ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ
کلام کے ہے یا ساتھ بدن کے پس تحقیق خیار مجلس کا ساتھ اس حدیث کے ثابت ہے جب ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا
ساتھ بدنوں کے ہے تو اس وقت تو یہ بات واضح ہے اور اگر ہم کہیں کہ مراد جدا ہونا ساتھ کلام کے ہے تو بھی ظاہر
ہے اس واسطے کہ بائع اور مشتری میں سے ایک کا کہنا میں نے اس کو تیرے ہاتھ مثلاً دس درہم سے بیچا اور دوسرے کا
کہنا کہ ساتھ بیس درہم کے مثلاً جدا ہونا کلام میں ہے بغیر شک کے بخلاف اس کے کہ اگر کہے کہ خریدا میں نے اس
کو ساتھ دس کے پس تحقیق وہ دونوں آپس میں موافق ہیں پس بے شک ہوگا ثابت ہونا خیار کا واسطے ان کے جبکہ متفق
ہوں نہ جبکہ جدا ہوں اور یہی مدعیٰ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد متبایعین سے مول ٹھہرانے والے ہیں یعنی جو ابھی

صرف مول ٹھہراتے ہیں یعنی لین دین نہیں کیا نہ حقیقی بائع اور مشتری کہ وہ مبیع اور مول کے لین دین اور قبض کرنے کے بعد متحقق ہوتے ہیں اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مجاز ہے اور حمل کرنا اوپر حقیقت کے اور جو اس سے نزدیک ہو اولیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ آیتوں اور حدیثوں میں جن میں مجاز کا استعمال آیا ہے اور کہا کہ جو منکر ہو استعمال کرنے سے لفظ بائع کو مول ٹھہرانے والے ہیں پس تحقیق وہ غافل ہوا فراخ ہونے استعمال لغت کے سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا استعمال مجاز سے بیچ ایک جگہ کے مستعمل ہونا اس کا ہر جگہ میں پس اصل اطلاق سے حقیقت ہے یہاں تک کہ اس کے برخلاف کوئی دلیل قائم ہو اور نیز کہتے ہیں کہ وقت جدا ہونے کا حدیث میں وہ درمیان قول بائع کے ہے کہ بیچا میں نے اس کو تجھ سے ساتھ اتنی قیمت کے اور درمیان قول مشتری کے کہ میں نے اس کو خریدا کہتے ہیں کہ پس مشتری کو اختیار ہے بیچ قول اس کے کہ میں نے خریدا یا ترک اس کی کے اور بائع ساتھ خیار کے ہے یہاں تک کہ واجب کرے مشتری یعنی کہے کہ میں نے خریدا اور اسی طرح حکایت کیا ہے طحاوی نے عیسیٰ بن عبان سے ان میں سے اور حکایت کیا ہے ابن خویز منداد نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے اور عیسیٰ بن ابان نے کہا کہ فائدہ اس کا ظاہر ہوگا بیچ اس چیز کے کہ جدا ہوں پہلے قبول کے کہا قبول متعذر ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کہ نام رکھنا ان دونوں کا متبایعین پہلے تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نام رکھنا ان کا متبایعین بعد تمام ہونے عقد کے بھی مجاز ہے اس واسطے کہ اسم فاعل حال میں حقیقت ہے اور اس کے سوا اور معنے میں مجاز ہے پس اگر ہوتا خیار بعد تمام ہونے بیع کے تو البتہ ہوتا واسطے غیر بائع اور مشتری کے اور حدیث اس کو رد کرتی ہے پس متعین ہوگا حمل کرنا تفرق کا کلام پر اور جواب دیا گیا ہے بایں طور کہ جب حقیقت پر حمل کرنا مشکل ہو تو متعین ہوتا ہے مجاز اور جب دو مجاز معارض ہوں تو جو مجاز کہ حقیقت کی طرف قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور نیز بائع اور مشتری نہیں ہوتے بائع اور مشتری حقیقتاً مگر بیچ وقت تعاقد ان دونوں کے لیکن عقد ان کا تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ ایک دو امروں کے یا ساتھ ...... عقد کے یا ساتھ حمل کرنے تفرق کے اوپر ظاہر خبر کے پس صحیح ہوئی یہ بات کہ وہ دونوں عقد کرنے والے ہیں جب تک کہ مجلس عقد میں ہے اس بنا پر کہ نام رکھنا ان دونوں کا بائع اور مشتری حقیقت پر ہے بخلاف حمل متبایعین کے مول ٹھہرانے والوں پر اس واسطے کہ وہ بالاتفاق مجاز ہے اور ایک گروہ کہتے ہیں کہ جدا ہونا واقع ہوتا ہے ساتھ اقوال کی مانند قول اللہ تعالیٰ کی کہ اگر مرد اور عورت دونوں جدا ہوں تو بے پرواہ کرے گا اللہ ہر ایک کو اپنی فراخی سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ وہ پہنچاتا ہے طرف تفرق بدنوں کی اور بیضاوی نے کہا کہ جس نے خیار مجلس کی نفی کی ہے وہ دو مجازوں کا مرتکب ہوتا ہے یعنی جدا ہونے کو اقوال پر اور بائع اور مشتری کو مول ٹھہرانے والوں پر اور نیز کلام شارع کی محفوظ رکھی جاتی ہے حمل سے اوپر مجاز کے اس واسطے کہ ہوگی تقدیر کلام کی یہ کہ مول ٹھہرانے والے اگر چاہیں تو بیع کو منعقد کریں

اور اگر چاہیں تو اس کو غیر منعقد کریں اور وہ تحصیل حاصل کی ہے اس واسطے کہ ہر ایک اس کو پہچانتا ہے اور کہا جاتا ہے واسطے اس کے جو جدا ہونے کو کلام پر حمل کرتا ہے کیا وہ کلام جس کے ساتھ تفرق حاصل ہوتا ہے کیا وہ کلام وہی ہے جس کے ساتھ عقد واقع ہوا ہے یا غیر اس کا پس اگر اس کا غیر ہے تو وہ کیا ہے پس نہیں ہے بائع اور مشتری کی کلام سوائے اس کے اگر وہ ہو بہو یہی کلام ہے تو لازم آئے گا یہ کہ ہو کلام جس پر دونوں متفق ہوئے ہیں اور ان کی بیع اس کے ساتھ تمام ہوئی ہے وہ کلام جس کے ساتھ جدا ہوئے ہیں اور فسخ ہوئی ہے بیع ان دونوں کی ساتھ اس کے اور یہ نہایت فساد میں ہے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث کے ساتھ عمل کرنا مشکل ہے پس متعین ہوگی تاویل اس کی اور اس کے تعذر کا بیان یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری متفق ہوں فسخ میں یا بیع کے جائز رکھنے میں تو نہ ثابت ہوگا واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے خیار اور اگر دونوں مختلف ہوں تو جمع کرنا درمیان فسخ کرنے اور جائز رکھنے کے جمع کرنا ہے درمیان دو نقیضوں کے اور وہ محال ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کی کہ مراد یہ ہے کہ واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے اختیار ہے بیچ فسخ کرنے بیع کے اور اپر جائز رکھنا بیع کا پس نہیں حاجت ہے طرف اختیار کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ مقتضی ہے عقد کا اور حال پہنچاتا ہے طرف اس کی ساتھ سکوت کے بخلاف فسخ کے اور لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث معارض ہے ساتھ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہیں جبکہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ بیع خیار ہو اور نہیں حلال ہے اس کو یہ کہ جدا ہو اپنے ساتھی سے اس خوف سے کہ طلب کرے اس سے فسخ کرنا بیع کا ابن عربی نے کہا کہ ظاہر اس زیادتی کا مخالف ہے واسطے ابتداء حدیث کے پس اگر تاویل کریں استقالہ (یعنی بیع کو فسخ کرنے کا مطالبہ کرنا) کو بیچ اس کے فسخ پر تو تاویل کریں گے ہم خیار کو بیچ اس کے استقالہ پر اور جب دونوں تاویلیں معارض ہوں تو رجوع کیا جائے گا طرف ترجیح کی اور قیاس ہماری طرف میں ہے پس ترجیح پائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حمل استقالہ کا فسخ پر ظاہر تر ہے حمل کرنے خیار سے اوپر استقالہ کے اس واسطے کہ ہر حقیقت استقالہ کی مراد ہوتی تو نہ منع کرتی اس کے جدا ہونے کو اس واسطے کہ وہ نہیں خاص ہے ساتھ مجلس عقد کے اور تحقیق ثابت کیا ہے اول حدیث میں خیار کو اور دراز کیا اس کو نہایت تفرق پر اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کے واسطے خیار ہے وہ استقالہ کا محتاج نہیں پس متعین ہوگا حمل کرنا اس کا فسخ پر اور اس پر حمل کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ علماء نے پس کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال اس کو یہ کہ جدا ہو اس سے بعد بیع کے واسطے اس خوف کے کہ اختیار کرے فسخ بیع کو اس واسطے کہ عرب کہتے ہیں کہ میں نے استقالہ کیا اس چیز کا کہ فوت ہوئی مجھ سے پر مراد ساتھ استقالہ کے فسخ کرنا نادم کا ہے ان دونوں میں سے واسطے بیع کے اور حمل کیا انہوں نے نفی حل کو کراہت پر اس واسطے کہ وہ لائق ہے ساتھ مروت کے اور نیک معاملے مسلم کے مگر یہ کہ اختیار فسخ کا حرام ہے اور ابن حزم نے کہا کہ حجت پکڑی ان کی ساتھ حدیث عمرو بن

شعیب رضی اللہ عنہ اوپر جدا ہونے کے ساتھ کلام کے واسطے قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کے بیچ اس کے کہ واسطے خوف استقالہ کے واسطے ہونے استقالہ کے کہ نہیں ہوتا مگر بعد تمام ہونے بیع کے اور صحت انتقال ملک کی مستلزم ہے اس کو کہ حدیث مذکور کا کوئی فائدہ نہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے حمل کرنے تفرق کے سے اوپر قول کے مباح ہونا مفارقت کا خواہ خوف استقالہ کا ہو یا نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تفرق بالابدان صرف میں پہلے قبض کے باطل کرتا ہے عقد کو پس کس طرح ثابت کریں گے عقد کو وہ چیز کہ اس کو باطل کرتی ہے اور تعاقب کیا گیا ساتھ اختلاف جہت کے اور ساتھ معارضہ کے اس کی نظیر سے اور یہ اس واسطے ہے کہ نقد اور ترک کرنا مدت معین کا شرط ہے واسطے صحت صرف کے اور وہ فاسد کرتی ہے سلم کو نزدیک ان کے اور حجت پکڑی ہے بعضوں نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اور اس کا جواب بھی آئندہ آئے گا اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو عقد بیع کے وقت زندہ موجود ہو پس وہ مشتری کا مال ہے یعنی اگر تلف ہو تو مشتری کا مال گیا نہ بائع کا اگرچہ ابھی بائع کے ہاتھ میں ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے مخالف ہیں لیکن حنفیہ سو وہ تو کہتے ہیں کہ وہ بائع کا مال ہے جب تک کہ نہ دیکھے اس کو خریدار یا نقل کرے اس کو اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر بہت دور غائب ہو تو وہ بائع کا مال ہے اور یہ کہ نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ صفقہ اس میں محمول ہے اس بیع پر جو تمام ہو چکی اور نہ اس بیع پر جو نہیں تمام ہوئی واسطے تطبیق کے اس کی دونوں کلاموں میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ جدا نہ ہوں یہ ہیں کہ یہاں تک کہ موافق ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے بیچ باقی حدیث ابن عمر کے اس کے تمام طریقوں میں خاص کر لیث کے طریق میں جو آئندہ باب میں آئے گا اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مختلف لفظوں سے آئی ہے پس وہ مضطرب ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جائے گی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ممکن ہے بغیر تکلیف تعسف پھر نہ ضرر کرے گا اس کو اختلاف اور شرط اضطراب کی ہے کہ اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق نہ ہو سکے اور یہ حدیث اس قبیلے سے نہیں یعنی اس کے مختلف لفظوں میں تطبیق ہو سکتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بیشک حمل کرنا خیار کا اس حدیث میں اوپر خیار فسخ کے پس شاید کہ مراد ساتھ اس کے خیار شرط ہو یا خیار زیادت کا مول میں یا بیع میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معہود اور معلوم آپ کی کلام میں جس جگہ کہ خیار کا لفظ بولا جائے ارادہ خیار فسخ کا ہے جیسا کہ حدیث مُصرَّات میں ہے اور جیسا کہ بیچ حدیث اس شخص کے ہے جس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور نیز جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ مراد ساتھ متبایعین کے بائع اور مشتری ہیں جو بیع کو عقد کرتے ہیں پس صادر ہونے عقد کے بعد نہیں خیار ہے شرا میں اور نہ ثمن میں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ تحقیق اکثار کیا ہے مالکیہ اور حنفیہ نے حجت پکڑنے سے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوتا ہے ذکر اس کا اور اس کے اکثر سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی یعنی وہ کلام اکثر تو بے فائدہ ہے اور ابن سمعانی نے

بعض حنفیہ سے حکایت کی ہے کہ بیع عقد میں مشروع ہے ساتھ وصف اور حکم کے پس وصف اس کی لازم ہونا ہے اور حکم اس کا ملک ہے اور تحقیق تمام ہو چکی ہے بیع ساتھ عقد کے پس واجب ہوئی یہ بات کہ تمام ہو ساتھ وصف کے اپنے اور حکم اپنے کے اور لیکن تاخیر کرنا اس کا جدا ہونے تک پس نہیں ہے اس پر کوئی دلیل اس واسطے کہ جب سب تمام ہو جائے تو اپنے حکم کا فائدہ دیتا ہے اور نہیں منفی ہوتا ہے مگر ساتھ عارض کے اور جو اس کا دعوی کرے پس اس پر بیان اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ بیع سبب ہے واسطے واقع کرنے کے ندم میں اور ندامت محتاج سے طرف نظر کی پس ثابت کیا شارع نے خیار مجلس کا دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے تا کہ سلامت رہیں ندم سے اور دلیل اس کی خیار رویت کا ہے نزدیک ان کے اور خیار شرط ہے نزدیک ہمارے کہا کہ اگر ملازم ہوتا عقد ساتھ وصف اور حکم اپنے کے تو نہ مشروع ہوتا اقالہ یعنی پھیر دینا بیع کا لیکن وہ مشروع ہوا ہے دونوں عقد کرنے والوں کی نظر سے مگر یہ کہ مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ منفرد ہے ساتھ اس کے ایک اُن دونوں کا پس نہ واجب ہوگا اور خیار مجلس کا مشروع ہے واسطے استدراک ندم کے کہ دونوں اس میں شریک ہیں پس واجب ہوگا۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

جب بائع اور مشتری دونوں سے ایک اپنے ساتھی کو اختیار دے بعد بیع کے یعنی جدا ہونے سے پہلے تو واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اگرچہ نہ جدا ہوں۔

١٩٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

١٩٧٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مرد سودا کریں تو ہر ایک دونوں میں سے مختار ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوں اور اکٹھے ہوں یعنی پس جدا ہونے کے بعد اختیار فسخ کا باقی نہیں رہتا ایک دوسرے کو اختیار دے پس دونوں سودا کریں اوپر اس اقرار کے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع یعنی اور اس کے بعد فسخ کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور اگر خرید و فروخت کے بعد دونوں جدا ہوں اور ان میں سے کوئی بیع کو نہ چھوڑے یعنی اس کو فسخ نہ کرے تو بے شک واجب ہو جاتی ہے بیع۔

فائدہ: یعنی بعد جدا ہونے کے اور یہ نہایت ظاہر ہے بیچ ٹوٹ جانے بیع کے ساتھ توڑنے ایک ان دونوں کے اور امام خطابی نے کہا کہ یہ زیادہ تر ظاہر چیز ہے بیچ ثابت ہونے خیار مجلس کے اور وہ باطل کرنے والی ہے واسطے ہر تاویل کے کہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور اسی طرح ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے اخیر میں کہ اگر

دونوں سودے کے بعد جدا ہوں کہ اس میں بھی بیان ظاہر ہے کہ بدن سے جدا ہونا یہی ہے توڑنے والا خیار کو اور اس کے معنی کلام کے ساتھ جدا ہونا ہوتے تو حدیث بے فائدہ ہو جاتی۔ انتہی اور بے شک اقدام کیا ہے داودی نے اوپر رد کرنے اس حدیث کے جس کی صحت پر اتفاق ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں قبول کی جاتی اس سے پس کہا کہ یہ جو لیث راوی نے اس حدیث میں کہا ہے کہ اور دونوں اکٹھے ہوں تو یہ لفظ صحیح نہیں اس واسطے کہ مرتبہ لیث کا نافع کے حق میں نہیں ہے مانند مرتبے مالک کی اور اس کی نظیروں کی۔ انتہی اور یہ رد کرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ اتفاق کیا ہے سب اماموں نے اس کے ثبوت پر بغیر سند کے اور کیا ملامت ہے اس شخص پر جس نے روایت کیا اس حدیث کو مفسر واسطے ایک احتمالوں اس کے کی یعنی اگر کوئی راوی حدیث کے احتمالوں میں سے ایک احتمال کے ساتھ حدیث کی تفسیر کرے تو اس پر کچھ ملامت نہیں اس حال میں کہ یاد رکھنے والا ہو اس سے وہ چیز کہ اس کے غیر کو یاد نہیں باوجود واقع ہونے تعدد مجلس کے پس وہ محمول ہے اس پر کہ ایک بار ان کے استاد نے ان کو یہ حدیث مفسر بیان کی اور ایک بار مختصر اور مالک کی حدیث میں جو الاّ بیع الخیار کا لفظ واقع ہوا ہے تو جمہور کہتے ہیں کہ یہ استثناء ہے دراز ہونے خیار سے جدا ہونے تک اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ دونوں جدا ہونے سے پہلے بیع کو جائز رکھیں تو اس وقت بیع لازم ہو جاتی ہے اور جدا ہونے کا اعتبار باطل ہو جاتا ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ مگر وہ بیع جس میں اختیار جاری ہوا ہو اور نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے ہمارے اصحاب نے اوپر راجح ہونے اس تاویل کے اور باطل کیا ہے بہت نے ان میں سے اس چیز کو جو اس کے سوا ہے اور غلط کیا ہے اس کے قائل کو اور لیث کی روایت نہایت ظاہر ہے اس کی ترجیح میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے منقطع ہونے خیار سے ساتھ جدا ہونے کے یعنی جیسا کہ بیان اس کا اوپر گزرا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کی کے کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو یعنی پس شرط کرے خیار کو مدت معین تک پس نہیں گزر گیا اختیار ساتھ جدا ہونے کے بلکہ باقی رہے گا یہاں تک کہ مدت گزری حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے ابو ثور سے اور ترجیح دی گئی ہے پہلے کو ساتھ اس کے کہ اس میں بہت تھوڑی کلام کا مقدر کرنا پڑتا ہے اور معین کرتی ہے اس کو روایت نسائی کی ساتھ اس لفظ کے کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار سے پس اگر بیع خیار سے ہو تو واجب ہو جاتی ہے بیع اور بعض کہتے ہیں کہ وہ استثناء ہے اثبات خیار مجلس سے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ یا اختیار دے ایک دوسرے کو پس اختیار کرے خیار مجلس میں پس خیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ احتمال سب احتمالوں سے ضعیف تر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی کہ مگر یہ کہ ہو بیع خیار یہ ہیں کہ دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ نہ جدا ہوں مگر یہ کہ اختیار کریں اور اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ہو اور مگر یہ کہ ہو بیع ساتھ شرط خیار کی اگرچہ بعد تفرق کے ہو اور اس قول سے پہلے دونوں تاویلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری)

بَابٌ إِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ

جب بائع یعنی بیچنے والا مختار ہو تو کیا بیع جائز ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو بند کرتا ہے خیار کو مول لینے والے میں سوائے بائع کے اس واسطے کہ حدیث نے اس میں دونوں کے واسطے برابری کی ہے۔ (فتح)

١٩٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ.

١٩٧١۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک بائع اور مشتری سے نہیں لازم ہوتی بیع درمیان ان کے یہاں تک کہ جدا ہوں یعنی پس جدا ہونے سے بیع لازم ہو جاتی ہے مگر بیع خیار کی۔

فائدہ: یعنی پس لازم ہوتی ہے ساتھ شرط اپنی کے جیسے کہ اس کی بحث پہلے گزری اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع کا لازم ہونا بند ہے بیچ جدا ہونے کے یا بیچ شرط خیار کے اور معنی یہ ہیں کہ عقد بیع جائز ہے پس جب ان دونوں امروں میں سے ایک امر پایا جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے (فتح)

١٩٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هَمَّامٌ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ يَخْتَارُ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا فَعَسٰى أَنْ يَرْبَحَا رِبْحًا وَيُمْحَقَا بَرَكَةَ بَيْعِهِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٩٧٢۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں ہمام راوی نے کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں پایا کہ تین بار اختیار کرے پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی خرید و فروخت میں ان کے لیے برکت ہوتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو عنقریب ہے کہ دونوں کو فائدہ ہو اور ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹائی جائے۔

فائدہ: یہ جو ہمام نے کہا کہ تین بار اختیار کرے تو ایک روایت میں اس کے بدلے آیا ہے کہ خیار تین بار ہے پس

اگر یہ زیادتی ثابت ہو جائے تو یہ بطور اختیار کے ہے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰی شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِیْ.

اگر کوئی ایک چیز خرید ے پھر اسی وقت اس کو ہبہ کر دے پہلے جدا ہونے کے اور نہ انکار کرے بائع خریدار پر۔

فائدہ: یعنی کیا اس کا اختیار اس کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے اور ابن منیر نے کہا کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ثابت کرنا خیار مجلس کا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور اس میں اس کا قصہ ہے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے اور وہ ظاہر ہے اس میں پھر خوف کیا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ اعتراض کیا جائے اس پر ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اونٹ سخت کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصرف کیا اونٹ میں ساتھ نفس عقد کے پس جواب دیا اس سے ترجمہ میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہ انکار کرے بائع یعنی تحقیق ہبہ مذکورہ تو بائع کے جائز رکھنے کے ساتھ تمام ہوا ہے اور وہ چپ رہنا اس کا ہے جو بجائے قول اس کے کی ہے اور ابن تین نے کہا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا تکلف ہے اور نہیں گمان کیا جاتا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کیا ہو اس چیز کو کہ اس میں کسی کو اختیار ہو اور نہ انکار اس واسطے کہ وہ بیان کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے اور اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک بیان کر دیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پہلی حدیثوں کے جو تصریح کرنے والی ہیں ساتھ خیار مجلس کے اور دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس کے کہ عقد کے بعد عمر سے جدا ہوئے ہوں بایں طور کہ اس سے آگے ہوئے ہیں یا پیچھے مثلاً یعنی پھر ہبہ کیا ہو اور نہیں حدیث میں وہ چیز کہ اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے پس نہیں معنی ہیں واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ اس واقع معین کے بیچ باطل کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر صریح حدیثیں کہ اختیار مجلس ثابت ہے پس اگر وہ حدیث البیعان بالخیار پر مقدم ہوں تو یہ حدیث قاضی ہے اوپر ان کے اور اگر ان سے متاخر ہوں تو یہ محمول ہوگا اس پر کہ اکتفاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بیان سابق کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خریدار جب بیع میں تصرف کرے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو خیار مجلس باقی نہیں رہتا جیسا کہ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے سمجھا اور ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ بائع جب مشتری پر انکار نہ کرے اس چیز میں کہ پیدا کیا ہے اس کو ہبہ اور عتق سے تو وہ بیع جائز ہے اور جب بائع انکار کرے تو اس میں اختلاف ہے سو جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے بدن کے ساتھ جدا ہونا شرط نہیں تو وہ لوگ اس کو جائز رکھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بدن سے جدا ہونا شرط ہے وہ اس کو جائز نہیں رکھتے اور حدیث حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں ہے امر بنا پر اس کو ذکر کیا ہے اس کو ابن بطال نے مطلق ہونے سے بلکہ انہوں نے بیعات میں فرق کیا ہے پس اتفاق ہے اس پر سب کا کہ بیچنا اناج کا قبض کرنے سے پہلے جائز نہیں اور اناج کے سوا

اور چیزوں میں اختلاف ہے ان کو کئی مذہبوں پر ایک قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے مطلق کسی چیز کا بیچنا درست نہیں ہے اور یہی ہے قول شافعی اور محمد بن حسن کا دوسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے بیچنا مطلق درست ہے یعنی ہر چیز کا مگر گھر اور زمین کہ ان کو قبض سے پہلے بیچنا درست نہیں اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا تیسرا قول یہ ہے کہ قبض سے پہلے ہر چیز کا بیچنا درست ہے مگر وہ چیز کہ ماپی جاتی ہے یا تولی جاتی ہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق اور احمد کا اور چوتھا قول یہ ہے کہ مطلق جائز ہے مگر وہ چیز کہ کھائی جاتی ہو اور پی جاتی ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک اور اختیار ابن منذر کا اور آزاد کرنے میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ آزاد کرنا صحیح ہے یعنی پہلے قبض سے اور ہوتا ہے قبض برابر ہے کہ ہو واسطے بائع کے حق جس کا ہو بایں طور کہ مول ادا نہ کیا ہو یا نہ ہو اور وقف میں بھی صحیح تر صحت اس کی ہے یعنی قبض سے پہلے وقف کرنا بھی درست ہے اور ہبہ اور رہن میں اختلاف ہے اور صحیح تر نزدیک شافعیہ کے ان دونوں میں یہ ہے کہ وہ صحیح نہیں ہیں یعنی پہلے قبض کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے اونٹ سخت کے حجت ہے واسطے مقابل اس کے کی اور ممکن ہے جواب اس سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو ابن عمر رضی اللہ عنہ وکیل قبض میں پہلے ہبہ کے اور یہی اختیار ہے بغوی کا کہا اس نے کہ جب اجازت دی مشتری نے واسطے موہوب لہ کے بیچ قبض کرنے بیع کے تو کافی ہے اور بیع تمام ہو جاتی ہے اور حاصل ہوتا ہے ہبہ بعد اس کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے ایک ہونا قابض اور مقبض کا یعنی قبض کرانے والے کا اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے مالکیہ اور حنفیہ کے بیچ اس بات کے کہ قبض کرنا تمام چیزوں میں ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی مشتری اور بائع کے درمیان راہ خالی کر دینے اس طور سے کہ اس کو قبض سے کوئی مانع نہ ہو اور اسی کی طرف ہے مائل ہونا امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا جیسا کہ پہلے گزرا ہے واسطے اس کے بیچ باب شرا الدواب والحمر کے کہ جب کوئی چار پائے خریدے اور بائع اس پر سوار ہو تو کیا یہ قبض ہے اور نزدیک شافعیہ اور حنفیہ کے کفایت کرتا ہے محض تخلیہ گھروں میں اور زمینوں میں اور جو چیز ان کی مانند ہے سوائے ان چیزوں کے نقل کی جاتی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائی جاتی ہیں اور اسی واسطے نہیں جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ساتھ حکم کے بلکہ وارد کیا ترجمہ کو بطور استفہام کے اور اس حدیث کی ایک طریق میں بیع کی تصریح آچکی ہے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقد کے بعد ہانکا ہو جیسا کہ اس کو عقد سے پہلے ہانکا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو ہانکنا قبض ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ قبض ہر چیز کے موافق اس کی ہے۔ (فتح الباری)

أَوِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَأَعْتَقَهٗ — یا کوئی غلام خریدے پھر اس کو آزاد کرے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ہبہ کے مسئلے کو اصل گردانا ہے اور عتق کا مسئلہ اس کے ساتھ لاحق کیا ہے واسطے موجود ہونے نص کے ہبہ میں سوائے عتق کے اور شافعیہ نے معنی کی طرف نظر کی ہے اس میں کہ عتق کے واسطے قوت اور

سرایت ہے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں اور جس نے کہا کہ ہبہ عتق کے ساتھ لاحق ہے کہا کہ عتق تلف کرنا ہے واسطے مالیت کے اور اتلاف قبض ہے پس اسی طرح ہبہ بھی قبض ہے۔ (فتح)

وَقَالَ طَاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ.

اور طاؤس نے کہا کہ اگر کوئی اسباب کو خریدے بائع کو رضا مندی سے پھر اس کو بیچ ڈالے تو واجب ہوتا ہے واسطے اس کے اسباب اس کے اور نفع اس کا واسطے خریدار کے ہے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور بائع اول اس پر انکار نہ کرے تو بیع تمام ہو جاتی ہے اور فسخ کا اختیار باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

۱۹۷۳۔ وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ.

۱۹۷۳۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا سو وہ مجھ پر غالب آتا تھا اور سب لوگوں سے آگے بڑھ جاتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے پھیرتے تھے پھر آگے بڑھ جاتا تھا سو عمر رضی اللہ عنہ اس کو جھڑکتے تھے اور پیچھے ہٹاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کر تو ساتھ اس کے جو چاہے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے واسطے اس چیز کے کہ تھے اس پر اصحاب تعظیم کرنے ان کے سے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ نہ آگے بڑھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چلنے میں اور یہ کہ جائز ہے جھڑکنا چوپایوں کا اور یہ کہ نہیں شرط ہے بیع میں پیش کرنا مالک اسباب کا اسباب اپنے کو بلکہ جائز ہے یہ کہ سوال کیا جائے اس کی بیع میں اور یہ کہ جائز ہے تصرف کرنا بیع میں پہلے بدل مول کے (فتح) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ عمر رضی اللہ عنہ سے خریدا اور اسی گھڑی اس کو ہبہ کر دیا اور بائع نے انکار نہ کیا اور اس کا خیار باطل ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز خریدے اور اس کو

اسی ساعت ہبہ کر دے اور بائع اس پر انکار نہ کرے تو اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلٰى عَقِبِي حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبَنْتُهُ بِأَنِّي سُقْتُهُ إِلٰى أَرْضِ ثَمُودَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ایک زمین جو وادی (ایک جگہ کا نام ہے) میں تھی امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچی بدلے زمین ان کی کے جو خیبر میں تھی سو جب ہم سودا کر چکے تو میں اپنے پیچھے پلٹا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے نکلا واسطے خوف اس بات کے کہ وہ مجھ سے سودا پھیرنا چاہے اور شرع میں دستور تھا یعنی شرع میں یہ بات مقرر تھی کہ بائع اور مشتری مختار ہیں یہاں تک کہ جدا ہوں عبداللہ نے کہا کہ جب میرا اور ان کا سودا لازم ہوا اور میں نے دیکھا یعنی جانا کہ میں نے ان کا نقصان کیا بایں طور کہ ہانکا میں ان کو طرف زمین ثمود کی ساتھ تین دن رات کے اور ہانکا انہوں نے مجھ کو طرف مدینے کی ساتھ تین دن اور رات کے۔

فائدہ: یعنی جو مسافت کہ ان کے اور ان کی بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس پر میں نے ان کو تین دن اور رات کی راہ اور زیادہ کر دی اور جو مسافت کہ میرے اور میری بیچی ہوئی زمین کے درمیان تھی اس سے انہوں نے مجھ کو تین دن رات کی راہ کم کر دی یعنی وہ مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ اور دور جا پڑے اور میں مدینے سے بہ نسبت پہلے کی تین دن رات کی راہ نزدیک ہو گیا۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ شریعت میں دستور تھا تو یہی سبب تھا بیچ نکلنے ان کے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام اس واسطے کیا تھا کہ واجب ہو واسطے ان کی بیع اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واسطے فسخ بیع کے خیار باقی نہ رہی اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے وکانت السنۃ اس پر کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور اوپر جس زمانے میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اس وقت میں بدن سے جدا ہونا متروک ہو گیا تھا اسی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کیا اس واسطے کہ وہ سنت کا بہت اتباع کیا کرتے تھے اسی طرح کہا ابن بطال نے اور انہیں اس کے قول میں وکانت السنۃ وہ چیز کہ اس کے استمرار اور ہمیشگی کی نفی کرے اور ایوب بن سوید کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ دستور تھا کہ جب ہم سودا کرتے تھے تو ہر ایک بائع اور مشتری سے مختار ہوتا تھا جب تک کہ دونوں نہ جدا ہوں سو میں نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بیع کی پس ذکر کیا قصے کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اشعار ہے ساتھ ہمیشگی اس کی کے اور عجب

بات کہی ابن رشید نے مقدمات میں پس گمان کیا اس نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بدن سے جدا ہونا سنت نہیں بلکہ یہ منسوخ ہے اور میں اس کی زیادت کی کوئی اسناد نہیں دیکھتا اور اگر صحیح ہو تو نہ نکالے گی مسئلے کو خلاف سے اس واسطے کہ اکثر اصحاب سے منقول ہے کہ بے شک جدا ہونا بدنوں سے ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا غائب چیز کا جو حاضر نہ ہو جب کہ بیان کرے بائع صفت اس کی کو وسیاتی نقل الخلاف فیہا فی باب بیع الملامسۃ اور یہ کہ جائز ہے حیلہ کرنا بیع باطل کرنے خیار کے اور مقدم کرنا مرد کا اپنی جان کی مصلحت کو اپنے غیر کی مصلحت پر اور یہ کہ جائز ہے بیچنا زمین کا ساتھ زمین کے اور یہ کہ غبن سے بیع پھیرتی نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ
بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے

فائدہ: گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے کہ بیع میں فریب کرنا مکروہ ہے لیکن بیع کو فسخ نہیں کرتا مگر یہ کہ مشتری خیار کو شرط کرے بنا پر اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے قصہ جو مذکور ہے حدیث میں۔ (فتح)

۱۹۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ.

۱۹۷۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ کو بیع میں فریب ہوتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سودا کرے تو کہہ کہ نہیں ہے فریب۔

فائدہ: یعنی دین میں اس واسطے کہ دین تو خیر خواہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تجھ کو اختیار ہے ہر اسباب میں کہ تو اس کو خریدے تین دن تک پس اگر تو راضی ہو تو روک رکھ نہیں تو پھیر دے پس زندہ رہا وہ شخص یہاں تک کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا اور وہ ایک سو تیس برس کا تھا سو بہت ہوئے لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اس کا دستور تھا کہ جب کوئی چیز خریدتا تھا اور اس کو کہا جاتا تھا کہ تجھ کو غبن ہوا تو تو اس میں رجوع کرتا تھا پس گواہی دیتا تھا واسطے اس کے کوئی شخص اصحاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس کے تین رات تک اختیار ٹھہرایا تھا پس اس کے درہم اس کو پھیر دیئے جاتے تھے اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ بات سکھائی تا کہ اس کو بیع کے وقت کہے پس مطلع ہو اس کے ساتھ ساتھی اس کا کہ نہیں ہے وہ ان لوگوں میں سے جن کو بصیرت ہے بیچ معرفت اسباب اور مقدار قیمت کی پس دیکھے گا واسطے اس کے جو دیکھے گا واسطے نفس اپنے کے واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکی ہے ترغیب دلانے بائع اور مشتری کے سے اوپر نصیحت کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اگر وہ سچ بولیں اور عیب بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے احمد کے اور ایک قول مالک کے کہ رد کی جاتی

ہے بیع واسطے غبن فاحش کے واسطے اس شخص کے جو نہ پہچانتا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ
نے اختیار دیا اس کو واسطے ضعیف ہونے عقل اس کی کے اور اگر غبن کے ساتھ فسخ کا اختیار ہوتا تو شرط خیار کی
حاجت نہ ہوتی اور ابن عربی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو فریب بیچ قصے اس مرد کے عیب میں یا جھوٹ میں یا مول
میں یا غبن میں پس خاص کر غبن کے مسئلے میں اس حدیث سے حجت پکڑنی درست نہ ہوگی اور یہ قصہ عام نہیں بلکہ
وہ خاص ایک واقعہ کا ذکر ہے پس اس حدیث سے خاص اس شخص کو حجت پکڑنی درست ہوگی جو اس مرد کی طرح
ہو اور عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے بیع میں کلام کیا تو کہا کہ نہیں پاتا واسطے تمہارے کوئی چیز کہ زیادہ تر فراخ
ہو اس چیز سے کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ نے واسطے حبان بن منقذ کے تین دن لیکن اس حدیث کی مدار ابن لہیعہ
پر ہے اور وہ ضعیف ہے انتہی اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا لیکن جو احتمال کہ اس نے ذکر کیے ہیں
وہ معین ہیں ساتھ اس روایت کے جس نے اس کی تصریح کی ہے کہ اس کو بیع میں فریب ہوتا تھا اور استدلال کیا
گیا ہے ساتھ اس کے کہ خیار شرط کیے گئے کی مدت تین دن میں ہے بغیر زیادت کے اس واسطے کہ وہ حکم ہے جو
خلاف اصل پر وارد ہوا ہے پس بند کیا جائے گا ساتھ اس کے اوپر اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور
تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ حضرت ﷺ نے مصرات کے باب میں تین دن مدت ٹھہرائی ہے اور اعتبار کرنا
تین دن کا کئی جگہوں میں ہے اور عجب بات کہی بعض مالکیہ نے پس کہا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ بند کیا اس کو
حضرت ﷺ نے تین دن میں اس واسطے کہ اکثر بیع اس کی غلاموں سے تھی اور یہ دعوی محتاج ہے طرف دلیل کی
اور محض احتمال اس میں کافی نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو بیع کے وقت کہے کہ فریب نہیں
تو اس کو اس بیع میں اختیار ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ اس میں کوئی عیب یا غبن پائے یا نہیں اور مبالغہ کیا ہے ابن حزم
نے بیچ اپنے جمود کے پس کہا کہ اگر کہے کہ نہیں فریب یا نہیں عیب یا جو اس کی مانند ہو تو نہیں ہوتا واسطے اس کے
خیار یہاں تک کہ کہے کہ لا خلابۃ اور آسان تر اس چیز کا کہ رد کیا جائے اس پر وہ چیز ہے جو صحیح مسلم میں ثابت
ہے کہ وہ کہتا تھا کہ لا خیابۃ ساتھ یا کہ بدلے لام کے اور ساتھ ذال کے بدلے دال کے اور شاید کہ وہ اچھی طرح
بول نہ سکتا تھا اور باوجود اس کے نہ متغیر ہوا حکم بیچ حق اس کے کے نزدیک کسی کے اصحاب میں سے جو اس کے
واسطے گواہی دیتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اس کے واسطے اختیار ٹھہرایا ہے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے اس میں
معنی کے ساتھ اکتفاء کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بڑے آدمی کو تصرف سے نہ روکا جائے
اگرچہ اس کی بے عقلی ظاہر ہو واسطے دلیل اس چیز کے کہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ اس کے گھر والے
حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ اس کو مال میں تصرف کرنے سے روک دیں تو حضرت ﷺ
نے اس کو بلا کر منع کیا سو اس نے کہا کہ میں صبر نہیں کر سکتا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو بیع کرے تو کہہ کہ

فریب نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر بڑے آدمی کو روکنا صحیح نہ ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ ان پر انکار کرتے کہ اس کو تصرف سے روکنا جائز نہیں اور حضرت ﷺ کا اس کو نہ روکنا پس نہیں دلالت کرتا ہے اس پر کہ بے عقل کو مال میں تصرف سے روکنا منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع کے اوپر شرط خیار کے اور اوپر اس کے کہ صرف مشتری کو خیار جائز ہے یعنی بائع کو جائز نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو تھی اس پر اہل اس زمانے کے رجوع کرنے سے طرف حق کی اور قبول کرنے خبر واحد کے سے بیچ حقوق وغیرہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْأَسْوَاقِ

باب ہے بیچ بیان بازاروں کے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ ارادہ کیا بخاری نے ساتھ اس ذکر بازاروں کے اباحت تجارت کے یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد اس باب سے یہ ہے کہ تجارت جائز ہے اور جائز ہے شریفوں اور بزرگوں کو داخل ہونا بازاروں میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کی شرط پر ثابت نہیں کہ بازار سب جگہوں سے بدتر ہیں اور یہ حدیث ہے جو احمد نے جبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب جگہوں سے بہت پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور سب جگہوں سے بدتر اللہ کے نزدیک بازار ہیں اور اس کی اسناد حسن ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ باعتبار غالب کے ہے اور نہیں تو بہت بازار جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے بہتر ہیں اکثر مسجدوں سے (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ.

اور عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو میں نے کہا کہ کیا کوئی بازار ہے کہ اس میں تجارت ہوتی ہو تو اس نے کہا کہ بازار قینقاع ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اوائل بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ فقط ذکر بازار کا ہے اور اس کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ہونا اور یہ کہ اس میں بڑے بڑے اصحاب رضی اللہ عنہم بزرگ جاتے تھے واسطے حاصل کرنے معاش کے واسطے گزارے کے اور واسطے بچنے لوگوں سے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھ کو بازار کی راہ دکھاؤ

فائدہ: یہ حدیث بھی وہی ہے جو پہلے گزری۔

وَقَالَ عُمَرُ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز رکھا مجھ کو بازار کی خرید وفروخت نے

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزری ہے اس سے بھی غرض وہی ہے کہ بازار میں جانا درست ہے۔

۱۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوْا بِبَيْدَآءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

۱۹۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک لشکر کعبے سے لڑنے آئے گا جب کہ زمین کے میدان میں ہوں گے تو اللہ ان کے اگلے پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اپنی اپنی نیت پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کے اگلے پچھلوں کو کیسے زمین میں دھنسایا جائے گا اور حالانکہ لشکر میں تو بازاری لوگ بھی ہوں گے جو خرید وفروخت کرتے ہوں گے اور وہ لوگ کہ جو لڑنے والوں میں نہیں ہوں گے یعنی ان کا کیا قصور ہے جو وہ بھی عذاب میں شریک ہوں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے اگلے پچھلوں سب کو دھنسایا جائے گا پھر اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے۔

فائدہ: یعنی بدون کی شامت اعمال سے نیکیوں پر دنیاوی عذاب ہوگا لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زیادہ کرے گروہ کسی کسی قوم کا گناہ میں اختیار سے تو اس کو بھی ان کے ساتھ عذاب لازم ہوتا ہے اور کہا کہ امام مالک نے استنباط کیا ہے اس سے کہ جو شراب خور کے پاس بیٹھے اس کو بھی اس کے ساتھ تعزیر دی جاتی ہے اگرچہ وہ شراب نہ پیے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ جو عذاب کی حدیث میں مذکور ہے وہ آسمانی عذاب ہے پس نہ قیاس کیا جائے گا عذاب شرعی اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کو اخیر حدیث کا کہ پھر اپنی اپنی نیت اٹھائے جائیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عملوں کو اعتبار عامل کی نیت سے ہے اور اس میں ڈراتا ہے اہل ظلم کی صحبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے سے اور ان کے گروہ زیادہ کرنے سے مگر جس کو کوئی چارہ نہ ہو اور متردد ہوتی ہے نظر بیچ صحبت تاجر کے واسطے اہل فتنہ کے کہ کیا یہ ان کے لیے اعانت ہے ان کے ظلم پر یا وہ ضرورت بشریہ سے ہے پھر اعتبار کیا جائے عمل پر ایک کا اس کی بیت سے اور دوسرے شق پر ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد وہ لشکر ہو جو کعبے کو ڈھا دیں گے پس بدلہ لیا جائے گا ان سے سو ان کو دھنسایا جائے گا اور پوچھا کیا گیا اس کا بایں طور کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت سے اور جو لوگ کہ کعبے کو ڈھائیں گے وہ حبشہ کے کافر ہیں اور نیز بس مقتضی کلام آپ کی کا یہ ہے کہ ان کو دھنسایا جائے گا بعد اس کے کہ کعبے کو ڈھا کر پھریں گے اور ظاہر اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کعبے میں پہنچنے سے پہلے زمین میں دھنسائے جائیں گے (فتح) یعنی پس ابن تین کا یہ احتمال ٹھیک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار جانا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ (ت)

۱۹۷۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ وَبَيْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ بِأَنَّهٗ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَا يَنْهَزُهٗ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ بِهَا دَرَجَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَّالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَقَالَ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهٗ.

۱۹۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فرمایا کہ نماز ایک تمہارے کی جماعت میں اس کے بازار اور گھر کی نماز سے بیس اور چند درجے زیادہ ہے یعنی پچیس یا ستائیس اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے وضو کیا سو اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد میں آیا اس حالت سے کہ نماز کے سوا اس کی جنبش کا کوئی سبب نہ ہو تو ایسا شخص کوئی قدم نہ چلے گا مگر کہ اللہ اس کے ہر قدم کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے اس کا گناہ دور کرے گا اور فرشتے اس کو دعا کرتے ہیں جب تک کہ اس مکان میں بیٹھا رہے گا جس میں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ الٰہی اس پر رحم کر الٰہی اس پر رحمت کر کہ یہ وعدہ اس شرط پر ہے جب تک کہ مسجد میں دنیا کی بات نہ کہے یا وضو نہ ٹوٹے جب تک اس میں کسی کو تکلیف نہ دے اور فرمایا کہ ہمیشہ آدمی نماز میں ہے جب تک کہ اس کو نماز روکے رہے یعنی جو مدت نماز کے انتظار میں گزرے وہ نماز ہی میں شمار ہوگی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابواب الجماعۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ بازار میں جانا اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔ (فتح)

۱۹۷۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ

۱۹۷۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بازار میں تھے تو ایک مرد نے کہا کہ اے ابوالقاسم سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی گمان کیا کہ شاید اس نے مجھ کو بلایا ہے تو اس مرد نے کہا کہ میں نے اس کو بلایا یعنی کسی اور مرد کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت کو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ.

فائدہ: کنیت اس کو کہتے ہیں جس پر اب کی لفظ ہو جیسے ابوالقاسم یا ابوالحسن ابوالقاسم حضرت ﷺ کی کنیت تھی سو فرمایا کہ اپنی اولاد کا نام محمد رکھا کرو ان کو ابوالقاسم نہ کہو اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بازار میں جانا جائز ہے۔ وفیہ المطابقة للترجمة۔

۱۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيْعِ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ.

۱۹۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے بقیع میں بلایا اے ابوالقاسم! سو حضرت ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے سو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو مراد نہیں رکھا یعنی میں نے آپ کو نہیں پکارا سو حضرت ﷺ نے فرمایا' کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ بازار بقیع میں تھا۔ (فتح)

۱۹۷۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِيْ وَلَا أُكَلِّمُهُ حَتّٰى أَتٰى سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا أَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أَحْبِبْهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ رَأٰى نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ.

۱۹۷۹۔ ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دن کے کچھ ٹکڑے میں یعنی دن کے اخیر میں نکلے اس حال میں کہ نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کلام کرتے تھے اور نہ میں آپ ﷺ سے کلام کرتا تھا یعنی چپ تھے یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں آئے یعنی اور بازار سے پھر کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آ بیٹھے سو فرمایا کہ کیا لڑکا یہاں ہے کیا لڑکا یہاں ہے یعنی حسن رضی اللہ عنہ سو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر ان کو روک رکھا سو گمان کیا میں نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کو ہار پہناتی ہیں یا نہلاتی ہیں سو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو گلے لگایا اور چوما اور پھر فرمایا کہ الٰہی دوست رکھ اس کو اور دوست رکھ اس کو جو حسن کو دوست رکھے اور سفیان نے کہا کہ عبیداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو کہ تحقیق عبیداللہ نے نافع بن جبیر کو دیکھا اس نے ایک رکعت وتر پڑھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم تعظیم کرنے سے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چلنے سے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تواضع سے اور داخل ہونے سے بازار میں اور بیٹھنے سے گھر کے صحن میں اور اس میں ہے لڑکے پر رحم کرنا اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرنی اور اس کو گلے لگانا اور چومنا اور اس میں بیان ہے واسطے فضیلت حسن کے۔ (فتح)

١٩٨٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ أَنْ يَبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ إِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

١٩٨٠۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قافلہ سے اناج خریدا کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی آدمی کو بھیجتے تھے جو ان کو خرید کی جگہ میں اناج بیچنے سے منع کرے یہاں تک کہ اس کو اناج بیچنے کی جگہ اٹھا لے جائے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچا جائے اناج جب کہ اس کو کوئی خریدے یہاں تک کہ اس کو پورا لے یعنی قبض کر لے۔

فائدہ: شبہ کیا گیا ہے اس پر کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سوق اس جگہ کا نام ہے جس میں خرید و فروخت واقع ہو پس نہ خاص ہوگا حکم مذکور ساتھ اس مکان کے جو معروف ہے ساتھ بازار کے بلکہ عام ہوگا ہر مکان کو کہ واقع ہو اس میں خرید و فروخت اس واسطے کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس جگہ اناج بیچا جائے عام ہے۔ (فتح) وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوْقِ

بازار میں شور کرنا مکروہ ہے

١٩٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قُلْتُ أَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ

١٩٨١۔ عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ساتھ صفت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تورات میں واقع ہوئی ہے عبداللہ نے کہا کہ ہاں میں خبر دیتا ہوں کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفت کیے گئے ہیں تورات میں ساتھ بعض صفتوں کے کہ قرآن میں ہیں کہ اے نبی ہم نے تم کو بھیجا گواہی کو اور خوش

بَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّحِرْزًا لِّلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَّقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَّآذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا تَابَعَهٗ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَّقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِيْ غِلَافٍ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْنًا.

اور ڈر سنانے کو اور پناہ واسطے ان پڑھوں کے تو بندہ میرا ہے اور رسول میرا نام رکھا ہے میں نے تم کو متوکل نہ سخت خو ہے اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں دفع کرتا ساتھ بدی کے بدی کو یعنی بدی کے بدلے بدی نہیں کرتا لیکن معاف کرتا ہے اور گناہ کو بخشتا ہے اور نہ روح قبض کرے گا ان کی اللہ یہاں تک کہ قائم کرے ساتھ ان کے دین ٹیڑھی کو کہ فترت کے زمانے متغیر ہوا تھا ساتھ اس کے کہ کہیں لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ توحید کہیں اور کھولے جائیں ساتھ کلمہ توحید کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل غلاف کیے ہوئے غلف ہر وہ چیز ہے کہ غلاف میں ہو کہتے ہیں کہ تلوار غلاف میں ہے اور کمان غلاف میں ہے اور آدمی کو بھی اغلف کہتے ہیں جب کہ اس کو ختنہ نہ کیا ہوا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے سمجھایا جاتا ہے کہ امام اعظم یعنی امیر المومنین کا بازار میں داخل ہونا اس کو اس کے مرتبے سے تلے نہیں اتارتا اس واسطے کہ نفی تو شور کرنے کی مذمت میں آئی ہے کہ اس میں شور کرنا برا ہے نہ اصل دخول سے یعنی اصل داخل ہونا منع نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازار میں شور کرنا درست نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِيْ

باب ہے اس بیان میں کہ مزدوری ماپنے کی اور بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

فائدہ: یعنی دینے والے پر ہے خواہ بیچنے والا ہو یا قرض دینے والا یا سوائے اس کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے ماپنے کے بیچ تولنا اس اسباب کے کہ تولہ جاتا ہے اور یہی قول ہے تمام فقہاء شہروں کا اور اسی طرح مول کے تولنے کی مزدوری خریدار پر ہے مگر کھرا کرنا مول کا وہ بائع پر ہے اصح قول پر شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ يَعْنِيْ كَالُوْا لَهُمْ وَوَزَنُوْا لَهُمْ كَقَوْلِهٖ ﴿يَسْمَعُوْنَكُمْ﴾ يَسْمَعُوْنَ لَكُمْ.

اور بیان اس آیت کا کہ جب ماپ دیں ان کو یا تول دیں ان کو تو گھٹا کر دیں یعنی ان کو واسطے ماپیں یا تولیں مانند اس آیت کی کہ سنتے ہیں تم کو یعنی سنتے ہیں واسطے تمہارے۔

فائدہ: اور ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ جب آدمی کچھ خریدے تو کوئی غیر اس کو تول کر دے اور جب کچھ بیچے تو خود تول کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَالُوْا حَتّٰى تَسْتَوْفُوْا

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماپو یہاں تک کہ پورا حق لو اپنا اور اس کو قبض کرو

فائدہ: یہ حدیث پوری نسائی اور ابن حبان نے روایت کی اور مطابقت اس کی ترجمہ سے یہ ہے کہ ماپنا استعمال کیا جاتا ہے واسطے اس چیز کے کہ لے اس کو آدمی واسطے نفس اپنے کے اور تفسیر کرتی ہے اس کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی جو بعد اس کے ہے (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ.

اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ جب تو بیچے تو خود تول کر دے اور جب تو خریدے تو بائع سے تول کر لے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تولنا اور ماپنا بائع پر ہے۔

۱۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

۱۹۸۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج خریدے تو بیچے اس کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے اور قبض کرے۔

۱۹۸۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَائِهِ أَنْ يَضَعُوْا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلٰى

۱۹۸۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ یعنی میرے باپ کا انتقال ہوا اور اس پر قرض تھا یعنی اور میرے پاس مال نہ تھا کہ اس کے ساتھ قرض ادا کروں تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی یعنی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کروائی کہ اس کو کچھ قرض چھوڑ دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ بات چاہی سو انہوں نے کچھ نہ چھوڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور اپنی ہر قسم کی کھجور کے جدا جدا ڈھیر کر عجوہ کو جدا کر اور عذق زید کو جدا کر پھر کسی کو میرے پاس بھیج تا کہ میں تیرے پاس آؤں سو میں نے تمام کھجوریں جدا جدا کیں پھر میں نے کسی کو

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰى أَعْلَاهُ أَوْ فِيْ وَسَطِهٖ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى أَوْفَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَأَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّاهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهٗ فَأَوْفِ لَهٗ.

حضرت ﷺ کے پاس بھیجا سو حضرت ﷺ تشریف لائے اور ڈھیر کے اوپر یا درمیان بیٹھے پھر فرمایا کہ ماپ واسطے قوم کے یعنی قرض خواہوں کو ماپ ماپ کر دینا شروع کر سو میں نے ماپ ماپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے ان کو ان کا حق پورا کر دیا یعنی سب قرض ادا کر دیا اور میری کھجوریں باقی ہیں گویا کہ ان سے کوئی چیز کم نہ ہوئی یعنی وہ سب ڈھیر اسی طرح باقی تھا اس میں کچھ کمی نہ ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ ماپتا رہا واسطے ان کے یہاں تک کہ ان کا قرض ادا کیا اور ایک روایت میں ہے کہ قرض خواہ کے واسطے کھجوریں کاٹ اور اس کے سب حق ادا کر۔

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قوم کے واسطے ماپ تو یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے کہا کہ ماپنا دینے والے پر ہے۔ (فتح) اور عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے بہت عمدہ جو مدینے میں ہوتی ہے اور عذق زید بھی ایک قسم کی کھجور ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

خرید و فروخت کے وقت ماپنا مستحب ہے

۱۹۸۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ.

۱۹۸۴۔ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تولا کرو اپنے اناج کو کہ تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے عیال کے خرچ کو تولا کرے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نکالو اناج کو ساتھ کیل معلوم کے کہ پہنچائے تم کو ایک مدت تک جس کو تم نے اندازہ کیا ہے باوجود اس کے کہ رکھی ہے برکت اللہ نے بیچ مد اہل مدینہ کے ساتھ دعا حضرت ﷺ کے اور ابن جوزی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت واسطے بسم اللہ کہنے کے اوپر اس کے وقت ماپنے کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس کچھ جو تھے کہ میں اس سے کچھ کھاتی تھی یہاں تک کہ بہت مدت ہوگئی سو میں نے ان کو ماپا پس تمام ہو گئے مہلب نے کہا کہ اس حدیث اور مقدام کی حدیث کے درمیان معارضہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی قوت کے موافق تھوڑا سا خرچ بے ماپے نکالتی تھیں سو ان کو اس میں برکت ہوتی تھی باوجود برکت

حضرت ﷺ کے سو جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ماپا تو معلوم کیا اس مدت کو کہ وہاں تک پہنچیں گے اور یہ پھیرنا ہے واسطے اس چیز کے کہ متبادر ہے طرف اس کے ذہن برکت کے معنی سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ابن حبان کے نزدیک اس طور سے واقع ہوئی کہ ہم ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ اس کو لڑکے نے ماپا پس کچھ دیر نہ ہوئی کہ تمام ہو گئے اور اگر ہم اس کو نہ ماپتے تو ہم کو امید تھی کہ بہت مدت رہتے اور ظاہر یہ ہے مقدام کی حدیث محمول ہے اس اناج پر جس کو خریدے پس حاصل ہوتی ہے اس میں برکت ساتھ ماپنے کے واسطے ماننے حکم شارع علیہ السلام کے اور اگر ماپنے کے حکم کو نہ مانا جائے تو اس سے برکت نکالی جاتی ہے واسطے شامت نافرمانی کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے اس پر کہ انہوں نے اس کو امتحان اور آزمائش کے واسطے ماپا تھا کہ کیا سچ مچ ماپنے سے برکت ہو جاتی ہے اس واسطے داخل ہوا اس میں نقصان اور حاصل یہ ہے کہ محض ماپنے سے برکت نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے اور وہ شارع کے حکم کا ماننا ہے اس چیز میں کہ اس کا ماپنا مشروع ہے اور نہیں کھینچی جاتی برکت ماپی ہوئی چیز سے ساتھ محض ماپنے کے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور امر نہ جوڑا جائے مانند معارضہ اور آزمائش کے اور احتمال ہے معنی کیلوا طعامکم کے یہ ہوں کہ جب تک تم اس کو جمع کر رکھو اس حال میں کہ برکت کے طالب ہو اور اجابت کا یقین رکھتے ہو تو گویا کہ جو اس کے بعد اس کو ماپتا تھا تو اس واسطے ماپتا تھا تا کہ اس کی مقدار پہچانے تو یہ اجابت میں شک ہوگا پس عذاب دیا جائے گا ساتھ جلدی تمام ہونے اناج کے اور محب طبری نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو یہ برکت جو تولنے سے حاصل ہوتی ہے یہ سبب سلامت رہنے کے بدظنی سے ساتھ خادم کے اس واسطے کہ جب خادم بغیر حساب کے نکالے گا تو کبھی اناج جلدی تمام ہوگا اور اس کو معلوم نہ ہوگا پس خادم کو تہمت ہوگی اور کبھی وہ تہمت سے پاک ہوتا ہے اور جب اس کو ماپ لے گا تو تہمت سے امن میں ہوگا واللہ اعلم۔

بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِ

حضرت ﷺ کے صاع اور مد کی برکت کا بیان

فائدہ: یعنی حضرت ﷺ کے اہل کے صاع اور مد کا بیان اور عینی نے کہا کہ ترجمہ باب خاص حضرت ﷺ کی صاع کی برکت میں ہے نہ اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں اور اہل مدینہ کے واسطے کئی قسم کے صاع ہیں جو مختلف ہیں حاصل یہ کہ یہ باب اہل مدینہ کے صاع کے بیان میں نہیں ہے بلکہ خاص حضرت ﷺ کے صاع کی برکت کا بیان ہے جو خاص حضرت ﷺ کے گھر میں تھا۔

فِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حج کے اخیر میں مذکور ہو چکی ہے کہ کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو تپ ہوئی اور اس میں یہ لفظ ہے کہ کہا الہی برکت کر ہمارے لیے ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں۔ (فتح)

۱۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَی حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام لِمَكَّةَ.

۱۹۸۵۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو برکت دی یعنی لوگوں میں اس کی بزرگی ظاہر کی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور میں بزرگی دیتا ہوں مدینے کو جیسا کہ بزرگی دی ابراہیم نے مکے کو اور میں نے اہل مدینہ کے واسطے دعا کی ان کے مد میں اور صاع میں مثل اس کی کہ ابراہیم نے اہل مکہ کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: یہ حدیث حج کے اخیر میں پہلے بھی گزر چکی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس باب کو باب و ما یستحب من الکیل کے پیچھے ذکر کیا تو یہ مشعر ہے کہ جو برکت کہ مقدام کی حدیث میں مذکور ہو چکی ہے وہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو ماپنا ساتھ مد اور صاع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی یہ برکت خاص اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد ہی سے اناج ماپا جائے اور احتمال ہے یہ حکم متعدی ہو طرف اس چیز کی جو موافق ہو واسطے ان دونوں کے نہ طرف اس چیز کی جو ان کے مخالف ہو یعنی پس جو صاع اور مد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مد کے مخالف ہو اس میں یہ برکت حاصل نہیں ہوتی اگرچہ وہ مدینہ کا صاع ہو۔ (فتح)

۱۹۸۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

۱۹۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی برکت دے ان کو ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کو ان کے صاع میں اور مد میں یعنی مدینہ والوں کے صاع اور مد میں۔

فائدہ: صاع اور مد کی برکت سے مراد اناج کی برکت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے پھلوں کی برکت کی دعا کی تھی اس واسطے کہ وہاں اناج نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے پھل اور اناج دونوں کے واسطے برکت کی

دعا کی اس واسطے کہ وہاں دونوں چیزیں ہوتیں ہیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ باب ہے بیچ بیچنے اناج کے پہلے قبض کے اور بیچ بیان احتکار کے

فائدہ: شرع میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اناج کو بانتظار گرانی کے بایں طریق کہ گرانی کے وقت کہ لوگوں کو اناج کی حاجت ہو مول لے کر بند رکھے اس نیت سے کہ جب بہت مہنگا ہوگا تو بیچوں گا اور لغت میں احتکار کہتے ہیں بند رکھنے اسباب کو بیچنے سے یعنی اسباب کو بیچے نہیں اور باب کی حدیثوں میں احتکار کا ذکر نہیں جیسا کہ اسمعیلی نے کہا اور شاید کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استنباط کیا ہے اس کو امر سے ساتھ نقل کرنے اناج کے طرف گھروں کی اور منع کرنے بیچ اناج کی سے پہلے پورا لینے اس کے کی پس اگر احتکار حرام ہوتا تو نہ حکم کرتے ساتھ اس چیز کے کہ رجوع کرتی ہے اخیر کو طرف احتکار کی اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے حدیث معمر کی کہ نہیں احتکار کرتا ہے مگر گنہگار روایت کی یہ حدیث مسلم نے لیکن محض اناج کا اپنی جگہوں کی طرف لے جانا نہیں لازم پکڑتا ہے احتکار شرعی کو اس واسطے کہ احتکار شرعی بند رکھنا اناج کا ہے بیچنے سے اور گرانی کی انتظار کرنی باوجود یہ کہ وہ خود اس سے بے پروہ ہو اور لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو ابو زناد نے سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے اور مالک نے کہا کہ اگر کوئی اپنی زمین سے اناج لا کر اپنے گھر میں بند رکھے تو یہ احتکار نہیں اور امام احمد نے کہا کہ احتکار تو صرف قوتوں میں ہے یعنی جس جس چیز کو آدمی کھا کر جیتے ہیں ان کے سوائے اور چیزوں میں نہیں اور احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ ترجمہ کے بیان تعریف احتکار کا جو منع ہوا ہے غیر اس حدیث میں اور یہ کہ مراد ساتھ اس سے قدرے زائد ہے اس پر جو تفسیر کی ہے اس کی اہل لغت نے پس بیان کیں اس نے وہ حدیثیں جس میں قدرت دینا لوگوں کا ہے خریدنے اناج کے سے اور نقل کرنے اس کے کے اور اگر احتکار منع ہوتا تو اٹھا لے جانے سے منع کیے جاتے یا بیان کیا جاتا واسطے ان کے وقت نقل کرنے ان کے کے اسمدت کو کہ وہاں تک پہنچیں اور یا روکا جاتا ان کو خریدنے بہت چیز کے سے جو احتکار کے ظن کی جگہ ہے اور یہ سب وجہیں مشعر ہیں ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے نہیں کہ احتکار منع ہے بیچ حالت خاص کے ساتھ شرطوں خاص کے اور احتکار کی مذمت میں بہت حدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان میں سے ایک تو معمر کی حدیث ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور ایک عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع ہے کہ جو بند رکھے مسلمانوں پر اناج ان کا تو پہنچاتا ہے اس کو اللہ تعالی ساتھ جذام اور افلاس کے یعنی مبتلاء کرتا ہے اس کو بلائے بدنی اور مالی میں روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد حسن ہیں اور اسی سے مرفوع حدیث ہے کہ سوداگر رزق دیا گیا اور احتکار کرنے والا ملعون ہے روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو چالیس دن اناج بند رکھے تو تحقیق بری ہوا اس سے

اللہ اور بری ہوا وہ اللہ سے روایت کی یہ حدیث احمد اور حاکم نے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو احتکار کرے یعنی بند رکھے اناج کو اس ارادے سے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں پر گرانی کرے تو وہ گنہگار ہے روایت کی کہ حدیث حاکم نے (فتح)

١٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

١٩٨٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے ان لوگوں کو جو اناج اندازے سے خریدتے تھے کہ مارے جاتے تھے یعنی ان کو منع ہوتا تھا کہ بیچیں اناج یہاں تک کہ ٹھکانا دیں ان کو اپنی جگہوں میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

١٩٨٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُرْجَئُوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ.

١٩٨٨ـ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے مرد اناج کو یہاں تک کہ اس کو پورا لے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کس طرح ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبض سے پہلے بیچنا یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج موخر ہے اس میں دخل نہیں۔

فائدہ: اور معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ خریدے ایک مرد دوسرے مرد سے اناج کو ساتھ ایک دینار کے ایک مدت معلوم تک پھر بیچے اس کو اسی سے یا کسی اور آدمی سے پہلے اس سے کہ قبض کرے اناج کو ساتھ دو دیناروں کے مثلاً پس یہ جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع درحقیقت سونے کی ہے بدلے سونے کے اور اناج غائب ہے تو گویا کہ بیچا اس نے اپنے دینار کو جس کے ساتھ اس نے اناج کو خریدا تھا ساتھ دو دیناروں کے پس یہ بیاج ہے۔

١٩٨٩ـ حَدَّثَنِيْ أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ

١٩٨٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اناج کو مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبضے میں لائے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ.

فائدہ: ان دو حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی۔

١٩٩٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ عِنْدَهٗ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا حَتّٰى يَجِيْءَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيَانُ هُوَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

١٩٩٠۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ کون ہے کہ اس کے پاس بیع صرف ہو یعنی اس کے پاس درہم ہوں کہ دیناروں سے بدلہ کرے تو طلحہ نے کہا کہ میں ہوں کہ میرے پاس درہم ہیں سو تو صبر کر یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور اسی اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے یعنی اگرچہ دونوں برابر ہوں مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اور مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے شرط ہونے قبض جو وغیرہ ربویات کے سے بیچ مجلس کے اس واسطے کہ وہ داخل ہے بیچ قبض کرنے اناج کے بغیر اور شرط کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُّقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

باب ہے بیچ بیان بیچنے اناج کے پہلے قبض کرنے کے اور بیچنے اس چیز کے جو تیرے پاس نہیں

فائدہ: نہیں مذکور ہے باب کی حدیثوں میں بیچنا اس چیز کا کہ تیرے پاس نہیں اور شاید کہ اس کی شرط پر یہ حدیث ثابت نہیں ہوئی پس استنباط کیا ہے اس کو بیع قبل قبض کے منع ہونے سے اور وجہ استدلال کی اس سے بطریق اولی ہے یعنی جب قبض کرنے سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں تو جو چیز کہ پاس نہ ہو اس کا بیچنا بطریق اولی جائز نہ ہو گا اور حدیث نہی کی بیچنے اس چیز کے سے کہ تیرے پاس نہیں روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے حکیم بن حزام سے ساتھ اس لفظ کے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور ایک چیز مجھ سے خریدنی چاہتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں میں اس کو اس کے ہاتھ بیچتا ہوں پھر میں اس کو اس کے واسطے بازار

سے خرید لاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں اور ترمذی نے اس کو مختصر روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے بیچنے اس چیز کے سے جو تیرے پاس نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز پاس نہ ہو اس کو نہ بیچ تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کہے کہ بیچتا ہوں تیرے ہاتھ غلام یا گھر معین اور حالانکہ وہ چیز غائب ہو پس یہ مشابہ ہے دھوکے کی بیع کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ تلف ہو جائے یا وہ اس کے ساتھ راضی نہ ہو دوم یہ کہ کہے کہ یہ گھر ساتھ اپنی قیمت کے ہے اس بنا پر کہ خریدوں میں اس کو واسطے تیرے مالک اس کے سے یا یہ کہ اس کا مالک اس کو تیری طرف سپرد کرے اور قبضہ حکیم کا موافق ہے واسطے احتمال ثانی کے۔ (فتح)

۱۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَّقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُّبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.

۱۹۹۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ چیز جس سے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا پس وہ اناج کا بیچنا ہے پہلے قبض کرنے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مانند اس کی یعنی قبض سے پہلے کسی چیز کا بیچنا درست نہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ گمان کرتا ہوں میں ہر چیز کو بجائے اناج کے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فقاہت سے ہے اور ابن منذر اس طرف مائل ہوا ہے کہ یہ حکم اناج کے ساتھ خاص ہے کہ قبض سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور حجت پکڑی ہے ابن منذر نے ساتھ اس کے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ جو کوئی غلام خریدے پھر اس کو قبض سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ فارق کے اور وہ رغبت شارع کی ہے طرف آزاد کرنے کی اور پہلے گزر چکا ہے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ یہ بیچنا درہموں کا ہے ساتھ درہموں کے اور اناج مؤخر ہے اور اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے پس اس تفسیر کی بنا پر نہیں خاص ہوتی نہی ساتھ اناج کے اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں گمان کرتا میں ہر چیز کو مگر مثل اس کی اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ بیچا جائے اسباب جس جگہ کہ خریدا جائے یہاں تک کہ اٹھا لے جائے اس کو طرف جگہوں اپنی کے یعنی اس کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اپنی جگہ میں لے جائے یا اور جگہ رکھ لے اور قرطبی نے کہا کہ یہ حدیثیں حجت ہیں عثمان لیثی پر اس واسطے کہ جائز رکھا ہے اس نے بیچنا ہر چیز کا پہلے قبض کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ظاہر پر عمل کیا ہے سو اس نے اناج کو عموم پر

حمل کیا ہے اور لاحق کیا ہے اس نے ساتھ خریدنے کے سب معاوضات کو اور لاحق کیا ہے امام شافعی اور ابن حبیب اور سحنون نے ساتھ اناج کے ہر وہ چیز کہ اس میں حق پورا لینے کا ہے اور زیادہ کیا ہے ابو حنیفہ اور شافعی نے پس متعدی کیا ہے اس کو طرف ہر خریدی ہوئی چیز کے مگر ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے عقار یعنی زمین اور باغات وغیرہ غیر منقول کو اور امام شافعی نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے نفع اٹھانے اس چیز سے کہ ضمان میں نہیں آئی اور حاصل یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک قبض سے پہلے اناج کو بیچنا درست نہیں اور اس کے سوا اور چیزوں کا بیچنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کا بیچنا درست نہیں خواہ منقول ہو یا غیر منقول مانند زمین وغیرہ کے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک زمین کا بیچنا درست ہے اور منقول کا بیچنا درست نہیں اور منقول وہ چیز ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکے اور غیر منقول وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکے ماسوا زمین وغیرہ کے اور بیچ صفت قبض کے امام شافعی سے تفصیل ہے جو چیز کہ ہاتھ سے اٹھائی جائے مانند درہم اور دینار اور کپڑے کے تو اس کا قبضہ ساتھ اٹھا لینے کے ہے اور جو چیز کہ اٹھائی نہ جا سکے مانند زمین کی اور میوے کے درخت پر تو اس کا قبض کرنا ساتھ تخلیہ کے ہے یعنی اس کو اس میں تصرف کرنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور جو عادت میں نقل کی جاتی ہے مانند لکڑیوں کی اور اناجوں کی اور جانور کی تو اس کا قبض کرنا ساتھ نقل کے ہے اس مکان سے کہ بائع کو اس کے ساتھ خصوصیت نہیں اور اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس میں تخلیہ کافی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پورا لینا مبیع منقول کا بائع سے اور باقی رکھنا اس کا بائع کی جگہ میں نہیں ہوتی قبض شرعی یہاں تک کہ نقل کرے اس کو خریدار طرف اس مکان کی کہ نہیں خصوصیت ہے بائع کو ساتھ اس کے کما تقدم۔ (فتح)

۱۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ إِسْمَاعِيْلُ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

۱۹۹۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اناج مول لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو تول کر قبضے میں لائے۔

بَابُ مَنْ رَأٰى إِذَا اشْتَرٰى طَعَامًا جِزَافًا أَنْ لَّا يَبِيْعَهُ حَتّٰى يُؤْوِيَهُ إِلٰى رَحْلِهِ وَالْأَدَبِ فِيْ ذٰلِكَ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اعتقاد کرتا ہے کہ جب کوئی خریدے اناج کو تخمینے سے بغیر تولنے اور ماپنے کے تو نہ بیچے اس کو یہاں تک کہ ٹھکانہ دے اپنی جگہ میں اور بیان ادب کا بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی بیان ہے تعزیر اس شخص کا جو بیچے اس کو پہلے اس سے کہ ٹھکانہ دے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اس کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن نہیں خاص کیا انہوں نے اس کو ساتھ اندازے کے اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ ٹھکانہ دینے کے اپنی جگہ میں یعنی یہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تولی ہوئی چیز کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کو قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور اسی طرح یہ حکم اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینے کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ اگر خریدنے کی جگہ سے اس کو اٹھا کر اور جگہ رکھ لے تو بھی یہی حکم ہے جو پہلی بات یہ کہ حکم تخمینے کے ساتھ خاص نہیں پس واسطے اس چیز کے ہے جو ثابت ہو چکی ہے قبض سے پہلے اناج کا بیچنا منع ہے پس تولی ہوئی چیز بھی اس میں داخل ہوئی اور وارد ہوئی ہے نص اوپر تولی ہوئی چیز کے دوسرے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے روایت کیا ہے اس کو ابو داود نے اور لیکن دوسری بات کہ یہ حکم اپنی جگہ میں لے جانے کے ساتھ مقید نہیں پس واسطے اس کے ہے کہ اس کو اپنی جگہ میں ٹھکانہ دینا باعتبار عادت کے صادر ہوا ہے اور مسلم کے بعض طریقوں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اناج کو خریدتے تھے سو بیچتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ہماری اس شخص کو جو حکم کرے ہم کو ساتھ نقل کرنے اس کے کی اس جگہ سے کہ ہم نے اس کو اس میں خریدا طرف اور جگہ کی کہ سوائے اس کے ہے پہلے اس سے کہ ہم بیچیں اس کو اور امام مالک نے مشہور قول میں تخمینے اور تولی ہوئی چیز کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا کہ جائز ہے بیچنا تخمینا کی ہوئی چیز کا پہلے قبض کے یعنی اور تولی ہوئی چیز کا قبض سے پہلے بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے اوزاعی اور اسحاق کا کہ اندازہ کی ہوئی چیز کو قبض سے پہلے بیچنا درست ہے اور پورا لینا تو صرف ماپی ہوئی اور تولی ہوئی چیز میں ہوتا ہے اور امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو خریدے اناج کو ماپ کر یا تول کر تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو قبض کرے اور روایت کیا ہے اس کو ابو داود اور نسائی نے اس لفظ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے منع کیا یہ کہ بیچے کوئی اناج جس کو ماپ سے خریدا ہو یہاں تک کہ پورا لے اس کو اور دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اناج کے سے یہاں تک کہ جاری ہوں اس میں دو صاع ایک صاع بائع کا اور ایک صاع خریدار کا اور مانند اس کی ہے واسطے بزار کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ساتھ اسناد حسن کے اور اس میں دلالت ہے کہ قبض کرنا شرط ہے ماپنے کی چیز میں تو کیل کے ساتھ قبض کرے اور تولنے کی چیز میں تولنے کے ساتھ قبض کرے سو جو خریدے کسی چیز کو از روئے ماپنے کے یا تولنے کے یعنی اس کے ساتھ مقرر کیا کہ مثلا ماپ کر یا تول کر لوں گا پھر قبض کیا اس کو اندازے سے تو اس کی قبض فاسد ہے اور اگر اس کو خریدے یہ بات مقرر کر کے کہ ماپ کر لوں گا پھر اس کو تول کر قبض کرے اور بالعکس اس کے تو یہ بھی قبض فاسد ہے اور جو ماپ سے خریدے اور اس کو قبض کرے پھر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو نہیں جائز ہے سپرد کرنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے یہاں تک کہ مشتری کو دوبارہ ماپ کر دے اور یہی سب جمہور کا قول ہے اور

عطاء نے کہا کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ پہلے ماپ کے مطلق اور بعض کہتے ہیں کہ اگر اس کو نقد قیمت سے بیچے تو پہلے ماپ سے جائز ہے اور اگر اس کو ادھار بیچے تو پہلے ماپ سے جائز نہیں یعنی بلکہ دوبارہ ماپ کر کے دے اور حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ہے تادیب اس شخص کا جو فاسد معاملہ کرے اور کھڑا کرنا امام کا لوگوں پر اس شخص کو جو ان کے حالات کی نگہبانی کرے۔ (فتح)

۱۹۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّاسَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُونَ جِزَافًا يَعْنِي الطَّعَامَ يُضْرَبُونَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِمْ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

۱۹۹۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ اناج کو تخمینے سے خریدتے تھے مارے جاتے تھے اور منع کیے جاتے تھے اس سے کہ اناج کو اپنی جگہ میں بیچیں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہوں میں ٹھکانہ دیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے برابر ہے کہ بیچنے والوں کو اس کی مقدار معلوم ہو یا نہیں اور امام مالک نے فرق کیا ہے پس اگر جانتا ہو تو صحیح نہیں اور ابن قدامہ نے کہا کہ جائز ہے بیچنا ڈھیر کا تخمینے سے پس میں اس میں اختلاف نہیں جانتا جب کہ بائع اور مشتری کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو پس اگر اس کو اندازے سے خریدے تو اس کے بیچنے میں نقل سے پہلے امام احمد سے دو روایتیں ہیں اور نقل کرنا اس کا قبض کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرٰى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی کسی اسباب کو یا کسی چار پائے کو خریدے اور اس کو بائع کے نزدیک چھوڑ دے اور بائع اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے یا وہ چار پایا قبض کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: وارد کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ہجرت کے اور اس میں ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونٹنی سے کہ لیا میں نے ان کو ساتھ مول کے مہلب نے کہا کہ وجہ استدلال کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ یہ جواب آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو لیا تو یہ لینا نہ ہاتھ کے ساتھ تھا اور نہ ساتھ گھیرنے وجوہ اس کے اور یہ تو صرف التزام تھا واسطے خریدنے اس کے کے ساتھ مول کے اور نکالنے اس کے ملک ابوبکر سے اور یہ قول مہلب کا واضح نہیں اس واسطے کہ قصہ اس بیان کے واسطے نہیں چلایا گیا اسی واسطے مختصر کیا اس میں قدر مول کو اور صفت عقد کو پس حمل کیا جائے گا یہ کل اس پر کہ راوی نے اس کو اختصار کیا اس واسطے کہ وہ

نہیں اس کی غرض سے اس کے سیاق میں اس طرح اختصار کیا اس میں صفت قبض کو پس نہ ہوگی اس میں حجت بیع نہ ہونے شرط قبض کے اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت حدیث کی ساتھ باب کے اس طور سے ہے کہ ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہ ثابت کرے انتقال ضمان کو بیع چار پائے اور مانند اس کی کے طرف مشتری کے ساتھ نفس عقد کے پس استدلال کیا واسطے اس کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں نے اس کو مول سے لیا اور تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبض نہیں کیا تھا بلکہ اس کو ابو بکر کے پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا نہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ابوبکر کے ضمان میں چھوڑیں واسطے اس چیز کے کہ اس کو آپ کے نیک اخلاق چاہتے ہیں تا کہ وہ آپ کی ملک ہو اور اس کی ضمانت ابوبکر پر ہو بغیر قبض کرنے کے مول کے یعنی یہ بات آپ کے مکارم اخلاق سے بعید ہے خاص کر کے اس قصے میں وہ چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر اختیار کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نفع ابوبکر کے اس واسطے کہ آپ نے انکار کیا لینے اس کے سے مگر ساتھ مول کے میں کہتا ہوں کہ البتہ تعسف کیا اس نے جیسا کہ تعسف کیا اس سے پہلے نے اور نہیں ترجمہ میں وہ چیز کہ لاچار کرے طرف اس کی اس واسطے کہ دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ پھر رکھے اس کو نزدیک بائع کے نہایت ظاہر ہے اور میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغیر قبض کے بیع صحیح ہو اور اس پر دلالت حدیث کی اوپر قول بخاری کے کہ یا مر جائے پہلے قبض کرنے کے پس وہ وارد ہے بطور استفہام کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے بیچ اس کے بلکہ وہ احتمال پر ہے پس نہیں حاجت ہے واسطے اٹھوانے اس کے کی اس چیز کو کہ اس نے نہیں اٹھائی ہاں یہ بات ہے کہ ذکر کرنا اس کا واسطے اثر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ ابتداء باب کے مشعر ہے واسطے اختیار کرنے اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے وہ اوپر اس کے پس اسی واسطے حاجت ہوئی طرف ظاہر کرنے مناسبت کی اور اللہ ہے توفیق دینے والا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا أَدْرَكَتِ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوْعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو چیز کہ پائے اس کو مشتری نزدیک عقد بیع کے زندہ اور مجموع یعنی اپنی حالت سے متغیر نہ ہوئی ہو تو وہ خریدار کے مال سے ہے یعنی وہ مال خریدار کی ملک میں داخل ہے اگر ہلاک ہو جائے تو اس کی ضمانت خریدار پر ہے یعنی وہ خریدار کا مال جو تلف ہو بائع پر اس کا تاوان نہیں آتا۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو طحاوی نے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں ہے کہ وہ خریدار کے مال میں سے ہے اور طحاوی نے بھی اس کو اسی طرح روایت کیا ہے لیکن اس میں مجموعا کا لفظ نہیں اور ادراک کی اسناد عقد کی طرف مجازی ہے یعنی جو چیز کہ عقد کے وقت موجود ہو اور بیع سے جدا نہ ہو تو وہ خریدار کے مال میں سے

ہے یعنی اگر چہ بائع کے پاس تلف ہو اور طحاوی نے کہا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب ہے کہ جب عقد بیع کے وقت کوئی چیز زندہ ہو پھر وہ اس کے بعد بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو وہ خریدار کے ضمان سے ہے پس معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد تھا کہ کلام کے ساتھ جدا ہونے سے بیع تمام ہو جاتی ہے پہلے جدا ہونے کے ساتھ بدنوں کے انتہی اور جو طحاوی نے کہا وہ لازم نہیں اور کس طرح حجت پکڑی جائے گی ساتھ امر محتمل کے بیچ معارضہ امر مصرح بہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے تصریح گزر چکی ہے کہ ان کا اعتقاد تفرق بالا بدان پر تھا کہ جب تک بائع اور مشتری مجلس عقد سے بدنوں کے ساتھ جدا نہ ہوں تب تک فسخ کا اختیار باقی رہتا ہے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جگہ منقول ہے تو وہ احتمال رکھتا ہے کہ بدنوں سے جدا ہونے سے پہلے ہو اور احتمال ہے کہ اس کے بعد ہو پس حمل کرنا اس کا اس کے مابعد پر اولی ہے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں حدیثوں اس کی کے اور ابن حبیب نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی غلام بیچے اور اس کو مول کے بدلے روک رکھے یعنی مشتری سے کہے کہ جب تو مول ادا کرے گا تو اس وقت غلام کو تیرے سپرد کروں گا پھر بائع کے کے ہاتھ میں وہ غلام ہلاک ہو جائے پہلے اس کے کہ مشتری مول لائے سو سعید بن مسیتب اور ربیعہ نے کہا کہ اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی وہ غلام بائع کا ہلاک ہو گا مشتری کا کچھ نہ جائے گا اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام مالک نے بعد اس کے کہ پہلے قول کے ساتھ قائل تھا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور پہلا قول حنفیہ اور شافعیہ کا ہے یعنی اس کی ضمان بائع پر ہے اور اصل اس میں شرط ہونا قبض کا ہے بیچ صحت بیع کے سو جو کہتا ہے کہ بیع کے صحیح ہونے میں قبض کرنا شرط ہے اس کے نزدیک اس کی ضمان بائع پر ہے اور جو اس کو شرط نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ اس کی ضمان مشتری پر ہے واللہ اعلم اور عبدالرزاق نے طاؤس سے اسناد صحیح کے ساتھ اس میں تفصیل روایت کی ہے طاؤس نے کہا کہ اگر بائع مشتری سے کہے کہ میں تجھ کو غلام نہ دوں گا یہاں تک کہ تو مجھ کو اس کا مول نقد دے یعنی دست بدست دے پھر ہلاک ہو جائے بیچ ہاتھ بائع کے تو اس کی ضمان بائع پر ہے نہیں تو اس کی ضمان مشتری پر ہے اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں لفظ مبتاع سے مراد خریدی ہوئی چیز ہے اور یہ کھری بات ہے اور تحقیق پوچھے گئے امام احمد اس شخص کے حال سے جس نے اناج خریدا پھر اس کے اٹھوانے کے واسطے مزدور کی تلاش کو گیا جب پھر آیا تو دیکھا کہ سب اناج جل گیا ہے سو امام احمد نے کہا کہ اس کی ضمان خریدار پر ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اثر میں یہ لفظ آیا ہے کہ وہ مشتری کے مال میں سے ہے اور بعضوں نے اس پر یہ تصریح کی ہے کہ جب بیع معین ہو تو محض عقد سے مشتری کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے اگر چہ مشتری اس کو قبض نہ کرے بخلاف اس چیز کے کہ ذمہ میں ہو کہ وہ نہیں داخل ہوتی بیچ ضمان مشتری کے مگر بعد قبض کے جیسا کہ ایک قفیز کو ڈھیر سے خریدے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی پوری شرح ہجرت کے باب میں آئے گی۔ (فتح)

۱۹۹٤۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَأْتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا يَأْتِي فِيهِ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ أَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَلَمَّا أُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَدِينَةِ لَمْ يَرُعْنَا إِلَّا وَقَدْ أَتَانَا ظُهْرًا فَخُبِّرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ حَدَثَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِي عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ قَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ الصُّحْبَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي نَاقَتَيْنِ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَخُذْ إِحْدَاهُمَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ.

۱۹۹۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ البتہ ایسا کم دن تھا کہ حضرت ﷺ پر آتا تھا مگر کہ حضرت ﷺ اس میں ابوبکر کے گھر میں آتے تھے ایک دونوں طرفوں دن سے یعنی صبح کو یا شام کو سو جب حضرت ﷺ کو مدینے کی طرف نکلنے یعنی ہجرت کی اجازت ہوئی تو نہ خوف میں ڈالا ہم کو کسی چیز نے مگر حضرت ﷺ ظہر کے وقت ہمارے پاس آئے یعنی ہمیشہ دستور یہ تھا کہ صبح یا شام کو آیا کرتے اور چونکہ اس دن حضرت ﷺ اپنی عادت کے برخلاف ظہر کے وقت آئے تو اس سے ہم گھبرائے تو ابوبکر کو آپ ﷺ کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ نہیں آئے حضرت ﷺ اس وقت میں مگر کسی حادثے کے سبب کہ آپ ﷺ کو پیش آیا سو جب آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو ابوبکر سے کہا کہ باہر نکال جو کوئی تیرے پاس ہے یعنی تاکہ ہماری بات اور کوئی نہ سنے ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ تو میری صرف دونوں بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں آپ ﷺ کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تیرا ساتھ چاہتا ہوں ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جن کو نکلنے کے لیے میں نے تیار رکھا ہے سو دونوں میں سے ایک آپ ﷺ لے لیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو مول لیا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ابوبکر سے اونٹ کو خرید کیا پھر اس کو انہیں کے پاس چھوڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کو خرید کر بائع کے پاس چھوڑ دینا درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

بَابُ لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ

نہ بیچے کوئی اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ مول ٹھہرائے کوئی اپنے بھائی کے مول ٹھہرے پر یہاں تک کہ وہ

اس کو اجازت دے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اور یہ جو عدم جواز کو اذن یا ترک کے ساتھ مقید کیا تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے اور وہ حدیث وہ ہے جو مسلم نے نافع سے روایت کی ہے اس حدیث میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی کی منگنی پر مگر یہ کہ وہ اس کو اجازت دے اور یہ جو فرمایا کہ وہ اس کو اجازت دے تو احتمال ہے کہ وہ دونوں حکموں سے مستثنی ہو جیسا کہ شافعی کا قاعدہ ہے اور احتمال ہے کہ یہ صرف اخیر حکم سے مستثنی ہو اور تائید کرتی ہے دوسری کو روایت مصنف کی نکاح میں ساتھ اس لفظ کے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے کوئی مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر یہاں تک کہ پہلا منگنی والا چھوڑ دے یا دوسرے کو اجازت دے اسی واسطے پیدا ہوا ہے اختلاف بیچ شافعیہ کے کہ یہ استثناء فقط نکاح کے ساتھ خاص ہے یا بیع کا بھی یہی حکم ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں اور نسائی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ نہ بیچے مرد اپنے بھائی کی بیع پر یہاں تک کہ خریدے یا چھوڑے اور نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں سوم کا ذکر بھی کیا ہے اور اس کا ذکر باب کی حدیثوں میں واقع نہیں ہوا اور گویا کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں سوم کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ روایت ہے جس کو بخاری نے شروط میں اس لفظ سے نکالا ہے یہ کہ مول ٹھہرائے مرد اپنے بھائی کے مول ٹھہرانے پر اور مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ (فتح)

۱۹۹۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ.

۱۹۹۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر۔

فائدہ: اور ظاہر قید بھائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمان کے ساتھ خاص ہے یعنی مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور یہی قول ہے اوزاعی کا اور ابو عبید کا شافعیہ میں سے اور اس سے زیادہ تر صریح مسلم کی روایت ہے کہ فرمایا کہ نہ مول ٹھہرائے مسلمان مسلمان کے مول ٹھہرانے پر اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں فرق ہے بیچ اس کے مسلمان اور ذمی کافر کے اور بھائی کا ذکر باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے۔ (فتح)

۱۹۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا

۱۹۹۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِيْ إِنَآئِهَا.

حضرت ﷺ نے یہ کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے مرد اپنے بھائی کے بیچنے پر اور نہ منگنی کرے اپنے بھائی کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے وہ بھی آپ لے۔

فائدہ: علماء کہتے ہیں کہ بیچنے پر بیچنا حرام ہے اور اسی طرح خریدنے پر خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنے پر بیچنا یہ ہے کہ کہ ایک شخص نے خیار کر کے ایک چیز مول لی اور ایک اور شخص خریدار کو کہے کہ اس بیع کو فسخ کر کہ میں تیرے ہاتھ ایسی ہی چیز اس سے کم مول سے بیچوں گا یعنی سستی بیچوں گا یا بیع کو کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر کہ میں یہ چیز تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں گا اور اس پر سب کا اجماع ہے اور اپر سوم پس اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز کو پکڑے تا کہ اس کو خریدے اور دوسرا اس کو کہے کہ اس چیز کو پھیر دے کہ میں تیرے ہاتھ اسی سے بہتر چیز اتنے ہی مول کو بیچوں گا یا اس کی مانند اس سے سستی بیچوں گا یا بائع کو کہے کہ اس چیز کو مشتری سے پھیر لے تا کہ میں اس کو تجھ سے زیادہ مول کو خریدوں اور محل اس کا بعد ٹھہر جانے اور قرار پانے مول کے ہے اور مائل کرنی ایک ان دونوں کی ہے طرف دوسرے کی پس اگر یہ مول صریحا ٹھہر چکا ہے تو اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور اگر ظاہر ہو تو اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں اور نقل کی ہے ابن حزم نے شرط مائل کی مالک سے اور کہا کہ حدیث کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضرور ہے امر مبین سے واسطے جگہ تحریم کے مول ٹھہرانے میں اس واسطے کہ نیلام میں مول ٹھہرانا بالاتفاق حرام نہیں جیسا کہ نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے پس متعین ہوئی یہ بات کہ حرام مول ٹھہرانا وہ ہے کہ جو واقع ہو اس میں قدرے زائد اوپر اس کی اور تحقیق استثنا کیا ہے بعض شافعیہ نے حرام ہونے بیع اور مول ٹھہرانے سے اوپر دوسرے کے اس وقت جب کہ مشتری کو غبن فاحش نہ ہو اور یہی قول ہے ابن حزم کا اور دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ دین تو خیر خواہی ہے لیکن نہیں منحصر ہے خیر خواہی بیع میں اور مول ٹھہرانے میں پس جائز ہے اس کو یہ کہ معلوم کرائے اس کو اس کی قیمت اتنی ہے اور اگر تو اتنے کو بیچے گا تو غبن کیا جائے گا بغیر اس کے کہ اس میں زیادہ کرے پس جمع کرے گا ساتھ اس کے درمیان دونوں مصلحتوں کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے لیکن اس کا فاعل گنہگار ہوتا ہے اور نزدیک مالکیہ اور حنابلہ کے اس کے فاسد ہونے میں دو روایتیں ہیں اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے اہل ظاہر نے اور بیان

نجش اور بیع حاضر کا واسطے بادی کے اور منگنی کا آئندہ اپنی اپنی جگہ میں آئے گا۔ (فتح الباری)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ

باب ہے نیلامی کے بیان میں

فائدہ: چونکہ پہلے باب میں گزر چکا ہے کہ ایک کے مول پر دوسرے کا مول ٹھہرانا منع ہے تو ارادہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ بیان کرے جگہ حرام ہونے کو اس سے کہ کس جگہ مول پر مول ٹھہرانا منع ہے اور شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف ضعیف ہونے اس حدیث کی جو بزار نے سفیان بن وہب سے روایت کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ منع فرماتے تھے نیلام کرنے سے۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ أَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيمَنْ يَزِيدُ

اور عطاء نے کہا کہ پایا میں نے لوگوں کو کہ نہ دیکھتے تھے خوف ساتھ بیچنے مال غنیمتوں کے اس شخص کے حق میں جو مول زیادہ کرے یعنی غنیمت کے مال کو نیلام کرنا جائز ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ نہیں خوف ہے ساتھ نیلام کرنے کے اور اسی طرح خمس بھی بیچی جاتی ہے اور ترمذی نے انس کی حدیث مذکور کے پیچھے کہا اور عمل اس پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے نہیں دیکھتے ہیں خوف ساتھ نیلام کرنے کے بیچ مال غنیمت اور وراثت کے اور ابن عربی نے کہا کہ نہیں ہیں کوئی معنی خاص ہونے جواز کے ساتھ غنیمت اور وراثت کے مالوں کے اس واسطے کہ باب ایک ہے اور معنی مشترک ہیں اور شائد قید کی ہے امام ترمذی نے ساتھ اس چیز کے جو ابن خزیمہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے ایک تمہارا اپنے بھائی کے بیچنے پر یہاں تک کہ چھوڑ دے مگر غنیمت اور وراثت کا مال اور گویا کہ یہ نکلا باعتبار غالب اوقات کے اس چیز میں کہ اس میں نیلام کرنے کی عادت ہے اور وہ غنیمت اور وراثت کے مال ہیں اور ان کے سوا اور سب مال ان کے ساتھ ملحق ہیں واسطے شریک ہونے کے حکم میں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اوزاعی اور اسحاق نے سو کہتے ہیں کہ خاص ہے جواز ساتھ مغانم اور وراثت کے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ نیلام کرنا مکروہ ہے۔ (فتح)

١٩٩٧۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

١٩٩٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنا غلام مدبر کیا یعنی کہا کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے پھر محتاج ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے تو نعیم بن عبداللہ نے اس کو اتنی اتنی قیمت سے خرید لیا یعنی بہت قیمت سے خریدا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ. فرمایا وہ غلام نعیم کو دیا۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسمٰعیلی نے سو کہا کہ مدبر کے قصے میں نیلامی کا ذکر نہیں اس واسطے کہ نیلام کرنا یہ ہے کہ پہلے ایک شخص مول دے پھر دوسرا اس سے زیادہ مول دے اور جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ حدیث میں باب کے موافق یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ اس کو مجھ سے خریدے پس یہ تعرض ہے واسطے زیادت کے یعنی کون زیادہ مول دیتا ہے تا کہ ختم کریں بیع اس کے واسطے اس محتاج کے کہ بیچا تھا اس کو اوپر اس کے اور اس کی پوری شرح بیع المدبر میں آئندہ آئے گی اور اس کے محتاج ہونے کا بیان اخیر کتاب استقراض میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ النَّجْشِ باب ہے نجش کے بیان میں

فائدہ: نجش شرع میں کہتے ہیں اس کو کہ ایک شخص کچھ خریدتا ہے اور ایک شخص اور آیا اور اس نے اس چیز کا زیادہ مول لگایا اور اس کو خریدنا منظور نہیں منظور یہی ہے کہ لینا والا میرے دیکھا دیکھی اس کے لینے میں زیادہ رغبت کرے اور اس کو خرید لے اور یہ بات بائع سے موافقت سے ہوتی ہے پس گناہ میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بائع اس کے موافق نہیں ہوتا اور اس کو اس کا علم نہیں ہوتا پس اندریں صورت یہ گناہ صرف نجش کرنے والے کو ہوگا اور نہ بائع کو اور کبھی خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے بائع مانند اس شخص کی کہ خبر دی کہ میں نے خریدا ہے اسباب کو ساتھ زیادہ مول کے اس چیز سے کہ خریدا ہے اس کو ساتھ اس کے یعنی اس نے بیس روپیہ سے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس کو تیس روپیہ سے خریدا ہے ایک چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تیس روپیہ سے خریدی ہے تا کہ دھوکا دے ساتھ اس کے اپنے غیر کو **کماسیاتی من کلام الصحابی فی هذا الباب** (فتح)۔

وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ اور بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ یہ بیع جائز نہیں

فائدہ: شاید کہ امام بخاری نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو عبدالرزاق نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ اس کے ایک عامل نے بندے بھیجے تو عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کو زیادہ مول لگاتا تھا پھر بیچتا تو البتہ نقصان ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ یہ بیع نجش ہے حلال نہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ لوگوں میں پکار دی کہ یہ بیع مردود ہے یہ حلال نہیں ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے سب کا اس پر کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیع میں جب کہ واقع ہو اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ایک گروہ اہل حدیث سے کہ یہ بیع فاسد ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور یہی ایک روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہی

مشہور ہے نزدیک حنبلیہ کے جب کہ یہ بائع کی موافقت سے ہو یا اس کے قول سے اور مشہور نزدیک مالکیہ کے بیع مثل اس مسئلے کے ثابت ہونا خیار کا ہے اور یہی ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے واسطے قیاس کے مصراۃ پر صحیح تر ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہے ساتھ گناہ کے اور یہی قول ہے حنفیہ کا اور رافعی نے کہا کہ مطلق چھوڑا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر میں گنہگار ہونے ناجش کو اور شرط کی ہے بیچ گنہگار ہونے اس شخص کے جو اپنے بھائی کی بیع پر بیچے یہ کہ وہ نہی کو جانتا ہو یعنی نجش تو مطلق گناہ ہے خواہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور نہ جانتا ہو اور بیع پر بیع کرنی اس وقت منع ہے جب کہ اس کے منع ہونے کو جانتا ہو اور جواب دیا ہے شارحین نے ساتھ اس کے کہ نجش دھوکا اور دغابازی ہے اور دھوکے کا حرام ہونا ہر ایک پر ظاہر ہے اور اس کو ہر ایک جانتا ہے اگرچہ خاص اس حدیث کو نہ جانے بخلاف بیع پر بیع کرنے کے اس کے جاننے میں ہر ایک شریک نہیں اور رافعی نے اس فرق پر شبہ کیا ہے پس کہا کہ بیع پر بیع کرنی ضرر دیتا ہے اور ضرر کے حرام ہونے کو ہر کوئی جانتا ہے کہا پس وجہ خاص کرنے گناہ کی دونوں جگہوں میں ساتھ اس شخص کے ہے جو اس کو حرام ہونے کو جانتا ہو بیہقی نے معرفہ میں شافعی سے حکایت کی ہے کہ نجش میں بھی نہی صرف اسی کے ساتھ خاص ہے جو نہی کو جانتا ہو پس ظاہر ہوا کہ جو رافع نے بحث سے کہا ہے وہ منصوص ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نجش کرنے والا گنہگار ہے اگر نہی کو جانتا ہو اور بیع جائز ہے نجش کرنے والے کے گناہ سے فاسد نہیں ہوتی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ اَبِی اَوْفٰی النَّاجِشُ آكِلُ رِبًا خَائِنٌ

اور ابن ابی اوفی نے کہا کہ نجش کرنے والا بیاج کھانے والا خائن ہے

فائدہ: یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشہادات میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے اسباب کھڑا کیا سو اس نے اللہ کے ساتھ قسم کھائی کہ اتنی قیمت کو خریدا ہے یا مجھ کو اتنی قیمت ملتی تھی اور میں نے نہیں دیا اور حالانکہ اس کو اتنی قیمت نہ ملتی تھی پس ابن ابی اوفی نے کہا کہ ناجش بیاج کھانے والا ہے اور خائن ہے اور ایک روایت میں خائن کے بدلے ملعون آیا ہے اور مطلق کہا ابن ابی اوفی نے اس شخص کو جس نے خبر دی تھی کہ میں نے اتنے کو خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنے کو نہیں خریدا تھا بلکہ اس نے اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدا تھا کہ وہ ناجش ہے واسطے شریک ہونے اس کے ساتھ اس شخص کے جو جو اسباب کا زیادہ مول لگائے اور اس کا خود خریدنے کا ارادہ نہ ہو بیچ دھوکا دینے غیر کے تو گناہ میں بھی دونوں شریک ہوں گے اور ہونے اس کے کھانے والا بیاج کا اور اسی طرح صحیح ہے پہلی تفسیر پر اگر بائع اس کی موافقت کرے اور اس کے واسطے اس پر کچھ اجرت ٹھہرائے پس دونوں خیانت میں مشترک ہوں گے اور تحقیق اتفاق کیا ہے اکثر علماء نے اوپر تفسیر نجش کے شرح میں ساتھ اس چیز کے کہ پہلے گزری اور ابن عبدالبر اور ابن عربی اور ابن حزم

نے کہا کہ یہ مقید ہے ساتھ اس کے کہ ہو زیادتی مذکورہ مول مثل سے ابن عربی نے کہا کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کا اسباب دیکھے کہ بیچا جاتا ہے کم قیمت اس کی سے یعنی معلوم کرے کہ سستا بکتا ہے اور اس پر زیادہ مول لگائے تاکہ وہ اپنی ٹھیک قیمت کو پہنچ جائے تو نہ ہوگا وہ ناجش گنہگار بلکہ اس کو اس کی نیت کا ثواب ملے گا اور تحقیق موافقت کی ہے اس کی اس پر بعض شافعیہ متاخرین نے اور ابن عربی کے قول میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں بند ہے خیر خواہی اس میں کہ وہ وہم پیدا کرا دے کہ اس کا خریدنے کا ارادہ ہے اور اس کی یہ غرض نہیں بلکہ اس کی غرض یہ ہے کہ زیادہ کرے اوپر اس شخص کی جو ارادہ کرتا ہے خریدنے کا اکثر اس چیز سے کہ ارادہ کرتا ہے یہ کہ خریدے ساتھ اس کے پس خیر خواہی چاہنے والے کے واسطے بہتر یہ ہے کہ بائع کو معلوم کرا دے کہ تیرے اسباب کی قیمت اس سے زیادہ ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے اور احتمال ہے کہ وہ اس پر متعین نہ ہو یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھے واسطے حدیث آئندہ کے کہ چھوڑ دو لوگوں کو کہ رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے اور جب کوئی اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کر دے۔ (فتح)

وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ

اور یہ نجش دھوکا ہے اور باطل اور حرام ہے

فائدہ: یہ کلام امام بخاری کی فقاہت سے ہے ابن ابی اوفی کی کلام سے نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.

اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ فریب آگ میں ہے اور جو کوئی وہ کام کرے جس پر کہ ہمارا حکم نہیں تو وہ کام مردود ہے۔

فائدہ: پہلی حدیث ابن عدی نے کامل میں روایت کی ہے اور دوسری حدیث صلح میں آئے گی۔

۱۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ.

۱۹۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے نجش سے۔

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ہے بیان بیع غرور کے یعنی جس میں مبیع مجہول ہو یا بائع کی قدرت میں نہ ہو جیسے مچھلی دریا میں اور جانور ہوا میں اور بیچنے حمل حمل کے

فائدہ: حبل الحبلہ کا عطف عطف خاص کا ہے عام پر اور باب میں غرر کی بیع صریحاً مذکور نہیں اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے بیع غرر کے سے اور

روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بیع غرر کی منع ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے سہل سے اور احمد کے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نہ خرید و مچھلی کو پانی میں اس واسطے کہ وہ غرر ہے اور مچھلی کا پانی میں خریدنا ایک قسم ہے قسموں غرر سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے بیچنا جانور کا ہوا میں اور معدوم کا اور مجہول چیز کا اور بھاگے ہوئے غلام کا اور امام نووی نے کہا کہ نہی بیع غرر سے اصل ہے اصول بیع سے سو اس کے تلے بہت سے مسئلے داخل ہوتے ہیں اور بیع غرر سے دو امر مستثنیٰ ہیں ایک وہ جو کہ تبعاً مبیع میں داخل ہو پس اگر اکیلی ہو تو اس کی بیع صحیح نہ ہو دوم وہ جو کہ اعراض کیا جاتا ہے مثل اس کے سے یا تو اس کی حقارت کی وجہ سے یا واسطے مشقت کے اس کی تمیز اور تعیین میں پس پہلی قسم سے ہے بیچنا گھر کی بنیاد کا اور چار پائے کا جس کے تھنوں میں دودھ ہو اور حمل والے کا اور دوسری قسم سے ہے جبہ روئی سے بھرا ہوا ہو اور ایک بار پانی پینا مشک سے، کہا اور جس چیز میں علماء کو اختلاف ہے تو وہ مبنی ہے اوپر اختلاف ان کے کی بیچ ہونے اس کے کے حقیر یا مشکل ہو تمیز اور تعیین اس کی پس ہوگا غرر اس میں مانند معدوم کی پس صحیح ہو گی اور بالعکس کہا اور طبرانی نے اسناد صحیح کے ساتھ ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ بیع غرر کا کچھ ڈر نہیں ابن بطال نے کہا کہ شاید اس کو نہی نہیں پہنچی نہیں تو جو چیز کہ ممکن ہو یا کہ پائی جائے اور یہ کہ نہ پائی جائے نہیں صحیح ہے اور اس طرح کہ نہ صحیح ہو اکثر اوقات پس اگر اکثر اوقات صحیح ہونا مانند میوے کی ابتدا پختگی میں یا ہو چھپا ہوا تابع مانند حمل کی ساتھ حمل والے جانور کے تو جائز ہے واسطے کم ہونے دھوکے کے اور شاید کہ یہی ہے مراد ابن سیرین کی لیکن اس سے منع کرتی ہے وہ چیز جو ابن منذر نے اس سے روایت کی ہے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیچنے غلام بھاگے ہوئے کے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بیع غرر کی جائز تھی جب کہ مآل میں سلامت رہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

١٩٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا.

١٩٩٩۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیچنے حمل حمل کے سے اور یہ ایک بیع تھی جس کو اہل جاہلیت کیا کرتے تھے تھا آدمی کہ خریدتا تھا اونٹ کو یہاں تک کہ بچہ جنے اونٹنی پر بچہ جنے وہ اونٹنی کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اور ساتھ ظاہر اس روایت کے کہا ہے سعید بن مسیب نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے اس سے مالک نے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا اور وہ حمل حمل کی بیع یہ ہے کہ بیچے ساتھ مول کے

یہاں تک کہ اونٹنی کا بچہ حاملہ ہو کر بچہ جنے یعنی مشتری اوسٹ کو خریدے اس وعدے پر کہ اس کا مول اس وقت دوں گا جب کہ اونٹنی کا بچہ بڑا ہو کر بچہ جنے گا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ بیچے ساتھ تاخیر مول کے یہاں تک کہ اونٹنی حاملہ ہو اور جنے پھر اس کا بچہ حاملہ اور اسی کے ساتھ جزم کیا ہے ابو اسحاق نے تنبیہ میں پس نہیں شرط کی اس نے وضع حمل بچہ کی مانند روایت مالک کی اور یہ منع اس واسطے ہے کہ مدت میں جہالت ہے اس واسطے کہ اس کی مدت معلوم نہیں کہ کب حاملہ ہوگی اور کب جنے گی اور اس بنا پر تفسیر کے لائق تھا کہ اس کو باب السلم میں ذکر کیا جاتا اور ابو عبیدہ اور ابو عبید اور احمد اور اسحاق اور ابن حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت نے کہا کہ وہ اونٹنی کے بچے کے بچے کا بیچنا ہے اور یہ منع اس واسطے ہے کہ وہ بیع معدوم اور مجہول کی ہے یعنی ہنوز پیدا نہیں ہوا اور نہیں قدرت ہے اس کی سپرد کرنے پر پس داخل ہوگی بیع غرر میں اسی واسطے ابتدا کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر غرر کے ترجمہ میں لیکن اس نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر پہلی کے ساتھ اُس کے کہ اس نے اس حدیث کو باب السلم میں بھی بیان کیا ہے اور یہی تفسیر راجح ہے اس واسطے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث کے اگرچہ اہل لغت کی کلام دوسری تفسیر کے موافق ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر دوسری تفسیر کے موافق ہے جیسا کہ امام احمد نے اس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت یہ بیع کیا کرتے تھے خریدتا تھا مرد ساتھ اونٹنی کے حمل حمل کا اور ابن تین نے کہا کہ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ کیا مراد بیع ساتھ وعدے ایک مدت کی ہے یا بیع بچہ کی ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر کیا مراد ساتھ مدت کی جننا ماں کا ہے یا اس کے بچے کا اور توجیہ ثانی کی بنا پر کیا مراد بچے کا بیچنا ہے یا بچے کے بچے کا بیچنا پس یہ چار قول ہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیچ بیان بیع ملامست کے' اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یعنی بیع ملامست سے

٢٠٠٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ وَنَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ.

٢٠٠٠۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا منابذۃ سے اور وہ ڈالنا مرد کا ہے اپنے کپڑے کو ساتھ بیع کے طرف دوسرے مرد کی پہلے اس سے کہ اس کو الٹے یا دیکھے اور منع فرمایا ملامست سے اور ملامست ہاتھ لگانا ہے کپڑے کو اس حال میں کہ اس کو نہ دیکھے۔

فائدہ: اور کتاب اللباس میں یہ حدیث زہری سے اس لفظ کے ساتھ آئے گی اور ملامست نیہ ہے کہ چھوئے آدمی کپڑا دوسرے کا اپنے ہاتھ سے دن کو یا رات کو اور نہ الٹے اس کو مگر ساتھ اس کے یعنی یہ سبب بیع کے بغیر اس کے کہ جاری ہو درمیان بائع اور مشتری کے ایجاب اور قبول لفظ میں اور تعاطی فعل میں یعنی نہ تو بائع منہ سے کہے کہ میں نے یہ چیز بیچی اور نہ مشتری کہے کہ میں نے لی اور لین دین واقع ہو کہ بائع خوشی سے مبیع دے اور مشتری مول دے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنے کپڑے کو پھینکے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور ہو یہ بیع بغیر دیکھنے اور رضا مندی کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ قوم آپس میں ایک اسباب کی خرید وفروخت کرے اس حال میں کہ نہ تو اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں یا اس طرح قوم اسباب کو پھینکیں پس یہ جوے کی قسموں میں سے ہے اور علماء کو ملامست کی تفسیر میں تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ ہیں واسطے شافعیہ کے زیادہ ترصحیح ان میں سے یہ ہے کہ لائے آدمی کپڑا لپیٹا ہوا یا اندھیرے میں پس ہاتھ لگائے اس کو چھونے والا تو اس کو کپڑے کا مالک کہے کہ میں نے بیچا تیرے پاس یہ کپڑا اتنے کو اس شرط سے کہ ہو چھونا تیرا جگہ دیکھنے تیرے کی اور نہیں ہے تجھ کو اختیار جب کہ تو اس کو دیکھے اور یہ موافق ہے پہلی دونوں تفسیروں کو جو حدیث میں ہیں اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ ٹھہرائے نفس ہاتھ لگانے کو بیع بغیر کسی صیغہ زائد کے یعنی کہے بائع کہ جب تو میرے کپڑے کو ہاتھ لگائے گا تو بس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے اور تیسری یہ ہے کہ ٹھہرائیں ہاتھ لگانے کو شرط بیچ ٹوٹنے خیار مجلس وغیرہ کے یعنی کہے جب تو اس چیز کو ہاتھ لگا دے گا تو تجھ کو فسخ بیع کا اختیار باقی نہ رہے گا اور یہ بیع سب تاویلوں پر باطل ہے اور ماخذ پہلی قسم کا نہ شرط کرنا دیکھنے مبیع کا ہے اور شرط ہونا نفی خیار کا اور ماخذ دوسرے کا شرط ہونا نفی صیغہ کا ہے بیچ عقد بیع کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے باطل ہونا بیع معاطاۃ کا مطلق لیکن جو معاطاۃ کو جائز کہتا ہے وہ مقید رکھتا ہے اس کو ساتھ حقیر چیزوں کے یا ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور جو ملامست اور منابذۃ نزدیک اس شخص کے جو استعمال کرتا ہے ان دونوں کو پس نہیں خاص کرتا ہے ان کو ساتھ اس کے اس بنا پر پس جمع ہو گی بیع معاطاۃ کے ساتھ ملامسۃ اور منابذۃ کے بیچ بعض صورتوں معاطاۃ کے سو جو بیع معاطاۃ کو جائز رکھتا ہے اس کو جائز ہے یہ کہ خاص کرے نہی کو بیچ بعض صورتوں ملامسۃ اور منابذۃ کے اس قبیل سے جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ معاطاۃ کے اور اسی پر محمول ہو گا قول رافعی کا کہ جاری کیا ہے اماموں نے بیع ملامسۃ اور منابذۃ میں اس اختلاف کو جو معاطاۃ میں ہے واللہ اعلم اور ماخذ تیسری قسم کا شرط کرنا نفی خیار کا مجلس کا ہے اور یہی قول ہیں جن پر فقہا نے اقتصاد کیا ہے اور حدیث کے طریقوں سے اور صورتیں بھی نکل سکتی ہیں اور اپر بیع منابذۃ سو اس میں بھی فقہا کو تین قول پر اختلاف ہے اور یہی تین وجوہ واسطے شافعیہ کے زیادہ ترصحیح یہ ہے کہ ٹھہرائیں بائع اور مشتری نفس

پھینکنے کو بیع یعنی کہیں کہ جب ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے گا تو پس یہی بیع ہو جائے گی بغیر ایجاب وقبول کے زبان سے جیسا کہ ملامستہ میں پہلے گزر چکا ہے اور یہ موافق ہے واسطے تفسیر کے جو حدیث میں مذکور ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو بیع بغیر صیغہ کے یعنی زبان سے کچھ نہ بولیں اور تیسری قسم یہ ہے کہ گردانیں پھینکنے کو توڑنے والا واسطے خیار کے اور پھینکنے کی تفسیر میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ کپڑے کا پھینکنا ہے جیسا کہ اس کی تفسیر حدیث مذکور میں واقع ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پتھر کا پھینکنا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ اس کی غیر ہے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے نہی بیع پتھر کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پتھر پھینکنے کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ کہے کہ بیچا میں نے تیرے ہاتھ ان کپڑوں میں سے جس پر تیرا پتھر واقع ہو پھر پتھر پھینک دیا اس زمین سے اتنی زمین جہاں تک پتھر پہنچے اور جیسے کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ شرط کرے خیار کو یہاں تک کہ پتھر پھینکے یعنی پتھر پھینکنے کے بعد اختیار باقی نہ رہے گا اور تیسری قسم یہ ہے کہ ٹھہرائیں نفس پھینکنے کو بیع اور یہ جو حدیث میں ہے کہ چھونا کپڑے کا ہے اس حال میں ہے کہ نہ دیکھے اس کو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر باطل ہونے بیع غائب چیز کے اور یہی ہے جدید قول امام شافعی کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مطلق صحیح ہے اور ثابت ہوتا ہے خیار فسخ کا جب کہ دیکھے اس کو اور امام مالک اور شافعی سے بھی یہی محکی ہے اور مالک سے یہی روایت کہ اگر اس کی صفت بیان کرے تو صحیح ہے نہیں تو نہیں اور یہی ہے قول امام احمد اور اسحاق او ابو ثور اور اہل ظاہر کا اور اختیار کیا ہے اس کو بغوی اور رویانی نے شافعیہ سے اور یہی قول قدیم ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اگرچہ اس کی تفصیل میں اختلاف ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزر چکی ہے کہ نہ اس کو دیکھیں اور نہ اس سے خبر دیں اور اس استدلال میں ورازی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اندھے کی بیع مطلق باطل ہے اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا یہاں تک کہ جو ان میں سے غائب کی بیع کو جائز رکھتے ہیں وہ بھی اندھے کی بیع کو جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اندھا نہیں دیکھتا ہے اس کو بعد اس کے پس ہو گی مانند بیع غائب کی باوجود شرط ہونے نفی خیار کے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی غیر اس کی صفت کو اس کے لیے بیان کرے تو جائز ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور احمد کا اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ بیع اندھے کی بیع مطلق صحیح ہے بنابر اس تفصیل کے کہ ان کے نزدیک رہے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ یہ بیع جاہلیت کے زمانے میں تھی کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا پس وہی بیع ہو گی دیکھتے بھالتے کچھ نہ تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ چاہیں گے تو رکھیں گے اور چاہیں گے تو پھیر دیں گے اور حالانکہ حق یہ ہے کہ مبیع کو بیع سے پہلے دیکھ بھال لے یا شرط خیار کر لے اور باقی تفسیروں کا بھی یہی حال ہے۔

۲۰۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

۲۰۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعَهُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ.

نے دو طرح کے لباس سے ایک یہ کہ زانو اٹھا کر بیٹھے آدمی ایک کپڑے میں پھر اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں تک پر اٹھائے یعنی گوٹھ مار کر بیٹھے اس حال سے کہ ان کی شرم گاہ کھلی رہے اور منع فرمایا دو طرح کے بیچنے سے ایک چھونے سے دوسرے پتھر پھینکنے سے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ أَنَسٌ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیع منابذۃ کے بیان میں اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے

فائدہ: بیان اس کا اوپر ہو چکا ہے۔

۲۰۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسۃ سے اور منابذۃ سے۔

۲۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۲۰۰۳۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی بیع سے ایک ملامسۃ اور دوسری منابذۃ سے۔

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لَا يُحَفِّلَ الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِي صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ أَيَّامًا وَأَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ إِذَا حَبَسْتَهُ.

باب ہے اس بیان کہ منع ہے بائع کو کہ جمع کرے دودھ کو اونٹ اور گائے اور بکری کے تھنوں میں اور ہر اس چیز سے جس کی شان یہ ہے کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا جائے اور مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے تھنوں میں دودھ بند کیا گیا ہو اور کئی دن نہ دوہا گیا اور اصل تصریۃ کے معنی پانی بند کرنا ہے کہا جاتا ہے اس

سے صریت الماء اذ حبستہ یعنی بند کیا میں نے پانی کو جب کہ تو اس کو روکے۔

فائدہ: اور قید نہی کی ساتھ بائع کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ اگر مالک اپنی اولاد اور اپنے عیال اور مہمان کے واسطے دودھ کو جمع کرے تو یہ حرام نہیں یعنی بلکہ یہ جائز ہے اور یہی ہے راجح اور ذکر کیا بخاری نے باب میں گائے کو اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں تو یہ اشارہ اس طرف کہ حکم میں وہ بھی اونٹ اور بکری کے معنے میں ہے برخلاف داؤد ظاہری کے تو ان دونوں پر تو اقتصار اس واسطے ہوا ہے کہ وہ ان کے نزدیک غالب ہیں اور یہ جو کہا کہ ہر محفلہ کا یہی حکم ہے تو یہ عطف عام کا ہے خاص پر تو یہ اشارہ ہے طرف لاحق کرنے غیر نعم کی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ساتھ نعم کے واسطے علت جامعہ کے درمیان ان کے اور وہ تعزیر مشتری کی ہے یعنی اگرچہ حدیثوں میں خاص نعم کا ذکر ہے لیکن ان کے سوا اور جن چیزوں کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ بھی نعم کے ساتھ ملحق ہیں اس واسطے میں بھی کہ علت ان میں بھی پائی جاتی ہے اور حنابلہ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم فقط نعم کے ساتھ خاص ہے اور جن چیزوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان میں اختلاف ہے مانند گدھوں اور لونڈی کی پس صحیح تر یہ ہے کہ اس کے بدلے کھجور کا صاع نہ دیا جائے اور یہی قول ہے حنابلہ کا گدھوں میں سوائے لونڈی کے۔ (فتح)

۲۰۰۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَإِنَّهٗ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَّحْتَلِبَهَا إِنْ شَآءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَآءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَّيُذْكَرُ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَّمُجَاهِدٍ وَّالْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَّمُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَّقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَّهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَّالتَّمْرُ أَكْثَرُ.

۲۰۰۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نہ جمع کرو دودھ کو اونٹ اور بکری کے تھنوں میں یعنی واسطے دھوکا دینے خریدار کے سو جو ان کو مول لے بعد اس کے وہ دوہنے کے بعد دو کام میں مختار ہے خواہ ان کو رکھے خواہ ان کو پھیر دے اور تین سیر کھجوریں دودھ کا بدلہ دے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں بھی کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے کہا ہے کہ ایک صاع اناج کا دے یعنی اس میں مطلق اناج کا ذکر ہے خواہ کوئی اناج دے کھجور کی کوئی قید نہیں اور خریدار تین دن تک مختار ہے اور بعضوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور کی روایت کی ہے اور تین دن کی قید ذکر نہیں کی اور امام بخاری نے کہا کہ اکثر روایتوں میں کھجور ہی کا ذکر آیا ہے یعنی کھجور کی روایتیں اناج کی روایتوں سے بہت ہیں۔

فائدہ: نظر کے معنی رائے اور قیاس کے ہیں یعنی اس کو دونوں راؤں میں اختیار ہے خواہ کسی کو اختیار کرے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ تصریہ مطلق حرام ہے اور برابر ہے کہ دھوکہ دینے کا قصد ہو یا نہ ہو اور شرط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے اور اس کی علت یہ بیان کی کہ اس میں جانور کی ایذا ہے لیکن دوسری روایت میں صریح آچکا ہے کہ نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور گائے کے تھنوں میں واسطے بیع کے اور یہی قول راجح ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر علت بیان کرنے اکثر علماء کے ساتھ اس کے کہ اس میں دھوکا ہے اور ایذا کی علت کا یہ جواب ہے کہ وہ تھوڑا ضرر ہے ہمیشہ نہیں رہتا پس معاف کیا جائے گا واسطے تحصیل نفع کے اور یہ جو کہا کہ جو اس کو خرید لے بعد اس کے یعنی جمع کرنے دودھ کے تو ایک روایت میں اس کے بعد یہ لفظ زیادہ ہے کہ پس اس کو تین دن تک اختیار ہے اور ابتداء اس مدت کی تصریہ کے بیان کرنے کے وقت سے ہے اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور شافعیہ کے نزدیک ابتداء اس کی عقد کے وقت سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جدا ہونے کے وقت سے ہے اور لازم آتا ہے اس سے یہ کہ ہو غرر فراخ تر تین دن تک سے بعض صورتوں میں اور وہ اس وقت ہے جب کہ مؤخر ہو ظاہر ہونا تصریہ کا آخر تین دنوں تک اور نیز لازم آتا ہے اس پر یہ کہ حساب کیا جائے مدت پہلی قدرت پانے کی فسخ پر اور یہ فوت کرتا ہے مقصود فراخی مدت کو اور یہ جو کہا کہ اس کو اختیار ہے بعد دوہنے کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے خیار مگر ساتھ دوہنے کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہے واسطے اس کے خیار جب کہ معلوم کرے تصریہ کو اگرچہ اس کو نہ دوہے لیکن چونکہ اکثر اوقات نہیں معلوم ہوتا ہے مگر بعد دوہنے کے تو ذکر کیا قید کو بیچ ثابت ہونے خیار کے پس اگر بغیر دوہنے کے تصریہ ثابت ہو جائے تو بھی خیار ثابت ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو رکھے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر چاہے تو ان کو اپنے ملک میں باقی رکھے اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ مصراۃ کی بیع صحیح ہے اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہے اور اگر مطلع ہو مشتری اوپر کسی عیب کے بعد راضی ہونے کے ساتھ تصریہ کے پھر پھیر دے ان کو تو کیا صاع لازم آتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ صاع کا دینا واجب ہے اور نقل کی ہے انہوں نے نص شافعی کی اس پر کہ نہ پھیرا جائے اور مالکیہ کے نزدیک دو قول ہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے تو ان کو پھیر دے تو ظاہر اس کا شرط ہونا فور کا ہے یعنی شرط ہے کہ فوراً اسی وقت پھیر دے اور واسطے قیاس کرنے کے باقی عیبوں پر لیکن جس روایت میں ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے وہ مقدم ہے اس اطلاق پر اور ابو حامد اور رویانی نے اس میں شافعی رحمہ اللہ کی نص نقل کی ہے کہ اس کو تین دن تک اختیار ہے اور یہی قول ہے اکثر کا اور جو پہلے کو صحیح کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے ساتھ اس کی کہ تین دن کی روایت محمول ہے اس پر جب کہ تین دن سے کم میں تصریہ معلوم نہ ہو اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ وہ اس سے کم میں معلوم نہیں ہوتا اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تین دن کی روایت زیادہ تر راجح ہے اس واسطے کہ تصریہ کا حکم مخالف

ہے قیاس کو اصل حکم میں واسطے نص کے پس عام ہو گا سب موارد میں یعنی خواہ تصریہ تین دن میں معلوم ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کو تین دن تک اختیار ہے میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے اس کو یہ بات کہ اس کے بعض طریقوں میں یہ لفظ آتا ہے کہ اس کو اختیار ہے یہاں تک کہ اس کو رکھے یا پھیر دے روایت کی یہ احمد اور طحاوی نے اور یہ جو فرمایا کہ دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر فسخ بیع چاہے تو واجب ہے پھیر دینا ایک صاع کھجور کا ساتھ بکری کے پس اگر دودھ باقی ہو یعنی دوھا ہوا باقی رکھا ہو اور متغیر نہ ہوا ہو اور اس کے پھیرنے کا ارادہ کرے تو کیا بائع کو اس کا قبول کرنا لازم ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں صحیح تر وجہ یہ ہے کہ لازم نہیں واسطے دور ہونے طراوت اس کی کے اور واسطے مختلط ہونے اس کے کے ساتھ اس چیز کے جو نئی پیدا ہوئی ہے نزدیک بائع کے اور تخصیص تمر پر اس کے معین ہونے کو چاہتی ہے اور یہ جو بعض روایتوں میں تین دن کا ذکر آیا ہے اور بعض میں نہیں تو ان دونوں میں تطبیق اس طور سے ہے کہ جس نے تین دن کا لفظ زیادہ کیا ہے اس کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور وہ حافظ ہے اور جس راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا تو وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کو یاد نہیں رہا یا اس نے روایت کو مختصر کیا اور جو بعض روایتوں میں کھجور کا ذکر آیا ہے اور بعض میں اناج تو ان میں تطبیق یوں ہے کہ اناج کی روایت محمول ہے کھجور پر یعنی مراد اناج سے کھجور ہے مطلق اناج نہیں اور کھجور کو اناج سے اس واسطے تعبیر کیا کہ اہل مدینہ کا اکثر قول یہی تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یا اناج کا صاع دے اور یا کھجور کا صاع دے روایت کی یہ حدیث امام احمد رحمہ اللہ نے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج اور کھجور میں اختیار ہے اور یہ کہ طعام غیر کھجور کے ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اور راوی کا شک ہو اور جب کہ ان روایتوں میں احتمال واقع ہوا ہو تو صحیح ہو گا استدلال ساتھ کسی چیز کے ان سے پس رجوع کیا جائے طرف ان روایتوں کی جن میں اختلاف نہیں اور وہ کھجور ہے کہ اس میں اختلاف نہیں جیسا کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی بخاری رحمہ اللہ نے اور یہ جو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ان کو پھیر دے تو ان کے دودھ کے برابر یا اس کے دوگنا گیہوں دے تو اس کی اسناد میں ضعف ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ وہ بالاتفاق متروک الظاہر ہے اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے جمہور اہل علم نے اور فتوی دیا ہے ساتھ اس کے ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور صحابہ میں سے کوئی ان کا مخالف نہیں اور قائل ہیں اس کے ساتھ تابعین سے اور جو ان کے بعد میں اتنے لوگ جو گنے نہیں جا سکتے اور نہیں فرق کیا انہوں نے اس میں کہ ہو دودھ دوھا ہوا تھوڑا یا بہت یعنی خواہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت ہر صورت میں کھجور کا صاع دینا آتا ہے اور برابر ہے کہ کھجور شہر کے قوت سے ہو یا نہ ہو اور خلاف کیا ہے اصل مسئلے میں اکثر حنفیہ نے اور اس کے فروع میں اور لوگوں نے حنفیہ سو وہ کہتے ہیں کہ نہ رد کیا جائے کوئی جانور ساتھ عیب تصریہ کے اور نہیں واجب ہے دینا ایک صاع کھجور کا اور مخالفت کی ہے ان کی زفر نے سو قائل ہوا ساتھ قول جمہور کے مگر اس نے کہا کہ اس کو اختیار دیا جائے

درمیان ایک صاع کھجور کے یا آدھے صاع گیہوں کے اور اس طرح کہا ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف نے ایک روایت میں مگر یہ کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ کھجور کا صاع معین نہیں بلکہ اس کی قیمت دینی بھی جائز ہے اور ایک روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض شافعیہ سے بھی اس طرح ہے لیکن ہو کہتے ہیں کہ شہر کے قوت متعین سے ہے واسطے قیاس کے فطر کے صدقہ پر اور حکایت کی ہے بغوی نے یہ کہ نہیں خلاف ہے مذہب میں کہ اگر وہ دونوں راضی ہوں ساتھ غیر کھجور کے قوت سے یا غیر اس کے سے تو کافی ہے اور ثابت کیا ہے ابن کج نے خلاف کو بیچ اس کے اور حکایت کیں ہیں ماوردی نے دو وجہیں جب کہ عاجز ہو کھجور سے کہ کیا لازم ہے اس کو قیمت اس کی شہر میں یا اقرب شہر کے اس میں کھجور ہے اور ساتھ دوسری وجہ کے قائل ہیں حنابلہ اور حنفیہ نے جو اس حدیث مصراۃ پر حمل نہیں کیا تو وہ اس کے کئی عذر بیان کرتے ہیں سو ان میں سے بعضوں نے تو اس حدیث میں طعن کیا ہے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے اور نہ تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مانند ابن مسعود وغیرہ کی فقہاء صحابہ سے یعنی وہ فقیہ نہ تھے اور ان کو حدیث کی کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی پس اس کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا اس واسطے کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے اور یہ کلام ایسی ہے کہ ایذا دی ہے اس کے قائل نے ساتھ اس کے اپنی جان کو اور اس کی حکایت میں بے پرواہی ہے تکلف کی رو سے اوپر اس کے یعنی اس کے رد کے حاجت نہیں اور تحقیق ترک کیا ہے ابوحنیفہ نے قیاس جلی کو واسطے روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مانند اس کی کے جیسے کہ بیچ وضو کرنے کے ہے ساتھ نچوڑ کھجور کے اور قہقہہ کرنے سے نماز میں اور سوائے اس کے اور گمان کرتا ہوں کہ اسی نکتہ کے واسطے وارد کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود کی پیچھے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات سے کہ ابن مسعود نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق فتویٰ دیا ہے پس اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس میں ثابت نہ ہوتی تو ابن مسعود اس میں قیاس جلی کی مخالفت نہ کرتے اور ابن سمعانی نے اصطلام میں کہا کہ اصحاب پر طعن علامت ہے طاعن کے ذلیل ہونے کی بلکہ وہ بدعت اور گمراہی ہے اور تحقیق خاص ہوا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتھ زیادتی حفظ کے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت اور ضبط سب سے زیادہ تھی جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے اس کو کبھی نہ بھولتے تھے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی تھی جیسا کہ کتاب العلم اور بیوع کے اول میں گزر چکا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار میں خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے اور میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا پس حاضر ہوتا تھا میں جب کہ وہ غائب ہوتے تھے اور یاد رکھتا تھا جب کہ بھول جاتے تھے آخر حدیث تک پھر باوجود اس دعا زیادتی حفظ کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کے ساتھ اکیلے نہیں ہوئے بلکہ روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ابو یعلیٰ نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے خلافیات میں عمرو بن عوف سے اور احمد نے ایک صحابی سے جس کا نام نہیں لیا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا گیا ہے اوپر صحیح ہونے اس حدیث کے اور ثابت ہونے اس

کے کے جہت نقل سے اور جس نے اس پر عمل نہیں کیا اس نے علت بیان کی ہے اس کے ساتھ کئی چیزوں کی جن کی کوئی حقیقت نہیں یعنی محض بے اصل باتیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے، اس واسطے کہ ایک روایت میں تو کھجور کا ذکر آیا ہے اور ایک میں گیہوں کا اور ایک میں دودھ کا اور ایک میں صاع کا اور ایک مثل اور دو مثل کا اور ایک میں برتن کا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے صحیح طریقوں میں کچھ اختلاف نہیں اور جو طریق صحیح ہو وہ ضعیف طریق کے ساتھ معلوم نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ عموم قرآن کے مخالف ہے، یا مانند اس آیت کی کہ اگر تم سزا دینی چاہو تو سزا دو ساتھ مانند اس چیز کے کہ سزا ہوئی تم کو ساتھ اس کے یعنی پس واجب ہے کہ دودھ کا بدل دودھ دیا جائے نہ صاع کھجور کا اور جواب دیا گیا ساتھ اس کے کہ وہ تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ہے وہ عقوبات کے قبیلے سے نہیں اور تلف شدہ چیزوں کا بدلہ ان کی مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور غیر مانند کے ساتھ بھی ہوتا ہے یعنی اور جو چیز عقوبات کے قبیلے سے ہے اس کا بدلہ اس کی مانند کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ مثلاً اگر کوئی کسی کا کان کاٹے تو اس کے بدلے اس کا کان کاٹا جائے وعلی ہذا القیاس ناک کے بدلے ناک اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور بعض کہتے ہیں کہ مصراۃ کی حدیث منسوخ ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور نہیں دلالت ہے نسخ پر ساتھ مدعی اس کے اس واسطے کہ ان کو ناسخ میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث نہی کی ہے بیع دین بالدین سے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ مصراۃ کا دودھ مشتری کے ذمہ میں قرض ہوتا ہے سو جب اس پر کھجور کے ایک صاع کا دینا لازم کیا گیا ساتھ وعدے کے تو ہوئی یہ بیع قرض کے ساتھ قرض کے اور یہ طحاوی کا جواب ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا یعنی جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق محدثین کے اور بر تقدیر تسلیم کہا جائے گا کہ کھجور تو دوہنے کے مقابلے میں مشروع ہوئی ہے برابر ہے کہ دودھ موجود ہو یا نہ ہو پس نہیں مقرر ہے بیچ ہونے اس کے کے قرض سے ساتھ قرض کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث الخراج بالضمان ہے منفعت بدلے تاوان بھرنے کے ہے جو تاوان بھرے وہی اس کا نفع اٹھائے روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ دودھ فضلہ ہے بکری کے فضلوں سے اور اگر بکری ہلاک ہوتی تو اس کا تاوان مشتری پر آتا پس اس طرح اس کے فضلے بھی اس کے ملک ہوں گے پس کس طرح تاوان لگایا جائے گا اس کو بدلے اس کے واسطے بائع کے حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اس کا جواب یہ ہے کہ مصراۃ کی حدیث اس سے زیادہ ترصحیح ہے ساتھ اتفاق کے پس کس طرح مقدم کی جائے گی مرجوح راجح پر اور یہ دعوی کرنا کہ یہ حدیث اس سے متاخر ہے تو اس پر کوئی دلیل نہیں اور بر تقدیر تنزل پس مشتری نہیں حکم کیا گیا ساتھ تاوان بھرنے کے بدلے اس چیز کے کہ جو اس کے ملک میں پیدا ہوئی بلکہ ساتھ تاوان اس چیز کے کہ وارد ہوا ہے اس پر عقد بیع اور نہیں داخل ہوئی عقد میں پس بنا بر اس کے

دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ناسخ اس کی وہ حدیثیں ہیں جو وارد ہیں بیچ دور کرنے عقوبت بالمال کے اور عقوبت بالمال یعنی مال سے سزا دینی اس سے پہلے جائز تھی جیسا کہ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے حق میں ہے کہ ہم اس سے زکوۃ بھی لیں گے اور اس کا آدھا مال بھی لیں گے اور اسی حدیث عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی ہے اور مصراۃ کی حدیث اسی قبیل سے ہے اور یہ سب منسوخ ہیں یہ جواب عیسیٰ بن ابان کا ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ دودھ کا جمع کرنا تو بائع کی طرف سے پایا گیا ہے پس اگر اس باب سے ہوتا تو تاوان اس کا بائع پر ہوتا اور فرض یہ بات ہے کہ حدیث مصراۃ کی چاہتی ہے تاوان مشتری کو پس دونوں جدا ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ حدیث اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ ہے اور یہ جواب محمد بن شجاع کا ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ جدا ہونا خیار کو کاٹ دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ اس کے بعد خیار نہیں مگر خیار شرط کرے اور پیچھا کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اس کے کہ جو خیار کہ مصراۃ میں ہے وہ خیار رد بالعیب کے قبیل سے ہے اور جو خیار رد کا عیب کے ساتھ اس کے بیچ اس چیز کے کہ وہ اس میں وارد نہیں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ خبر واحد ہے نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو اور وہ مخالف ہے، واسطے قیاس اصول کے جو یقین کیا گیا ہے ساتھ اس کے پس اس پر عمل کرنا لازم نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ توقف خبر واحد میں تو صرف مخالفت اصول میں ہے نہ بیچ مخالفت قیاس اصول کے اور یہ حدیث سوائے اس کے نہیں کہ مخالفت ہے قیاس اصول کو ساتھ دلیل اس بات کے کہ اصول تو کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس ہے اور کتاب اور سنت یعنی قرآن اور حدیث درحقیقت اصل یہی دونوں ہیں اور دوسرے دونوں انہیں کی طرف پھیرے جاتے ہیں پس حدیث اصل ہے یعنی جڑ ہے اور قیاس اس کی ٹہنی ہے پس کس طرح رد کیا جائے اصل ساتھ شاخ کے بلکہ حدیث صحیح بنفسہ اصل ہے پس کس طرح کہا جائے گا کہ اصل اپنے تئیں مخالف ہے اور بر تقدیر تسلیم قیاس اصول کا یقین کا فائدہ دے گا اور خبر واحد نہیں فائدہ دیتی ہے مگر ظن کو پس عموم اصل کا اس خبر واحد ظنی کے مخالف نہ ہوگا اس واسطے کہ جائز ہے کہ اس کا محل اس اصل سے مستثنیٰ ہو اور ابن دقیق العید نے کہا کہ یہ بڑی قوی دلیل ہے واسطے رد کے اس مقام پر اور ابن سمعانی نے کہا کہ جب خبر ثابت ہو جائے تو ہوگا یہ اصل اصول سے اور نہیں ہے کوئی اصل دوسرا کہ اس کو اس پر پیش کرنے کی حاجت ہو اس واسطے کہ اگر وہ اس کے موافق ہوا تو فبہا اور اگر اس کے مخالف ہوا تو نہیں جائز ہے رد کرنا ایک ان دونوں کا اس واسطے کہ وہ رد کرنا حدیث کا ہے ساتھ خبر واحد کے اور وہ بالاتفاق مردود ہے اس واسطے کہ وہ مقدم ہے قیاس پر بغیر خلاف کے یہاں تک کہ کہا کہ اولے نزدیک میرے اس مسئلے میں یہ ہے کہ قیاسوں کو مان لیا جائے لیکن وہ لازم نہیں اس واسطے کہ سنت ثابت مقدم ہے اوپر ان کے واللہ اعلم اور بر تقدیر تنزل پس نہیں مانتے ہم کہ وہ مخالف ہے واسطے قیاس اصول کے اس واسطے کہ جو اس کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس مخالفت کو کئی وجہ سے بیان کرتے ہیں ایک

یہ کہ اصول میں یہ بات معلوم ہے کہ مثلیات کا بدلہ مثل کے ساتھ ہے اور قیمت والی چیزوں کا بدلہ قیمت کے ساتھ ہے اور اس جگہ اگر دودھ مثل ہو تو اس کا بدلہ دودھ دینا چاہیے اور اگر قیمت والی چیزوں میں سے ہو تو دونوں نقدوں سے ایک کے ساتھ قیمت دینی چاہیے اور اس جگہ اس کے بدلے کھجور کا دینا آیا ہے پس اصل کی مخالفت ہوا اور جواب منع حصر کا ہے اس واسطے کہ آزاد آدمی کی دیت میں اونٹوں کے ساتھ تاوان دیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کی مانند نہیں اور نہ قیمت اور نیز تاوان مثل کا ساتھ مثل کے عام نہیں کہ ہر جگہ یہی قاعدہ جاری ہو اس واسطے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثل چیز کا بدلہ قیمت کے ساتھ دیا جاتا ہے جب کہ اس کا ہم مثل پیدا نہ ہو سکے مانند اس شخص کی کہ تلف کرے بکری دودھ دینے والی کو کہ اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور اس کے دودھ کے بدلے اور دودھ نہ دیا جائے اس واسطے مشکل ہونے مماثلت کے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ قاعدے چاہتے ہیں اس کو کہ تاوان بقدر تلف کے ہو اور یہ مختلف ہے اور تحقیق اندازہ کیا گیا ہے اس جگہ ساتھ مقدار واحد کے اور وہ صاع ہے پس خارج ہوا قیاس سے یعنی قیاس کے مخالف ہوا اور جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ سب مضمونات میں عام نہیں کہ ضمان بقدر تلف کی ہو مانند زخم کی کہ اس میں ہڈی کھل گئی ہو پس دیت اس کی مقرر ہے یعنی پانچ اونٹ باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے کبھی زخم بڑا ہوتا ہے اور کبھی چھوٹا اور غلام مقرر ہے پیٹ کے بچے میں باوجود یہ کہ وہ مختلف ہوتا ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ واقع ہو اس میں تنازع پس چاہیے کہ مقدر کی جائے ساتھ چیز معین کے واسطے کاٹنے جھگڑے کے اور مقدم کی جائے گی یہ مصلحت اوپر اس قاعدے کے اس واسطے کہ جو دودھ کہ عقد کے بعد پیدا ہوا ہے وہ مل گیا ہے ساتھ اس دودھ کے جو عقد کے وقت موجود تھا اور اس کا اندازہ معلوم نہیں کہ اس کی مثل مشتری پر واجب ہو اور اگر اس کی مقدار پہچانی جاتی پس سپرد کی جاتی ساتھ اندازہ کرنے دونوں کے یا ایک کے تو البتہ تنازع تک نوبت نہ پہنچتی سو قطع کیا شارع نے جھگڑے کو اور اس کو ایک اندازے کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ دونوں اس کے آگے نہ بڑھیں واسطے قطع کرنے جھگڑے کے اور ہوگا مقرر کرنا اس کا ساتھ کھجور کے قریب تر ساتھ دودھ کے اس واسطے کہ وہ اس وقت ان کا قوت تھا مانند دودھ کی اور وہ پائی جاتی ہے مانند دودھ کی اور قوت کی چیز وہ ہے جس سے زندگی بسر ہو پس دونوں شریک ہوئے اس میں کہ دونوں کھائے جاتے ہیں اور قوت کی چیزیں اور پائی جاتی ہیں اور نیز دونوں مشترک ہیں اس میں کہ قوت کیا جاتا ہے ساتھ ہر ایک کے دونوں میں سے بغیر کارگری اور علاج کے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تلف شدہ دودھ اگر عقد کے وقت موجود تھا تو تحقیق دور ہوئی ایک جزو معقود علیہ کی اصل خلقت سے اور یہ مانع ہے پھیر دینے کو پس تحقیق پیدا ہوا ہے یہ عیب مشتری کے ملک میں پس بائع اس کا ضامن نہ ہوگا اور اگر ہو وہ مخلوط موجود دودھ کہ عقد کے وقت موجود ہوا اور جو حادث ہو اس کی ضمان واجب نہیں اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ نقص کے ساتھ پھیر دینا تو منع اس وقت ہے جب کہ نہ ہو واسطے معلوم کرنے کی اور اگر عیب کے معلوم کرنے کے واسطے تو یہ منع

نہیں اور چوتھی وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ اصول کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس میں خیار کو تین دن ٹھہرایا ہے باوجود یہ کہ خیار عیب تین دن کے ساتھ مقدر نہیں کیا جاتا اور اسی طرح خیار مجلس بھی نزدیک اس شخص کے جو اس کا قائل ہے اور خیار رؤیت نزدیک اس شخص کے جو اس کو ثابت کرتا ہے اور جواب یہ ہے کہ حکم مصراۃ کا منفرد ہوا ہے ساتھ اصل اپنے کے ہم مثل ہونے سے پس نہیں عیب ہے یہ کہ منفرد ہو ساتھ وصف کے کہ زیادہ ہو اس کے غیر پر اور حکمت اس میں یہ ہے کہ تحقیق یہ مدت وہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے ساتھ اس کے دودھ پیدائشی جمع ہو دودھ سے ساتھ دھوکے کے اکثر اوقات پس مشروع ہوئی یہ مدت واسطے معلوم کرنے عیب کے بخلاف خیار رؤیت اور عیب کے کہ وہ اس مدت پر موقوف نہیں اور اپر خیار مجلس پس نہیں ہے واسطے معلوم کرنے عیب کے پس ظاہر ہوا فرق درمیان خیار مصراۃ کے اور غیر اس کے کی اور پانچویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس کے لینے سے جمع ہونا درمیان عوض اور معوض کے بیچ اس کے جب کہ ہو قیمت بکری کی ایک صاع کھجور کا پس تحقیق وہ رجوع کرتی ہے طرف اس کی صاع سے کہ وہ مقدار مول اس کے کی ہے اور جواب یہ ہے کہ کھجور دودھ کا بدلہ ہے نہ بکری کا بدلہ پس نہ لازم آئے گی وہ چیز جو ذکر کی ہے انہوں نے اور چھٹی وجہ یہ ہے کہ وہ مخالف ہے واسطے قاعدہ بیاج کے بیچ اس چیز کے کہ خریدے بکری کو ساتھ ایک صاع کے اور جب کہ اسے بکری کے ساتھ ایک صاع پھیرنا چاہا تو تحقیق پھیرنا چاہا اس نے وہ صاع جو اس کا مول ہے پس ہوگا اس طرح کہ بیچا بکری کو اور صاع کو بدلے ایک صاع کے اور جواب یہ ہے کہ بیاج تو صرف عقدوں میں اعتبار کیا جاتا ہے فسخوں میں اعتبار نہیں کیا جاتا ساتھ اس دلیل کے کہ اگر وہ دونوں سونے کو چاندی سے بیچیں تو نہیں جائز ہے یہ کہ پہلے جدا ہوں پہلے قبض کے اور اگر وہ دونوں ہو بہو اسی عقد میں اقالہ کریں تو جائز ہے جدا ہو پہلے قبض کے اور ساتویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتی ہے اس سے ضمان اعیان کی باوجود باقی رہنے ان کے کی بیچ اس چیز کے جب کہ دودھ موجود ہو اور اعیان کا تاوان بدل کے ساتھ نہیں مگر ساتھ فوت ہونے ان کے کی مانند چھینی گئی چیز کی اور جواب یہ ہے کہ دودھ اگرچہ موجود تھا لیکن دشوار ہوا پھیرنا اس کا واسطے مختلط ہونے اس کے کی ساتھ دودھ نئے کے جو عقد کے بعد پیدا ہوا ہے اور دشوار ہے جدا ہونا اس کا پس ہوا یہ مانند اس غلام کی جو غصب کے بعد بھاگ جائے یعنی کسی نے کسی کا غلام زور سے چھینا تھا پھر وہ چھیننے والے کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو وہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا یعنی اس کو اس کی قیمت دینی آئے گی باوجود باقی ہونے ذات اس کی کے واسطے مشکل ہونے رد کے اور آٹھویں وجہ یہ ہے کہ لازم آتا ہے اس سے ثابت ہونا رد کا بغیر عیب کے اور نہ شرط کی یعنی شرط خیار کی اپر شرط پس نہیں پائی گئی اور اپر عیب پس نقصان دودھ کا ہے اگر عیب ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا ساتھ اس کے رد بغیر تصریہ کے اور جواب یہ ہے کہ خیار ثابت ہوتا ہے ساتھ دھوکا دینے کے مانند اس شخص کی کہ بیچے چکی پھیرنے والی کو ساتھ اس چیز کے کہ جمع کیا اس کو واسطے اس کے بغیر علم مشتری کے سو جب مشتری کو اس پر اطلاع ہو تو جائز ہے اس کو پھیر دینا اس

کا اور نیز جب مشتری نے تھنوں کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھا تو گمان کیا اس نے کہ یہ اس کی عادت ہے تو گویا کہ بائع نے اس کے واسطے شرط کی کہ اس کی یہ عادت ہے سو پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا پس ثابت ہوا واسطے اس کے پھیر دینا واسطے گم ہونے شرط معنوی کے واسطے کہ بائع کبھی تو مبیع کی صفت اپنے قول سے ظاہر کرتا ہے اور کبھی اپنے فعل سے ظاہر کرتا ہے سو جب مشتری نے ایک صفت ظاہر کی پھر امر اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو ہوگا ایسا کہ اس نے اس کو دھوکا دیا پس مشروع ہوا واسطے اس کے خیار یہ محض قیاس ہے اور مقتضی عدل کا ہے اس واسطے کہ مشتری نے تو اپنے مال کو بدل کیا ہے بنا بر اس صفت کے کہ بائع نے اس کے واسطے ظاہر کی اور تحقیق ثابت کیا ہے شارع نے واسطے سوداگروں کے خیار جب کہ کوئی ان کو آگے سے جا ملے اور ان سے اناج جا خریدے پہلے اس سے کہ بازار میں اتریں اور نرخ معلوم کریں اور نہیں ہے اس جگہ عیب اور نہ خلاف شرط میں لیکن اس واسطے کہ اس میں دھوکا اور فریب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے نہ اس میں اضطراب ہے نہ علت اور نہ فسخ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ محمول ہے ایک صورت خاص پر اور وہ وہ ہے جب کہ خریدے بکری کو ساتھ اس شرط کے کہ مثلاً کہ وہ پانچ سیر دودھ دیتی ہے اور شرط کیا اس میں خیار کو تو شرط فاسد ہے پس اگر متفق ہوئے دونوں اوپر ساقط کرنے شرط کے بیچ مدت خیار کے تو صحیح ہوگا عقد اور اگر متفق نہ ہوئے تو باطل ہوگا عقد اور واجب ہوگا پھیر دینا صاع کھجوروں کا اس واسطے کہ تھا وہ قیمت دودھ کی اس دن اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث ظاہر ہے بیچ معلق ہونے حکم کے ساتھ تصریہ کے اور جس چیز کو اس قائل نے ذکر کیا ہے وہ چاہتی ہے معلق ہونے اس کے کو ساتھ فساد شرط برابر ہے کہ تصریہ پایہ جائے یا نہیں پس تاویل ٹھیک نہیں اور نیز پس لفظ حدیث کا لفظ عموم کا ہے اور جس چیز کا انہوں نے دعوی کیا ہے وہ ایک فرد ہے اس عموم کے افراد سے پس جو دعوی کرتا ہے بند ہونے عموم کا اوپر اس کے وہ محتاج ہے طرف دلیل کی اور نہیں وجود واسطے دلیل کے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ منع ہونے کے دھوکے سے اور اصل ہے بیچ ثابت ہونے خیار کے واسطے اس شخص کے جس نے اس کے عیب کے ساتھ دھوکا دیا ہے اور نیز یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ اصل بیع کی فاسد نہیں ہوتی اور اصل ہے اس میں کہ مدت خیار کی تین دن ہے اور نیز اصل ہے تصریہ کی حرام ہونے میں اور ثابت ہونے خیار کے ساتھ اس کے اور احمد اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جانور کو دودھ بند کر کے بیچنا فریب ہے اور نہیں ہے حلال فریب واسطے مسلمانوں کے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور جو لوگ اس حدیث کے ساتھ قائل ہیں ان کو کئی چیزوں میں اختلاف ہے ایک یہ کہ اگر مشتری تصریہ کو جانتا ہو تو کیا اس کے واسطے خیار ثابت ہے اس میں ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور ترجیح دیتی ہے اس کو کہ اس کے واسطے اختیار ثابت نہیں روایت عکرمہ کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں نزدیک طحاوی کے پس تحقیق لفظ اس کا یہ ہے کہ جو مصراۃ کو خریدے اور حالانکہ نہ جانتا ہو کہ وہ مصراۃ ہے الحدیث اور اگر مصراۃ کا دودھ عادت ہو جائے اور ہمیشگی

کرے کثرت پر یعنی ہمیشہ ہی بہت ہی دیا کرے تو کیا اس کو پھیر دینا آتا ہے اس میں ان کو ایک وجہ ہے خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے دونوں مسئلوں میں اور ایک یہ اگر خود بخود اس کا دودھ جمع ہو جائے یا مالک نے اس کے واسطے اپنے جمع کیا ہو پھر ظاہر ہوا واسطے اس کے سو بیچ ڈالا اس نے اس کو تو کیا اس میں بھی تصریہ کا حکم ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس میں خلاف ہے سو جس نے معنے کی طرف نظر کی اس نے اس کو ثابت کیا ہے اس واسطے کہ عیب ثابت کرتا ہے خیار کو اور نہیں شرط ہے اس میں دھوکا بائع کا اور جس نے اس طرف نظر کی کہ تصریہ کا حکم خارج ہے قیاس سے تو خاص کیا ہے اس کو ساتھ مورد اپنے کے اور وہ حالت عمد کی ہے یعنی جان بوجھ کر تصریہ کیا اس واسطے کہ نہیں صرف اسی کو شامل ہے اور ایک یہ کہ تھن گوشت بھرے ہوئے ہوں اور گمان کیا اس کو مشتری نے دودھ سو اس کو خریدا پھر اس کو معلوم ہوا کہ یہ تو گوشت ہے تو کیا اس کو خیار ثابت ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں حکایت کیا ہے ان کو بعض مالکیہ نے اور ایک یہ کہ اگر غیر مصراۃ کو خریدے پھر وہ دوہنے کے بعد اس میں کوئی عیب پائے تو تحقیق نص کی شافعی رحمہ اللہ نے اس پر کہ جائز ہے پھیر دینا اس واسطے کہ وہ تھوڑا ہے نہیں کوشش کی گئی ساتھ جمع ہونے اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ دودھ کا بدلہ دے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک صاع کھجوروں کا دے۔ (فتح)

۲۰۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِیْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَّنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُلَقَّى الْبُيُوْعُ.

۲۰۰۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیر دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں اور منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر خریدیں لوگ قافلے سے جو اناج وغیرہ لایا۔

۲۰۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَّحْتَلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا

۲۰۰۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر قافلے کو نہ ملا کرو یعنی اگر خبر سنو کہ کوئی قافلہ اناج وغیرہ لایا ہے تو ان کو آگے بڑھ کر نہ ملو سستا خریدنے کو اور نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور نہ جمع کیا کرو دودھ کو گائے، بکری کے تھنوں میں اور جو ان کو خریدے تو وہ دوہنے کے بعد دو کاموں میں مختار ہے اگر اس کے ساتھ راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو ان کو پھیر دے اور پھیر

وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ.

دے ساتھ اس کے تین سیر کھجوریں۔

بَابٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

باب ہے اس بیان میں کہ اگر چاہے تو مصراۃ کو پھیر دے اور اس کو دوہنے کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوریں دودھ کے مقابل ہیں اور ابن حزم نے گمان کیا ہے کہ کھجوریں دوہنے کے مقابل میں ہیں دودھ کے مقابلے میں نہیں اس واسطے کہ حلبہ کے حقیقی معنے دوہنے کے ہیں اور مجازی معنے دودھ کے ہیں اور حقیقی معنے پر حمل کرنا اولی ہے اسی واسطے کہا کہ واجب ہے پھیر دینا دودھ اور کھجور دونوں کا اور مخالف ہوا ساتھ اس کے جمہور کے (فتح)

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ.

۲۰۰۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خریدے بکری جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو دوہے تو اگر اس سے راضی ہو تو اس کو اپنے پاس رکھے اور اگر ناراض ہو تو اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجوروں کا دے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجوروں کا ایک صاع مصراۃ کے مقابلے میں ہی برابر ہے کہ ایک ہو یا زیادہ واسطے قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بکری کو خریدے پھر فرمایا کہ اس کے دوہنے میں ایک صاع کھجوروں کا ہے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے اس شخص سے جو حدیث کو استعمال کرتا ہے اور ابن بطال نے اکثر علماء سے اور ابن قدامہ نے شافعیہ اور حنابلہ سے اور اکثر مالکیہ سے یہ روایت ہے کہ ہر ایک کے بدلے ایک صاع کھجور کا دے اور مازری نے کہا کہ یہ بات لائق نہیں کہ تاوان لگایا جائے تلف کرنے والا دودھ ہزار بکری کا جیسا کہ تاوان لگایا جاتا ہے تلف کرنے والا دودھ ایک بکری کا اور جواب یہ ہے کہ وہ معاف ہے بہ نسبت اس کی جو پہلے گزر چکا ہے کہ صاع کے اعتبار کرنے میں حکمت قطع کرنا نزاع کا ہے پس ٹھہرائی گئی ایک حد کہ جھگڑے کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے پس برابر ہوا تھوڑا اور بہت اور یہ بات معلوم ہے کہ ایک بکری یا ایک اونٹنی کا دودھ نہایت مختلف ہوتا ہے اور باوجود اس کے معتبر ایک ہی صاع ہے برابر ہے کہ دودھ کم ہو یا بہت پس اسی طرح صاع معتبر ہے خواہ مصراۃ تھوڑے ہوں یا بہت۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِيْ
زنا کرنے والے غلام کے بیچنے کا بیان

فائدہ: یعنی جائز ہے ساتھ بیان کرنے عیب اس کے کے اور باب کی حدیث میں غلام زانی کا ذکر نہیں لونڈی زانیہ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے غلام کو لونڈی پر قیاس کیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک زنا لونڈی میں عیب ہے پھیری جاتی ہے ساتھ اس عیب کے اور زنا غلام میں عیب نہیں کہ اس کے ساتھ بیع پھیری جائے اس واسطے کہ زنا لونڈی کا افسد ہے اور غلام کا کم ہے۔ (ت وفتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَآءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا

اور شریح نے کہا کہ اگر کوئی غلام خریدے اور اس کے بعد ظاہر ہو کہ وہ زانی ہے تو اگر چاہے تو عیب زنا کے سبب سے اس کو پھیر دے

فائدہ: سعید بن ابن منصور نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد سے لونڈی خریدی جس نے زنا کیا تھا اور خریدار کو اس کا زنا معلوم نہیں ہوا یعنی پھر معلوم ہوا پس جھگڑا کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف شریح کی تو شریح نے کہا کہ اگر چاہے تو زنا کے سبب سے پھیر دے۔

۲۰۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے یعنی خواہ اس کے اقرار سے یا گواہوں سے تو چاہیے کہ اس کو مالک حد مارے یعنی پچاس کوڑے اور اس کو ملامت نہ کرے اور جھڑک نہ دے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو دوسری بار بھی حد مارے اور نہ ملامت کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی اس کی قیمت ملے یعنی پوری قیمت کا خیال نہ کرے جتنے کو بکے بیچ ڈالے۔

۲۰۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ

۲۰۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد سے روایت ہے کہ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے حال لونڈی کے سے جب کہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زنا کرے تو اس کو حد مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو اس کو دوسری بار بھی حد مارو پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بالوں

تُحْصِنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِيْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

کی رسی سے سہی ابن شہاب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا تیسری بار کے بعد بیچنا فرمایا یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

فائدہ: ترجمہ باب کے موافق اس حدیث میں یہ لفظ ہے کہ پس چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اس واسطے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام حرام کار کا بیچنا درست ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ زنا مبیع میں عیب ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اگرچہ بالوں کی رسی سے سہی اور ابن بطال نے کہا کہ یہ جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ حرام کار لونڈی کو بیچ ڈالے تو یہ مبالغہ ہے بیچ برے ہونے فعل اس کے کے اور خبر دینا ہے کہ حرام کار لونڈی کی کوئی سزا نہیں مگر بیچ ڈالنا ہمیشہ اور یہ کہ وہ اپنے مالک کے پاس نہ رہے واسطے جھڑکی دینے اس کے کہ پھر حرام کاری نہ کرے اور شاید کہ ہو یہ سبب واسطے بچنے اس کے زنا سے یا مشتری کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنے نفس کے ساتھ اس کو زنا سے بچائے یا اس کو اپنی ہیبت سے بچائے۔ (فتح) اور یہ جو فرمایا کہ اگر شادی شدہ نہ ہو تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب شادی شدہ ہو تو واجب ہے اس کو سنگسار کرنا اور حالانکہ اجماع اس کے برخلاف ہے یعنی غلام کو سنگسار کرنا واجب نہیں خواہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس مفہوم کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ قرآن صریح اس کے برخلاف ناطق ہے جیسا کہ فرمایا کہ پھر جب وہ بیاہی جائیں تو ان پر ہے آدھی وہ سزا جو شادی شدہ ہے پس حدیث دلالت کرتی ہے اوپر کوڑے مارنے غیر محصن کے اور آیت دلالت کرتی ہے اوپر جلد محصن کے اور رجم آدھوں آدھ نہیں ہو سکتا ہے پس دونوں کو کوڑے مارئے جائے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونوں دلیلوں کے یا احصان سے مراد آزادی ہے۔ (ق)

بَابُ الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ مَعَ النِّسَآءِ

عورتوں کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے

۲۰۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْ وَأَعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

۲۰۱۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو میں نے آپ ﷺ سے بریرہ کا قصہ ذکر کیا کہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس کے مالک شرط کرتے ہیں کہ اس کا ولا ہمارے واسطے ہوگا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قیمت لے اور آزاد کر اس واسطے کہ لونڈی غلام کے مال کا وارث وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے پھر دوپہر کے

ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِيِّ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ.

بعد آپ ﷺ کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں یعنی اللہ کے حکم میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط ثابت تر اور محکم تر ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ خرید وفروخت کرنی جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی کو ایک مرد سے خریدا اور آپ ﷺ نے اس کو جائز رکھا چنانچہ فرمایا کہ اس کو خرید لے اور شاہد ہے اس کے واسطے یہ قول آپ ﷺ کا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خرید وفروخت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مردوں کے ساتھ تھی وفیہ المطابقة للترجمة اور اگر کوئی کہے کہ بعض شرطیں ایسی ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ جو حدیث میں ہے وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے چنانچہ فرمایا کہ نہیں بولتا پیغمبر اپنی خواہش نفس سے یہ تو حکم ہے جو اس کو پہنچتا ہے اللہ کی طرف سے۔ (فتح وت)

۲۰۱۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِيْ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُّحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاوَمَتْ بَرِيْرَةَ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ إِنَّهُمْ أَبَوْا أَنْ يَّبِيْعُوْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا كَانَ زَوْجُهَا أَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا يُدْرِيْنِيْ.

۲۰۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ لونڈی خریدی یعنی اس کے مالکوں سے سو آپ ﷺ نماز کو نکلے سو جب آپ ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے بیچنے سے انکار کیا ہے مگر یہ کہ ولا کی شرط کریں کہ ولا ان کے لیے ہو سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلام کے مال کا وارث تو وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام تو اس نے کہا کہ ابن عمر نے مجھ کو نہیں بتلایا۔

فائدہ: اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا کہ اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ وَّهَلْ يُعِيْنُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ

کیا جائز ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے بغیر مزدوری کے اور کیا جائز ہے کہ اس کی مدد کرے یا خیر خواہی

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ یہ جو آیا ہے کہ منع ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حمل کیا ہے اس منع کو اوپر منع خاص کے اور وہ بیچنا ساتھ اجرت کے ہے یعنی منع صرف اس وقت ہے جب کہ اجرت لے کے بیچے اور جب کہ بطور مدد اور خیر خواہی کے بیچے تو یہ منع نہیں بلکہ یہ درست ہے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے لی ہے اور قوت پاتی ہے یہ بات ساتھ عموم حدیثوں کے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اس واسطے کہ جو اجرت سے بیچتا ہے اس کی یہ غرض نہیں ہوتی کہ بائع کی خیر خواہی کرے بلکہ صرف اس کی غرض تو اجرت کا حاصل کرنا ہوتا ہے پس یہ چاہتا ہے کہ جائز ہو بیع حاضر کی واسطے بادی کے بغیر اجرت کے کہ وہ خیر خواہی کی قسم ہے اور میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو حدیث معلق کے بعض طریقوں میں آئندہ آئے گی اور اس طرح ہو چیز جو ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک جنگلی طلحہ بن عبید پاس اپنا دودھ لایا کہ اس کو بیچ دے تو اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے لیکن تو بازار میں جا پس دیکھ کہ تجھ سے کون خرید وفروخت کرتا ہے پھر مجھ سے مشورہ لے یہاں تک کہ میں تجھ کو حکم کروں یا منع کروں۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو چاہیے کہ اس کی خیر خواہی کرے

فائدہ: اس حدیث کے اول میں یہ لفظ ہے کہ چھوڑ دو لوگوں کو روزی دے اللہ بعض کو بعض سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بطور خیر خواہی کے جنگلی کی چیز شہری کے ہاتھ بیچے تو یہ درست ہے۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ۔

وَرَخَّصَ فِيْهِ عَطَاءٌ

اور اجازت دی ہے اس معنی میں عطاء نے

فائدہ: یعنی جائز ہے شہری کو یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع فرمایا اس سے تو آپ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان سے سستا اناج ملے اور لیکن آج کے دن پس نہیں کوئی خوف ہے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جائز ہے شہری کو واسطے بیچنا جنگلی کے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم حدیث الدین النصیحۃ کے اور گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ناسخ ہے واسطے حدیث نہی کے اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ حدیث الدین النصیحۃ اپنے عموم پر محمول ہے مگر بیچ بیع حاضر کے واسطے بادی کے پس وہ خاص ہے پس حکم کرے گی عام پر اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور تطبیق دی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان دونوں کے ساتھ خاص کرنے نہی کے ساتھ اس کے جو اجرت سے بیچے مانند دلال کی اور اوپر جو اس کی خیر خواہی کرے پس معلوم کرائے کہ اناج کا بھاؤ ایسا ایسا ہے تو یہ اس کے نزدیک نہی میں داخل نہیں۔ (فتح)

۲۰۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ

۲۰۱۲۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر گواہی دینے اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق

جَرِيْرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم رکھنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور امیر کے حکم سننے اور کہا ماننے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے اور غرض اس حدیث سے یہاں وہی ہے جو اوپر گزری کہ اگر بطور خیر خواہی کے دلال بنے تو درست ہے۔

۲۰۱۳۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۰۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ جا ملو آگے بڑھ کر قافلے کو اور نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے طاؤس کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اس نے کہا کہ اس کے لیے دلال نہ بنے یعنی واسطے غرض اجرت کے ورنہ مطلق دلال ہونا منع نہیں۔

فائدہ: حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ حکم قحط کے دنوں کے ساتھ خاص ہے اور ارزانی کے دنوں میں ایسا کرنا مکروہ نہیں لیکن عموم حدیث کا رد کرتا ہے اوپر ان کے اور اس تفسیر میں تعقب ہے یعنی مدد ہے اوپر اس کے جو تفسیر کرتا ہے حاضر کو ساتھ بادی کے بایں طور کہ مراد منع کرنا شہری کا ہے یہ کہ بیچے واسطے جنگلی کے قحط کے دنوں میں وہ چیز کہ شہر والوں کو اس کی حاجت ہے پس یہ مذکور ہے حنفیہ کی کتابوں میں اور بعض کہتے ہیں کہ صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی مسافر شہر میں کوئی اسباب لائے اور اس کو حال کے نرخ سے بیچنا چاہے اور اس کے پاس کوئی شہری آئے اور اس کو کہے کہ تو اس اسباب کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اس کو آہستگی کے ساتھ مہنگا بیچوں گا پس ٹھہرایا انہوں نے حکم کو معلق ساتھ بادی کے اور جو مشارق ہے اس کو اس کے معنی میں اور بادی کا ذکر تو حدیث میں باعتبار غالب کے واقع ہوا ہے پس لاحق کیا گیا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو شریک ہے اس کے بیچ نہ پہنچانے نرخ حاضر کے اور ضرر دینے اہل شہر کے ساتھ اشارت کے اوپر اس کے بایں طور کہ بیچنے میں جلدی نہ کرے اور یہ تفسیر شافعیہ اور حنابلہ کی ہے اور مالکیہ نے بدوی ہونے کو قید ٹھہرایا ہے یعنی یہ حکم صرف جنگلی کے ساتھ خاص ہے اور مالک سے روایت ہے کہ

نہیں ملحق ہوتا ساتھ بادی کے بیچ اس کے مگر جو اس کی مانند ہو اور اہپر گاؤں والے جو کہ اسباب اور بازار کی قیمت پہچانتے ہیں تو یہ اس حکم میں داخل نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس نہی میں اختلاف ہے جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ یہ حرام ہے بشرطیکہ نہی کو جانتا ہو اور جس اسباب کو قافلہ لایا ہے اس کی لوگوں کو حاجت ہے اور یہ کہ پیش کرے اس کو حضری اوپر بدوی کے یعنی شہری اس کو کہے کہ اس کو میرے پاس چھوڑ جا جب مہنگا ہو گا تو میں تجھ کو بیچ دوں گا اور اگر بدوی اس کو شہری سے درخواست کرے تو یہ منع نہیں اور بعض شافعیہ نے کہا کہ سب لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور یہ کہ ظاہر ہو ساتھ بیچنے اس متاع کے فراخی اس شہر میں اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اوپر یہ شرط کرنی کہ شہری اس سے خود اس بات کی درخواست کرے کہ لا میں تجھ کو تیرا اسباب اپنی معرفت سے بیچ دیتا ہوں تو یہ شرط قوی نہیں اس واسطے کہ نہ تو اس پر لفظ دلالت کرتا ہے اور نہ اس میں معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ جس ضرر کے ساتھ نہی معلل ہے نہیں جدا ہوتا ہے اس میں حال درمیان درخواست شہری کے اور نہ درخواست کرنے اس کی کے یعنی ہر صورت منع ہے خواہ وہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ نہی تو ضرر کے سبب سے وارد ہوئی ہے اور ضرر دونوں صورتوں میں موجود ہے اور لیکن یہ شرط کرنی کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو تو یہ متوسط ہے درمیان ظہور اور عدم اس کی کے اور ظہور فراخی کا شرط ہونا سو وہ بھی اسی طرح ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو مقصود مجرد فوت کرنا نفع کا اور رزق کا شہر والوں پر اور اسی طرح یہ شرط کرنی کہ نہیں کوئی جانتا ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں اور سبکی نے کہا کہ یہ شرط معتبر ہے کہ لوگوں کو اس کی حاجت ہو اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر باوجود ان سب شرطوں کے بیع واقع ہو تو اس کا کیا حکم ہے بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے ساتھ تحریم کے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح نہیں قاعدے مشہور پر۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو برا جانتا ہے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ساتھ اجرت کے

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ تفسیر کیا ہے اس نے اس کو ساتھ دلال کے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا۔

٢٠١٤ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

٢٠١٤ـ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

فائدہ: اس حدیث میں اجرت کی قید نہیں جیسا کہ باب میں ہے ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ اگر شہری جنگلی کے واسطے اجرت کے ساتھ بیچے تو یہ درست نہیں اور اگر بدون اجرت کے بیچے تو درست ہے اور استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اور گویا کہ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مقید کیا ہے اور تحقیق جائز رکھا ہے اوزاعی نے یہ کہ اشارہ کرے شہری واسطے جنگلی کے اور کہا کہ اشارہ بیع نہیں اور لیث اور ابو حنیفہ سے ہے کہ اس پر اشارہ بھی نہ کرے اس واسطے کہ جب اس پر اشارہ کیا تو اس سے بیچا اور شافعیہ کے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور راجح یہ ہے کہ جائز ہے اس واسطے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بیع سے منع فرمایا ہے اور اشارہ بیع نہیں اور تحقیق وارد ہو چکا ہے امر ساتھ خیر خواہی اس کی کے پس معلوم ہوا کہ اشارہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْتَرِيْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ

نہ خریدے حاضر واسطے بادی کے ساتھ دلالی کے

فائدہ: یعنی واسطے قیاس کرنے کے بیع پر یعنی جب دلالی کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو خریدنا بھی درست نہیں اور واسطے استعمال کرنے لفظ بیع کے بیع میں اور شراء میں اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ خریدنا واسطے بادی کے مانند بیع کی ہے اور واسطے دلیل اس حدیث کے کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض پر اس واسطے کہ اس کے معنی خریدنے کے ہیں اور امام مالک سے اس میں دو روایتیں آئی ہیں۔ (فتح)

وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِيْ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُوْلُ بِعْ لِيْ ثَوْبًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَآءَ

اور برا جانا ہے اس کو ابن سیرین نے اور ابراہیم نے واسطے بائع اور مشتری کے اور ابراہیم نے کہا کہ عرب کہتے ہیں کہ بِعْ لِيْ ثَوْبًا اور مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ اس کو میرے لیے خریدے۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس سے ابراہیم نے واسطے مذہب اپنے کے کہ بیچنا اور خریدنا کراہت میں دونوں برابر ہیں۔ (فتح)

٢٠١٥۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْتَاعُ الْمَرْءُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيْهِ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ.

٢٠١٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدے مرد اپنے بھائی کے خریدنے پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

٢٠١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا

٢٠١٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا یہ کہ بیچے

مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شہری کو جنگلی کے واسطے خریدنا بھی درست نہیں۔ وفیہ المطابقۃ للترجمۃ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ

باب ہے اس بیان میں کہ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا منع ہے اور جو قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے اس کی بیع مردود ہے درست نہیں اس واسطے کہ آگے بڑھ کر ملنے والا نافرمان اور گناہ گار ہے جب کہ نہی کو جانتا ہو اور یہ دھوکا ہے بیع میں اور دھوکا درست نہیں

فائدہ: جزم کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ یہ بیع مردود ہے بنابر اس کے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے لیکن اس کا حل محققین کے نزدیک بیع اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے نہی طرف ذات منہی عنہ کے یعنی اپنی ذات کی وجہ سے منع ہے نہ اس وقت جب کہ رجوع کرنے والی ہو طرف امر کی جو خارج ہو اس سے کہ اس وقت بیع صحیح ہو گی اور ثابت ہو گا خیار ساتھ شرط کے جس کا ذکر آتا ہے اور ہونا اس کا گنہگار اور نافرمان اور استدلال کرنا اس کا اوپر اس کے ساتھ ہونے اس کے خداع میں پس صحیح ہے لیکن نہیں آتا لازم اس سے یہ کہ بیع مردود اس واسطے کہ نہی نفس عقد کی طرف نہیں پھیرتی اور نہیں مخل ہے کسی چیز کو اس کے ارکان اور شرائط سے بلکہ وہ تو صرف سوداگروں کے ضرر دور کرنے کے واسطے ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بیع باطل ہے تو یہی قول ہے بعض مالکیہ اور حنبلیہ کا اور ممکن ہے کہ ہو قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ بیع مردود ہے محمول اس پر جب کہ بائع اس کا پھیرنا اختیار کرے پس نہ مخالف ہو گا راجح قول کے اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے اور لازم کیا ہے اس پر تناقض کو ساتھ بیع مصراۃ کے اس واسطے کہ اس میں دھوکا ہے اور باوجود اس کے بیع باطل نہیں ہوئی اور ساتھ اس کے کہ فصل کیا ہے اس نے درمیان اس کے کہ نہ بیچے حاضر واسطے بادی کے ساتھ اجرت کے اور بغیر اجرت کے اور نیز استدلال کیا ہے اس نے اس پر ساتھ حدیث حکیم کے جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر بائع اور مشتری جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت مٹائی جاتی ہے پس نہ باطل کیا ان کی بیع کو ساتھ جھوٹ اور چھپانے عیب کے اور تحقیق وارد ہو چکا ہے ساتھ سند صحیح کے کہ اگر اسباب کا مالک آگے بڑھ کر ملنے والے کے ہاتھ اپنا اسباب بیچ ڈالے تو اس کو اختیار ہے جب کہ بازار میں داخل ہو ابن منذر نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر ملنے کو جائز رکھا ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ مکروہ ہے میں کہتا ہوں کہ جو حنفیہ کی کتابوں میں ہے وہ یہ ہے کہ مکروہ ہے آگے بڑھ کر جا ملنا قافلے کو دو حالتوں میں ایک یہ کہ

شہر والوں کو ضرر ہو اور یہ کہ قافلے کو حال کا نرخ خلط ملط ہو جائے پھر اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہیں کہ جو آگے بڑھ کر جا ملے تو وہ گنہگار ہوتا ہے اور اسباب والا مختار ہے اور دلیل اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ منع فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آگے بڑھ کر جا ملے کوئی قافلے کو پس اگر اس کو کوئی آگے بڑھ کر جا ملے اور اس کو خرید لے تو اس کا مالک مختار ہے جب کہ آئے بازار میں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ صحیح ہے اور کیا اس کو مطلق خیار ثابت ہے یا اس شرط سے کہ اس کو غبن ہو اس میں دو وجوہ ہیں اصح یہ ہے کہ اس کو مطلق اختیار ہے اور یہی قول ہے حنابلہ کا اور نیز اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہی واسطے نفع بائع کے ہے اور دور کرنے ضرر کے اس سے اور بچانے اس کے فریب سے اور ابن منذر نے کہا کہ حمل کیا ہے اس کو مالک نے اوپر نفع اہل بازار کے نہ اوپر نفع مالک اسباب کے اور طرف اسی کی مائل ہوئے ہیں کوفی اور اوزاعی اور حدیث حجت کی ہے واسطے شافعی رحمہ اللہ کے اس واسطے کہ اس نے ثابت کیا ہے خیار کو واسطے بائع کے نہ واسطے بازار والوں کے اور امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو باب کے اخیر میں مذکور ہے۔ (فتح)

۲۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّيْ وَأَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۲۰۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا آگے بڑھ کر جا ملنے سے قافلے کو اور یہ کہ بیچے حاضر واسطے بادی کے۔

فائدہ: ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قافلے اناج وغیرہ لانے والے کو آگے بڑھ کو جا ملنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ نزدیک ہو یا دور اور برابر ہے کہ ان سے خریدنے کے واسطے ہو یا نہ ہو' **وسياتي البحث فيه.**

۲۰۱۸۔ حَدَّثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَا مَعْنٰى قَوْلِهِ لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا.

۲۰۱۸۔ طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کیا معنی ہیں کہ نہ بیچے شہری واسطے جنگلی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے واسطے دلال نہ ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ بیع کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر نہ ملو تو یہ بیع عام ہے برابر ہے کہ ان کے ہاتھ بیچے یا ان سے خریدے اور سمجھا جاتا ہے اس سے شرط ہونا قصد اس کے کا ساتھ ملنے کے یعنی یہ شرط ہے کہ ملنے سے صرف یہی مقصود ہو پس اگر کوئی آگے بڑھ کر ملے قافلے کو واسطے

سلام کے یا خوشی کے یا نکلا واسطے کسی حاجت کے پس پایا ان کو اور ان سے خرید وفروخت کی تو کیا اس کو بھی یہ نہی شامل ہے یا نہیں اس میں احتمال ہے سو جو معنی کی طرف نظر کرتا ہے اس کے نزدیک حکم جدا نہیں ہوتا اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور بعض شافعیہ نے نہی میں یہ شرط کی ہے کہ ابتدا کرے ملنے والا پس اناج لانے والے سے بیع چاہیے اور اگر اناج لانے والا پہلے بیع چاہے پس خریدے ان سے آگے بڑھ کر ملنے والا تو نہی میں داخل نہ ہوگا یعنی اگر آگے بڑھ کر ملنے والا قافلے سے پہلے درخواست کرے اور ان کو کہے کہ تم اناج کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو تو یہ درست نہیں اور اگر قافلے والے خود بخود پہلی بیع کی درخواست کریں اور اس کو کہیں کہ تو ہم سے خرید لے تو یہ منع نہیں اور امام الحرمین نے حرام تلقی کی یہ صورت بیان کی ہے کہ شہر کے نرخ میں جھوٹ بولے اور شہر کی قیمت سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اور متولی نے کہا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو خبر دے کہ اگر تم شہر میں داخل ہو گئے تو تم کو محصول بہت لگے گا اور ابو اسحاق شیرازی نے کہا کہ ان کو خبر دے کہ تمہارا اسباب کھوٹا ہے تا کہ ان کو غبن کرے یعنی تھوڑی قیمت سے ان کا سب مال خرید لے اور کبھی ان قیدوں سے پکڑا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہو ان کو اختیار ہے اگرچہ وہاں تلقی نہ ہو لیکن شافعیہ نے صریح کی ہے کہ اس کی خبر کا جھوٹا ہونا نہیں شرط ہے واسطے ثابت ہونے خیار کے اور خیار تو صرف اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کہ غبن ظاہر ہو پس اسی طرح کا اعتبار ہے ہونے اور نہ ہونے میں۔ (فتح)

۲۰۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ.

۲۰۱۹۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو خریدے بکری کو جس کے تھنوں میں دودھ جمع کیا گیا ہو اور اس کو پھیرنا چاہے تو چاہیے کہ پھیر دے ساتھ اس کے ایک صاع کھجوروں کا اور کہا اس نے منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ملنے قافلے کے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہی تلقی کا اطلاق مفید ہے یعنی قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا اس وقت منع ہے جب کہ بیع کے واسطے ہو نہیں تو منع نہیں۔ (فتح)

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوْقِ

۲۰۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے بعض تمہارا بعض کے بیچنے پر اور نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ حدیث میں آئے گی اور دلالت کرتا ہے تیسرا طریق اس حدیث کا جو آئندہ باب میں عبیداللہ کے واسطے سے ہے کہ سوداگر کو بازار کے اول ملاقات نہ کی جائے یہاں تک کہ ٹھیک بازار میں داخل ہو اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اسحاق اور ابن منذر وغیرہ کا اور ایک جماعت شافعیہ نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ ابتدا نہی تلقی کی شہر سے باہر نکلنا ہے برابر ہے کہ سوداگر بازار میں داخل ہو یا نہ ہو اور مالکیہ کو حد تلقی میں بہت اختلاف ہے پھر مطلق نہی تلقی سے شامل ہے مسافت کے دراز ہونے اور چھوٹے ہونے کو یعنی خواہ ان کو بہت دور جا کر ملے یا نزدیک ملے سب منع ہے اور یہی ہے ظاہر اطلاق شافعیہ کا اور مقید کیا ہے مالکیہ نے محل نہی کو ساتھ حد مخصوص کے پھر ان کو اختلاف ہے پس بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد ایک میل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو فرسخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دو دن ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مسافت قصر کی ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور لیکن ابتدا اس کے تو اس کی بحث آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّيْ قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملنا کہاں تک منع ہے دو کوس یا چار کوس یا کم وبیش

فائدہ: یعنی اس کی ابتدا کہاں سے شروع ہوتی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے ہم نے کہ ظاہر یہ ہے کہ نہیں حد ہے واسطے انتہا اس کی کے سوداگر کی طرف سے یعنی خواہ کتنی ہی دور قافلے کو آگے بڑھ کر جا ملے سب منع ہے اور آگے بڑھ کر ملنے والے کی طرف سے یعنی ابتدا اس کی پس تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس باب کے کہ ابتدا خروج کی بازار سے ہے یعنی جب بازار سے باہر نکلا تو منع میں داخل ہوا واسطے دلیل قول صحابی کے کہ تحقیق اصحاب تھے خرید وفروخت کرنے بازار کی پہلی طرف میں پھر مبیع کو اسی خریدنے کی جگہ میں ڈالتے تھے سو منع فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے اس کے سے اپنی جگہ میں یہاں تک کہ نقل کریں اس کو یعنی اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں اور نہ منع فرمایا ان کو بازار کی اول طرف میں خریدنے سے پس معلوم ہوا کہ بازار کی اعلیٰ طرف میں خریدنا درست ہے پس اگر بازار سے نکلے اور شہر سے نہ نکلے تو تحقیق تصریح کی شافعیہ نے کہ یہ نہی میں داخل نہیں ہے یعنی یہ منع نہیں اور حد ابتدا تلقی کی نزدیک ان کے شہر سے باہر نکلنا ہے یعنی خواہ بازار سے باہر نکلے یا نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب وہ شہر کے اندر آئیں تو ممکن ہے ان کو پہچاننا اور معلوم کرنا نرخ بازار کا اور اگر وہ معلوم نہ کریں تو یہ خود انہیں کا قصور ہے اور اپر شہر میں داخل ہونے سے پہلے معرفت نرخ کا ممکن ہونا پس یہ نادر اور کامیاب ہے یعنی ایسا موقع نہایت کم ہوتا ہے اور معروف نزدیک مالکیہ کے مطلق بازار کا معتبر ہونا ہے یعنی خواہ شہر سے باہر نکلے یا نہیں جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور لیث سے روایت ہے کہ قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا مکروہ ہے اگرچہ راہ پر ہو اور اگرچہ گھر کے دروازے پر ہو یہاں تک کہ اسباب بازار میں داخل ہو۔ (فتح)

۲۰۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِيْ مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيْعَهُ حَتَّى يُبْلَغَ بِهِ سُوْقُ الطَّعَامِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ هٰذَا فِيْ أَعْلَى السُّوْقِ يُبَيِّنُهُ حَدِيْثُ عُبَيْدِ اللهِ.

۲۰۲۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہ ہم سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور ان سے اناج خریدتے تھے سو منع فرمایا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچیں ہم اس کو یہاں تک کہ اس کو اناج کے بازار میں لے جائیں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ خریدان بازار کے اوپر کی طرف میں تھا یعنی جس طرف سے سوداگر بازار میں داخل ہوتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اس کو حدیث عبیداللہ کی۔

۲۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِيْ أَعْلَى السُّوْقِ فَيَبِيْعُوْنَهُ فِيْ مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوْهُ.

۲۰۲۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہ اناج کو بازار کے اوپر کی طرف میں خریدتے تھے پھر اس کو اسی خریدنے کی جگہ میں بیچتے تھے پس منع فرمایا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بیچیں اس کو خریدنے کی جگہ میں یہاں تک کہ اس کو اپنی جگہ اٹھا لے جائے۔

فائدہ: یہ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث کے اخیر میں کہا کہ خریدنا بازار کے اوپر کی طرف میں تھا تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جس نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ اناج وغیرہ خریدنے کے واسطے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا درست ہے واسطے مطلق ہونے قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کہ ہم قافلے کو آگے بڑھ کر ملا کرتے تھے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ ان کو بازار کے اوپر کی طرف میں آگے بڑھ کر ملتے تھے جیسا کہ عبیداللہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق صریح کی مالک نے ایک روایت میں نافع سے کہ نہ آگے بڑھ کر ملو اسباب کو یہاں تک کہ بازار میں اتارا جائے پس معلوم ہوا کہ آگے بڑھ ملنا جائز ہے جو بازار میں پہنچی اور بعض حدیث بعض کی تفسیر کرتی ہے اور طحاوی نے دعوی کیا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان تعارض ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اگر سوداگروں کو آگے بڑھ کر خریدنے میں ضرر ہو تو تلقی درست نہیں اور اگر ضرر نہ ہو تو درست ہے لیکن بخاری رحمہ اللہ کی تطبیق راجح ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوْطًا فِي الْبَيْعِ لَا تَحِلُّ

جب کوئی بیع میں ناجائز شرطیں کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یعنی کیا بیع فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں بیان کی ہیں حدیث

عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بریرہ کے قصے میں اور شاید کہ غرض اس کی یہ ہے کہ نہی فساد کو چاہتی ہے پس صحیح ہوگا مذہب اس کا کہ جو آگے بڑھ کر قافلے سے خریدے تو اس کی بیع مردود ہے صحیح نہیں اور اس کی پوری شرح کتاب الشروط میں آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۰۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ تْنِيْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ وَّقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ الْوَلَآءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَآءَ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۰۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئے تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو میں نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو نو اوقیہ یک مشت دے دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں اور تیری وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو میں کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان کو یہ بات کہی تو انہوں نے اس پر انکار یعنی نہ مانا سو وہ ان کے پاس سے آئی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے تو بریرہ نے کہا کہ میں یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق وارثت کا ان کے لیے ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر یعنی ان سے کہہ دے کہ اس کی وارثت کا حق تم ہی کو ملے گا اس واسطے کہ آزادی کا حق تو اسی کے واسطے ہے جو آزاد کرے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو شرط کہ ایسی ہو جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو سو اللہ کا حکم لائق تر ہے کہ عمل کیا جائے اس پر اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے اور حق وارثت کا تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

٢٠٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِیَ جَارِیَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِیْعُكِهَا عَلٰی أَنَّ وَلَاءَ هَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا یَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

٢٠٢٤۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کرے تو اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم اس کو تیرے ہاتھ اس شرط سے بیچتے ہیں کہ اس کی وارثت کا حق میرے واسطے ہو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شرط تجھ کو منع نہیں کرتی اس واسطے کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

بَابُ بَیْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنا

٢٠٢٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ.

٢٠٢٥۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنا گیہوں کا ساتھ گیہوں کے بیاج ہے مگر دست بدست درست ہے اور جو ساتھ جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور ساتھ کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَیْعِ الزَّبِیْبِ بِالزَّبِیْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

بیچنا خشک انگور کا ساتھ خشک انگور کے اور اناج کا بدلے اناج کے

٢٠٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَیْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَیْلًا وَبَیْعُ الزَّبِیْبِ بِالْكَرْمِ كَیْلًا.

٢٠٢٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوہ تازہ کہ درخت پر ہو بدلے خشک کھجور کے بطور پیمانے کے یعنی مثلاً دس پیمانے کھجوریں تازی درخت پر اندازہ کر کے دس پیمانے بھر خشک کھجوروں کے بدلے کہ خریدنے والے کے پاس ہیں بیچی اور بیچنا خشک انگور کا ہے بدلے انگور تازہ کے کہ درخت پر ہے بطور پیمانے کے۔

٢٠٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

٢٠٢٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ إِنْ زَادَ فَلِيْ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

مزابنت سے منع فرمایا اور مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیانے کے اس شرط کے کہ اگر زیادہ نکلے تو میرے لیے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے یعنی میں تجھ کو پورا کر دوں گا اے مشتری ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عرایا میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح آئندہ آئے گی اور حدیث میں اناج کو ساتھ اناج کے بیچنے کا ذکر نہیں اور تیز باب میں خشک کھجور کو ساتھ خشک انگور کے بیچنے کا ذکر ہے اور باب کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ خشک انگور کو تازہ انگور کے ساتھ بیچے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو معنی کی جہت سے لیا ہے اور یا شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں طعام کا ذکر بھی آ چکا ہے اور وہ لیث کی روایت میں ہے کما سیاتی اور مسلم نے معمر سے روایت کی ہے کہ اناج کے بدلے اناج برابر ساتھ برابر کے (فتح) اور مزابنت مشتق ہے زبن سے اور مزابنت یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مثلاً دس پیانے بھر خشک کھجوریں ہیں اور دوسرے شخص پاس دس پیانے بھر تازہ کھجوریں درخت پر ہوں سو پہلا آدمی اپنی خشک کھجوروں کو دوسرے آدمی کے ہاتھ بیچے بدلے ان کھجوروں تازہ کے کہ درخت پر ہیں حاصل یہ ہے کہ بیچے میوہ تر کہ درخت پر ہے بدلے میوے خشک کے کہ زمین پر ہے اور چونکہ بنا اس بیع کی قیاس اور اندازہ پر ہے اور کمی بیشی کا احتمال رکھتی ہے اس واسطے اس سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ
بیچنا جو کا ساتھ جو کے

فائدہ: یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَأْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا

۲۰۲۸۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے زہری کو خبر دی کہ اس نے سو دینار کے بدلے درہم لینے چاہے مالک نے کہا سو مجھ کو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بلایا سو ہم نے بیع کی کمی بیشی میں کلام کیا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے بیع صرف کی سو طلحہ رضی اللہ عنہ سونے یعنی ان دیناروں کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیرنے لگا پھر اس نے کہا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ بات سنتے

تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَآءَ وَهَآءَ.

تھے تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اس سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ تو اس سے درہم لے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا بدلے چاندی کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور جو بدلے جو کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجور بدلے کھجور کے بیاج ہے مگر ہاتھوں ہاتھ یعنی اسی مجلس میں قبض کرے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بیع صرف میں مبیع اور قیمت کو مجلس عقد میں قبض کرنا شرط ہے اور یہی ہے قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز بیع صرف مگر وقت ایجاب کے ساتھ کلام کے اور اگر اس جگہ سے دوسری جگہ کی طرف انتقال کریں تو ان کا قبض کرنا صحیح نہیں اور مذہب ان کا یہ ہے کہ بیع صرف میں ان کے نزدیک قبض کرنے میں دیر کرنی درست نہیں برابر ہے کہ دونوں اس مجلس میں ہوں یا جدا ہو گئے ہوں اور حمل کیا ہے اس نے قول عمر رضی اللہ عنہ کو فور پر یعنی فوراً اسی وقت قبض کرے یہاں تک کہ اگر صراف قبض میں دیر کرے یہاں تک کہ کھڑا ہو طرف بیٹھنے کی گویا کہ وہ اس جگہ اپنا صندوق کھولتا ہے تو جائز نہیں اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ گیہوں اور جو ایک قسم نہیں بلکہ جدا جدا دو قسم ہیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور خلاف کیا ہے اس میں مالک اور لیث اور اوزاعی نے سو کہتے ہیں کہ دونوں ایک قسم ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ بڑا آدمی خود اپنے ہاتھ سے بیع شرا کرے اگرچہ اس کے وکیل اور مددگار ہوں جو اس کو کفایت کریں اور اس میں مماکست کرنا ہے بیع میں اور رد بدل کرنا اور اسباب کا الٹانا اور فائدہ اس کا امن ہے غبن سے اور بعض علم ایسا ہے کہ بڑے آدمی پر پوشیدہ رہتا ہے یہاں تک کہ غیر اس کا اس کو یاد دلائے اور یہ کہ امام جب کوئی چیز ناجائز سنے یا دیکھے تو اس سے منع کرے اور حق کی طرف راہ دکھائے اور یہ کہ جو کوئی کسی نیک کا فتویٰ دے اس کی دلیل بھی بیان کرے اور یہ کہ امام اپنی رعیت کے حالات کو تلاش کرے اور ان کی بھلائیوں میں کوشش کرے اور اس میں قسم کھانا ہے واسطے تاکید خبر کے اور اس میں حجت ہے واسطے خبر واحد کے اور اس میں حجت قائم کرنا ہے اس پر جو قرآن اور حدیث کے حکم کے برخلاف کرے اور یہ کہ کوئی سونے کو چاندی کے ساتھ بیچے تو اس میں ادھار کرنا جائز نہیں اور جب کہ ان میں جائز نہ ہوا باوجود یہ کہ دونوں جنس مختلف ہیں تو سونے کو سونے کے بدلے بیچنے میں ادھار بطریق اولیٰ جائز نہ ہوگا اور حالانکہ وہ جنس ایک ہے اور اسی طرح چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں ادھار جائز نہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ سونے کو سونے کے بدلے اور سونے کو چاندی کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا درست نہیں پس اس میں قیاس کی کوئی حاجت نہیں اور مراد سونے چاندی سے عام ہے خواہ اس پر سکہ

ہو مانند روپے اور اشرفی وغیرہ کی یا نہ ہو مانند ٹکڑے سونے چاندی کی۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

سونے کو سونے کے بدلے بیچنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے؟

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ.

۲۰۲۹۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور بیچو سونے کو بدلے چاندی کے اور چاندی کو بدلے سونے کے جس طرح کہ چاہو تم۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کو سونے کے بدلے بیچنا درست نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

چاندی کو بدلے چاندی کے بیچنے کا بیان

فائدہ: اس کا حکم بھی پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمِّي حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيْدٍ مَا هٰذَا الَّذِي تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فِي الصَّرْفِ

۲۰۳۰۔ سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی مانند اس حدیث کی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے باب بیع الشعیر بالشعیر میں گزر چکی ہے کہ واجب ہے کہ بیع دست بدست ہو سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یعنی حدیث بیان کرنے کے واسطے اور وقت میں سو اس نے کہا کہ اے ابو سعید کیا ہے یہ حدیث جس کو تو حضرت ﷺ سے روایت کرتا ہے تو ابو سعید نے کہا بیع صرف میں کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ بیچنا سونے کا بدلے سونے کے برابر برابر ہے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.

اور چاندی بدلے چاندی کے برابر برابر ہے۔

فائدہ: اور سونا عام ہے اپنی سب قسموں کو شامل ہے برابر ہے کہ مضروب ہو یا منقوش اور برابر ہے کہ کھرا ہو یا کھوٹا اور برابر ہے کہ درست ہو یا ٹوٹا ہوا اور برابر ہے کہ زیور ہو یا ٹکڑا اور برابر ہے کہ خالص ہو یا اس میں کھوٹ ہو اور نووی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (فتح)

۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ.

۲۰۳۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو ان میں سے غائب کو بدلے حاضر کے یعنی نہ بیچو نقد کو ساتھ ادھار کے۔

فائدہ: مراد ساتھ غائب کے عام ہے مؤجل سے یعنی مجلس سے غائب ہو برابر ہے کہ وعدے کے ساتھ ہو یا اسی وقت ہو اور اس میں حجت ہے واسطے شافعی کے کہ اگر کسی کے کسی پر درہم آتے ہوں اور دوسرے کو اس پر دینار یں آتی ہوں تو ایک کو دوسرے کے بدلے بیچنا جائز نہیں اس واسطے کہ یہ بیع چاندی کی ہے ساتھ ہونے کے بطور قرض کے یعنی قرض کو قرض کے ساتھ بیچنا ہے اس واسطے کہ جب غائب کو حاضر کے ساتھ بیچنا درست نہیں تو قرض کو قرض کے بدلے بیچنا بطریق اولی درست نہ ہوگا اور اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں بقیع میں اونٹوں کو بیچتا تھا سو میں ان کو دیناروں کے ساتھ بیچتا تھا اور ان کے بدلے درہم لیتا تھا اور برعکس اس کے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں جب کہ ہو ساتھ نرخ اس دن کے یعنی وقت لینے کے جب تک کہ تم جدا نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہارے درمیان کوئی چیز ہو لیکن یہ حدیث قرض کے بیچنے میں نہیں یعنی یہ بدل کرنا درہم اور دیناروں کا آپس میں بایں شرط جائز ہے کہ مجلس کے اندر آپس میں قبض کریں تا بیع نقد کی ساتھ نسیہ یعنی وعدے کی لازم نہ آئے اور بیاج نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثلا مثل کہ اگر کوئی ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے بیچے تو یہ بیع باطل ہے اور اس سے زیادہ تر وہ حدیث

ہے جو کہ مسلم نے فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے بیچ رد کرنے بیع ہار کے جس میں سونا اور نگینے تھے یہاں تک کہ جدا کیے جائے۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الدِّيْنَارِ بِالدِّيْنَارِ نَسَآءً

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُوْلُهُ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ وَجَدْتَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لَا أَقُوْلُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ.

دینار کو دینار کے بدلے وعدے کے ساتھ بیچنا

۲۰۳۲۔ ابو صالح زیات سے روایت ہے کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جائز ہے بیچنا ایک دینار کا بدلے ایک دینار کے اور بیچنا ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے تو میں نے ان سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں یعنی بلکہ یہ ان کا مذہب ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے دست بدست بیچنا درست ہے یعنی اگر دست بدست بیچے تو کمی بیشی درست ہے سو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سو میں نے کہا کہ کیا تو نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا اس کو کتاب اللہ میں پایا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ کل نہیں کہتا ہوں یعنی نہ تو میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور نہ اس کو کتاب اللہ میں پایا اور تم مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ عالم ہو یعنی اس واسطے کہ تم عمر میں بڑے ہو اور تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت کی ہے اور میں چھوٹا ہوں لیکن خبر دی مجھ کو اسامہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حرب سے سنا کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں کہا کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک بیع بیچنے سونے کے ہے ساتھ چاندی کے اور بیچنے گیہوں کے ہے ساتھ جو کے کم و بیش نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے ہاتھوں ہاتھ اور نہیں بھلائی وعدے میں۔

فائدہ: اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں بیاج ہے اس چیز میں کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور ایک روایت میں ہے ابو نضرہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا ہاتھوں ہاتھ میں

نے کہا کہ ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں سو میں نے ابوسعید کو خبر دی تو اس نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی ہے ہم اس کی طرف لکھیں گے سو وہ تم کو نہ فتوے دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ ڈر نہ دیکھا پھر میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو زیادہ ہو پس وہ بیاج ہے اور بیع صرف اس کو کہتے ہیں کہ سونے کو چاندی کے بدلے بیچے اور چاندی کو سونے کے بدلے بیچے اور اس کے واسطے دو شرطیں ہیں منع ہونا ادھار کا یعنی ادھار کے ساتھ بیچنا درست نہیں برابر ہے کہ جنس ایک ہو یا مختلف ہو اور اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست نہیں اور یہی ہے قول جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر رجوع کیا اس نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس میں مخالفت کی ہے اور اس کے رجوع میں اختلاف ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ اسامہ کی حدیث صحیح ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ جمع کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سو بعض تو کہتے ہیں کہ اسامہ کی حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ معنی لاربی کے یہ ہیں کہ بیاج زیادہ تر غلیظ اور شدید حرمت والا جس پر سخت عذاب کا وعدہ ہے نہیں ہے مگر وعدے میں تو یہ لا واسطے نفی کمال کے ہے نہ واسطے نفی ذات کے اور نیز نفی حرمت بیاج زیادتی کی اسامہ کی حدیث سے تو صرف بطور مفہوم کے ہے پس مقدم کی جائے اس پر حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس واسطے کہ اس کی دلالت اس پر بطریق منطوق کے ہے اور اسامہ کی حدیث بیاج اکبر پر محمول ہے اور طبری نے کہا کہ معنی اسامہ کی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں بیاج مگر وعدے میں جب کہ بیع کی قسمیں مختلف ہوں اور کمی بیشی اس میں ہاتھوں ہاتھ بیاج ہے واسطے تطبیق کے درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً — چاندی کو سونے کے ساتھ ادھار بیچنا

فائدہ: بیع یا تو ساتھ نقد کے ہے یا ساتھ عرض کے فی الحال ہے یعنی ہاتھوں ہاتھ یا ساتھ مہلت کے پس وہ چار قسم ہے پس بیع نقد کی یا تو ساتھ مثل اس کی کے ہے اور یہ مراطلہ ہے اور یا ساتھ نقد غیر جنس کے ہے یعنی جیسے چاندی کو ساتھ سونے کے اور یہ صرف ہے اور بیع اقسام اسبابوں کی ساتھ نقد کے نقد کا نام قیمت رکھا جاتا ہے اور عرض کا نام عوض رکھا جاتا ہے اور بیع عرض کی ساتھ عرض کے نام رکھا جاتا ہے اس کا مقائضہ اور حلول یعنی دست بدست بیچنا ان سب قسموں میں جائز ہے اور اسپر مہلت ٹھہرانی پس اگر ہو بیع نقد کی ساتھ نقد کے مہلت سے تو جائز ہے اور اگر اسباب مؤخر ہو تو جائز ہے سو اگر عرض مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہے اور اگر دونوں مؤخر ہوں تو وہ بیع قرض کی ہے ساتھ قرض کے اور یہ جائز نہیں مگر حوالہ میں نزدیک اس کے جو اس کو بیع کہتا ہے۔ (فتح)

۲۰۳۲۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ — ۲۰۳۳۔ ابو المنہال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے براء بن

قَالَ أَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ أَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَیْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا یَقُوْلُ هٰذَا خَیْرٌ مِّنِّیْ فَكِلَاهُمَا یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَیْنًا.

عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کا حکم پوچھا تو دونوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر ہے سو وہ دونوں کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا بیع سونے کی سے ساتھ چاندی کے ازروئے قرض کے یعنی جو ہاتھوں ہاتھ نہ ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے بیچنا چاندی کو بدلے سونے کے ساتھ وعدے کے اور نام رکھا گیا ہے اس کا بیع صرف واسطے پھرنے اس کے مقتضی بیعوں سے جائز ہونے کی بیشی سے بیچ اس کے اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب تواضع سے اور انصاف کرنے بعض کے سے واسطے بعض کے اور پہچاننے حق ایک دوسرے کے سے اور مدد چاہنے عالم کے فتوی میں ساتھ نظیر اپنی کے علم میں وسیاتی الکلام علیه فی الشرکة۔ (فتح الباری)

بَابُ بَیْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ یَدًا بِیَدٍ

بیچنا سونے کا ساتھ چاندی کے ہاتھوں ہاتھ

۲۰۳۴۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ أَخْبَرَنَا یَحْیَی بْنُ أَبِیْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَّبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَیْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَیْفَ شِئْنَا.

۲۰۳۴۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے چاندی کے سے بدلے چاندی کے اور سونے کے سے ساتھ سونے کے مگر برابر ساتھ برابر کے اور ہم کو حکم ہوا کہ خریدیں ہم سونے کو بدلے چاندی کے جس طرح کہ چاہیں اور چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ چاہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حلول کی قید نہیں یعنی ہاتھوں ہاتھ بیچنا اور شاید کہ اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے پس مسلم نے عباد کے طریق سے روایت کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو ایک مرد نے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاتھوں ہاتھ اور ایک طریق میں ہے کہ بیچو چاندی کو ساتھ سونے کے جس طرح کہ تم چاہو اور بیع صرف میں قبض کی شرط ہونا تو متفق علیہ ہے

یعنی سب کا اتفاق ہے اس پر کہ بیع صرف میں قبض کرنا شرط کا ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ اگر جنس ایک ہو تو کم و بیش لینا درست ہے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیچنا بعض ربویات کا ساتھ بعض کے جب کہ ہو ہاتھوں ہاتھ اور زیادہ تر صریح عبادہ کی حدیث ہے کہ جب جنسیں مختلف ہوں تو بیچو جس طرح کہ تم چاہو۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا

باب ہے بیان میں بیع مزابنت کے اور وہ بیچنا خشک کھجور کا ہے ساتھ تازہ کھجور کے اور بیچنا خشک انگور کا ہے ساتھ تازہ انگور کے اور بیچنا عرایا کا یعنی اس کے پھلوں کا۔

فائدہ: زبن کے معنی سخت دفع کرنا ہے اور اسی قبیل سے نام رکھی گئی ہے لڑائی زبوں واسطے دفع کرنے کے بیچ اس کے اور بیع مخصوص کا نام مزابنت رکھا گیا اس واسطے کہ ہر ایک بائع اور مشتری ۔ سے دفع کرتا ہے ساتھی اپنے کو حق اس کے سے یا اس واسطے کہ جب ایک ان دونوں میں غبن پر واقف ہو تو ارادہ کرتا ہے دفع بیع کا ساتھ فسخ کرنے اس کے اور ارادہ کرتا ہے دوسرا دفع کرنے اس کے کا اس ارادے سے ساتھ جائز رکھنے بیع کے اور اصل مزابنت کے معنی یہ ہیں کہ جو کہ یہاں بیان ہوئی اور الحاق کیا ہے امام شافعی نے ساتھ اس کے ہر بیع مجہول کو ساتھ مجہول کے یا ساتھ معلوم کے ساتھ اس جنس کہ جاری ہو بیاج اس کی نقد میں امام شافعی نے کہا کہ جو کہے کہ میں ضامن ہوں واسطے تیرے اس ڈھیر تیرے کے ساتھ بیس صاع کے مثلاً پس اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے تو یہ جوا ہے اور یہ مزابنت نہیں میں کہتا ہوں کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ باب بَيْعِ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ کے کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے خشک کھجور کو ساتھ پیمانے کے اس شرط سے کہ اگر زیادہ نکلے تو واسطے میرے ہے اور اگر کم نکلے تو مجھ پر ہے پس ثابت ہوا کہ یہ صورت بھی مزابنت صورتوں سے ہے اور اس کے جوے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مزابنت نہ ہو اور نیز مزابنت کی صورتوں سے ہے کہ بیچے کھیتی کو ساتھ گیہوں کے بطور پیمانے کے جیسے کہ مسلم کی روایت میں یہ لفظ آ چکا ہے اور یہ زیادتی بخاری میں آئندہ آئے گی اور امام مالک نے کہا کہ مزابنت ہر شے ہے اندازے سے کہ نہ معلوم ہو ماپنا اس کا اور وزن اس کا اور نہ عدد اس کا جب کہ بیچی جائے ساتھ چیز معین کے کیل وغیرہ سے برابر ہے کہ اس جنس سے جس میں بیاج جاری ہوتا ہے یا نہ ہو اور سبب نہی کا یہ ہے کہ یہ جوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مزابنت یہ ہے کہ بیچے میوے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی سے اور یہ خطا ہے اور صحیح تفسیر اس کی وہ ہے جس پر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور قمار اور مخاطرۃ بھی اس میں داخل ہے۔ (فتح)

قَالَ أَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے اور محاقلت سے

فائدہ: اور یہ تفسیر مزابنت کی مرفوع ہے یعنی حضرت ﷺ کی کلام سے ثابت ہے اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے تو یہ تفسیر ان اصحاب سے ہے اور وہ زیادہ تر پہچاننے والے ہیں ساتھ تفسیر اس کی کے اپنے غیر سے ابن عبدالبر نے کہا کہ کوئی ان کا مخالف نہیں اس میں کہ مانند اس کی مزابنت ہے اور اختلاف تو اس میں ہے کہ کیا ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ نہیں جائز ہے مگر برابر ساتھ برابر کے پس نہیں جائز ہے اس میں مپانہ ساتھ اندازے کے اور نہ اندازہ ساتھ اندازہ کے پس جمہور کہتے ہیں کہ یہ بھی اس کے ساتھ ملحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کھجور انگور کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

۲۰۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِيْ غَيْرِهٖ.

۲۰۳۵۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیچو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوے کو درخت پر ہو ساتھ کھجور خشک کے اور زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رخصت دی بعد اس کے منع کرنے بیع میوے کی سے کہ درخت پر ہو ساتھ خشک کھجور کے عریہ کے بیچنے میں یعنی اس کے پھل کے بیچنے میں ساتھ تازہ کھجور یا خشک کھجور کے اور اس کے غیر میں رخصت نہیں دی۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیثوں باب کے اوپر حرام ہونے بیع تازہ کھجور کے ساتھ خشک کھجور کے اس سے اگرچہ پیمانے اور تول میں برابر ہوں اس واسطے کہ برابر ہونے کا اعتبار تو کمال کی حالت میں صحیح ہوتا ہے اور تازہ کھجور کبھی کم ہو جاتی ہے جب کہ خشک ہو خشک کھجور سے ایسا نقص کہ اندازہ نہیں کیا جاتا اور یہی ہے قول جمہور کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کافی ہے برابر ہونا تر ہونے کی حالت میں اور مخالفت کی ہے اس کی بیچ اس کے اس کے دونوں مصاحبوں نے یعنی ابو یوسف اور محمد نے واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے جو نہی میں وارد ہیں اور زیادہ تر صریح اس سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ تازہ کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا درست ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تر کھجور خشک ہو تو کیا کم ہو جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا پس جائز نہیں روایت کی یہ حدیث مالک اور اصحاب سنن نے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد عریہ کے بیچنے کی اجازت دی تو یہ زیادہ تر صریح اس چیز کی ہے جو وارد ہوئی ہے بیچ رد کے اس حنفی پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو بیچے تازہ میوے کے ساتھ خشک کھجور کے اوپر عموم اپنے کے یعنی تاز کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ بیچنا ہر
صورت میں منع ہے اور کہا اس نے کہ عرایا یعنی ان کے پھلوں کا بیچنا اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ نہیں اور گمان کیا
ہے اس سے کہ یہ دونوں حکم مختلف ہیں یعنی متعارض ہیں وارد ہوئی ہیں ایک سیاق میں اور اسی طرح جو زعم کرتا ہے
ان میں سے جیسا کہ حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر نے ان سے کہ عرایا کا بیچنا منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے کہ
منع ہے بیچنا تازہ کھجور کا ساتھ خشک کھجور کے اس واسطے کہ منسوخ ناسخ کے بعد نہیں ہوتا اور یہ کہا کہ ساتھ تر کھجور
کے یا خشک کھجور کے تو اس میں حجت ہے واسطے جائز ہونے بیع تازہ کھجور کے جو درخت پر اندازہ کی گئی ہو بدلے
کھجور تر کے کہ اندازہ کی گئی ہے زمین پر اور یہ رائے ابن خیران شافعی کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہ
رائے اصطخری کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ایک جماعت نے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک ہو تو جائز نہیں اس واسطے
کہ اس کی حاجت نہیں اور اگر دو قسم ہوں تو جائز ہے اور یہ رائے ابی اسحاق کی ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن عفرون
نے اور یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ ایک میوہ درخت پر ہو اور دوسرا زمین پر اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس
کی ہے جب کہ دونوں درخت پر ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ محل اس کا اس چیز میں ہے جب کہ دو قسم ہوں اور اس
میں اور بھی کئی فروع ہیں جس کا ذکر دراز ہے اور تصریح کی ہے ماوردی نے ساتھ اس کے کہ کچی کھجور کا بھی حکم تر
کھجور کی مانند ہے۔ (فتح)

۲۰۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا.

۲۰۳۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے مزابنت اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ کھجور کے بطور پیمانے کے اور بیچنا انگور تر کا ہے ساتھ خشک انگور کے بطور پیمانے کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا انگور کا کرم اور اس سے نہی وارد ہو چکی ہے کماسیاتی الکلام
علیہ اور تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے اور یہ واسطے بیان جواز کے ہے یعنی اس
کو کرم کہنا درست ہے لیکن مکروہ تنزیہ ہے اور یہ بنا بر اس کے ہے کہ مزابنت کی تفسیر حضرت ﷺ کی کلام سے ہے
اور اگر اس کا موقوف ہونا تسلیم کیا جائے تو نہیں حجت ہے جواز پر پس نہی اپنے حقیقی معنی پر محمول ہوگی اور سلف کو
اس میں اختلاف ہے کہ کیا عرایا میں تر کھجور کے ساتھ انگور وغیرہ بھی ملحق ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نہیں اور یہ قول
اہل ظاہر کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو بعض شافعیہ نے ان میں سے ہے محب طبری اور بعض کہتے ہیں کہ صرف انگور

اس کے ساتھ ملحق ہے یعنی اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور یہی ہے مشہور مذہب شافعی کا اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر وہ چیز کہ ذخیرہ کیا جائے اور یہ قول مالکیہ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ملحق ہے ساتھ اس کے ہر میوہ اور یہ بھی شافعی سے منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَآءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ.

۲۰۲۷۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزابنت سے اور محاقلت سے اور مزابنت خریدنا میوے کا ہے ساتھ خشک کھجور کے کہ درخت پر ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں کیل کا لفظ زیادہ ہے اور وہ موافق ہے واسطے ابن عمر جو پہلے گزر چکی ہے اور ذکر کیل کا اس صورت میں قید نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ صورت بیع کی ہے جو اس وقت وہاں واقع ہوئی تھی پس نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے یا اس کے لیے مفہوم ہے لیکن وہ مفہوم موافقت کا ہے اس واسطے کہ مسکوت عنہ اولی ہے ساتھ منع کے منطوق سے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ معیار تمر اور زبیب کا کیل ہے اور مسلم نے ابوسعید کی حدیث میں یہ لفظ زیادہ کیا ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے۔ (فتح)

۲۰۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۰۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مزابنت سے۔

۲۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا.

۲۰۲۹۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے صاحب عریہ کے یہ کہ بیچے اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی عریہ میں کہ لے اس کو گھر والا ساتھ اندازہ کرنے اس

کے کے حالت خشک ہونے میں یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد کس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر لے کہ کھائیں اس میوے کو اہل اس کے تازہ اور ایک روایت میں ہے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیچ بیچنے عریہ کے ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور یحییٰ راوی نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے مرد کھجور باغ کے ساتھ طعام اہل اپنے کی حالت تر ہونے میں ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور ایک روایت میں ہے کہ اجازت دی عرایا میں ایک اور دو درخت کھجور کے کہ بخشے جاتے ہیں واسطے مرد کے پس بیچے ان کو ساتھ اندازہ کرنے اس کے کی حالت خشک ہونے میں اور جمہور کے نزدیک یہ قید نہیں کما سیاتی۔(فتح)

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلَى رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ أَوِ الْفِضَّةِ

سونے اور چاندی سے میوے کو درخت پر بیچنا

فائدہ: بعد اس کے کہ پک جائے یعنی نقد کے ساتھ بیچنا۔

۲۰۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

۲۰۴۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے کھجور کے سے یہاں تک کہ خوشرنگ ہو یعنی اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچی جائے اس سے کوئی چیز مگر ساتھ دینار اور درہم کے مگر عرایا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چاندی اور سونے پر تو صرف اس واسطے اقتصار کیا ہے کہ لوگوں کا اکثر معاملہ اس کے ساتھ ہوتا ہے ورنہ امت کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ جائز ہے بیچنا اس کا ساتھ تمام قسموں مال واسباب کے ساتھ شرط اس کی کے اور یہ جو کہا کہ مگر عرایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جائز ہے بیچنا تر کھجور کا بیچ اس کے بعد اس کے کہ اندازہ کیا جائے اور پہچانی جائے قدر اس کی ساتھ اس قدر کے کھجور سے کما سیاتی البحث فیہ اور ابن منذر نے کہا کہ کوفیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ عرایا کی بیع منسوخ ہے ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے بیع تر میوے سے ساتھ کھجور کے اور یہ دعویٰ ان کا مردود ہے اس واسطے کہ جس نے نہی کی روایت کی ہے اس نے عرایا کی رخصت کی روایت کی ہے پس نہی اور رخصت دونوں کو ثابت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ روایت سالم کی جو پہلے گزر چکی ہے وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ بیع عرایا کی رخصت نہی کی بعد واقع ہوئی ہے اور لفظ اس کا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع یہ ہے کہ نہ بیچو میوے کو ساتھ خشک کھجور کے اور ابن عمر نے زید بن ثابت سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے عریہ

کے بیچنے کی رخصت دی اور یہی ہے وہ چیز جس کو لفظ رخصت کا چاہتا ہے اس واسطے کہ رخصت منع کے بعد ہوتی ہے اور اسی طرح باقی حدیثیں جن میں واقع ہوا ہے استثنا بعد عرایا کے نہی بیع ثمر کی ساتھ کھجور خشک کے اور میں نے یہ بات پہلے بھی واضح کر دی ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَّسَأَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الرَّبِيعِ أَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ.

۲۰۴۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن عبدالوھاب نے اس نے کہا کہ میں نے مالک سے سنا اور حالانکہ عبیداللہ نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا حدیث بیان کی تجھ کو داؤد نے ابوسفیان سے اس نے روایت کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ بیچنے عرایا کے پانچ وسق میں یا اس سے کم میں تو مالک نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق تخمینا پچیس من پختہ ہوئے اور اس کا بیان کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکا ہے اور جو کوئی عرایا کی بیع کو جائز رکھتا ہے اس نے اس عدد کے مفہوم کو اعتبار کیا ہے یعنی اگر عرایا پانچ وسق یا اس سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کا بیچنا جائز نہیں اور پانچ وسق کے جائز ہونے میں اختلاف ہے واسطے شک مذکور کے اور خلاف نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے ہے اور راجح نزدیک مالکیہ کے جائز ہونا ہے پانچ وسق کا اور جو اس سے کم ہو اور شافعیہ کے نزدیک اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس کا بیچنا جائز ہے اور اگر پورے پانچ وسق ہوں تو ان کا بیچنا جائز نہیں اور یہی قول ہے حنابلہ اور اہل ظاہر کا اور ماخذ منع کا یہ ہے کہ اصل حرام ہونا ہے اور بیع عرایا کی رخصت ہے پکڑا جائے گا ساتھ اس چیز کے کہ ثابت ہو اس سے جواز یعنی یقین کر لیا جائے گا اور شک لغو گا اور اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بیع مزابنت کی نہی پہلے وارد ہوئی ہے پھر عرایا کی رخصت واقع ہوئی اور یا بیع مزابنت کی نہی کے ساتھ واقع ہے سو بنا بر پہلی وجہ کے پانچ وسق کی بیع جائز ہو گی واسطے شک کے بیچ دور ہونے تحریم کے اور بنا بر دوسری وجہ کے جائز ہے واسطے شک کے بیچ مقدار تحریم کے اور ترجیح دیتی ہے پہلی وجہ کو روایت سالم کی جو پہلے باب میں مذکور ہے اور حجت پکڑی ہے بعض مالکیہ نے کہ دون کا لفظ صلاحیت رکھتا ہے واسطے تمام اس چیز کے کہ پانچ سے تلے ہے یعنی چار وسق پر بھی صادق آتی ہے اور تین پر بھی اور دو پر بھی سو اگر ہم اس کے ساتھ عمل کریں تو لازم آئے گا دور ہونا اس رخصت کا اس واسطے کہ جب کوئی حد اس کی معین نہیں تو کسی پر عمل کرنا ممکن نہ ہو گا اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ اس کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہے بایں طور کہ حمل کیا جائے اوپر اقل اس چیز کے کہ اس پر صادق آتی ہے اور یہی مفتی ہے شافعی کے مذہب میں اور تحقیق روایت کی ترمذی نے حدیث باب کی مالک

سے ساتھ اس لفظ کے کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے بیع بیچنے عرایا کے اس چیز میں کہ پانچ وسق سے کم ہو اور اس میں شک نہیں کیا اور ماوردی نے گمان کیا ہے کہ ابن منذر کا مذہب یہ ہے کہ اس کی حد چار وسق ہیں اور لازم کیا مزنی نے شافعی کو اس کے ساتھ قائل ہونا اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ جو چیز اس نے ابن منذر سے نقل کی وہ اس کی کتابوں میں نہیں بلکہ اس میں تو صرف اس قول کو ترجیح کہ پانچ وسق کا بیچنا جائز نہیں اور جو اس سے کم ہو وہ جائز ہے اور یہی ہے وہ قول جو مزنی نے شافعی کو لازم کیا تھا اور تحقیق حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے یہ قول ایک قوم سے اور کہا کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے پھر کہا کہ نہیں اختلاف ہے درمیان شافعی اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کے کہ عرایا میں چار وسق سے زیادہ کو بیچنا جائز ہے جب تک کہ پانچ وسق کو نہ پہنچے اور ان کے نزدیک جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ ہے جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جب کہ آپ ﷺ نے عرایا والوں کو اجازت دی کہ بیچیں اس کو ساتھ اندازہ کرنے اس کی کے کہ ایک وسق اور دو وسق اور تین وسق اور چار وسق اور باب باندھا ہے اس پر ابن حبان نے ساتھ اس کے کہ احتیاط یہ ہے کہ چار وسق سے زیادہ نہ ہو اور یہی قول ہے جس کی طرف پھرنا مقرر ہے اور اپیر ایک حد مقرر کرنی کہ اس سے تجاوز کرنا جائز نہ ہو تو یہ واضح نہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قول سہل کے کہ عرایہ تین وسق ہوتے ہیں یا چار وسق یا پانچ وسق کماسیاتی فی الباب الزی یلیہ اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اور اس مسئلے کی فروع سے یہ ہے کہ اگر عقد بیع میں پانچ وسق پر زیادہ ہو تو سب کی بیع باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی پانچ وسق سے کم ایک عدد میں بیچے پھر وہیں بائع اسی مشتری کے ہاتھ اس کے برابر اور عقد میں بیچی تو جائز ہے نزدیک شافعیہ کے صحیح تر قول میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہل ظاہر نے اس کو منع کیا ہے۔ (فتح الباری)

۲۰۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرٰى إِلَّا أَنَّهٗ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيْعُهَا أَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَأْكُلُوْنَهَا

۲۰۴۲۔ سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خشک کھجور کے بدلے میوے بیچنے سے منع فرمایا اور تخمینے سے عرایا یعنی اس کے پھلوں کے بیچنے کی اجازت دی کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اور سفیان نے دوسری بار کہا کہ آپ ﷺ نے عرایا کی رخصت دی کہ اس کے مالک اس کو اندازے سے بیچیں کہ کھائیں اس کو اس حال میں کہ تازہ ہو سفیان نے کہا کہ قول پہلے قول کے برابر ہے یعنی اس میں کچھ فرق نہیں دونوں کا مطلب ایک ہے سفیان کہتا ہے کہ میں

رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَآءٌ قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِيَحْيٰى وَأَنَا غُلَامٌ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْ أَهْلَ مَكَّةَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَرْوُوْنَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ إِنَّمَا أَرَدْتُّ أَنَّ جَابِرًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ قَالَ لَا.

نے یحییٰ سے کہا کہ میں لڑکا تھا کہ مکے والے کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے عرایا کے بیچنے کی اجازت دی ہے یعنی اہل مکہ کی روایت میں اندازہ کرنے اور تازہ کھانے کی قید نہیں یحییٰ نے کہا کہ کس چیز نے اہل مکہ کو معلوم کروایا ہے میں نے کہا کہ وہ اس کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں سو یحییٰ چپ رہا سفیان نے کہا کہ مراد میری اس کلام سے یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے ہیں اور سفیان کو کہا گیا کہ نہیں ہیں اس میں نہیں بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں ۔

فائدہ: یعنی پس رجوع کرے گی یہ حدیث طرف اہل مدینے کے اور تھا واسطے یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ یہ کہ اس کو کہتا کہ اہل مدینے نے بھی اس میں تقیید روایت کی پس مطلق مقید پر محمول ہوگا یہاں تک کہ قائم ہو دلیل اوپر عمل کرنے کی ساتھ اطلاق کے اور تخمینے کی قید زیادتی حافظ کی ہے پس متعین ہوگا پھر پھرنا طرف اس کی اور اوپر کھانے کی قید پس ظاہر یہ ہے کہ واسطے بیان واقع کے ہے اس کی قید نہیں اور ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شرط ہے کماسیاتی۔

بَابُ تَفْسِيْرِ الْعَرَايَا — باب ہے بیچ بیان تفسیر عرایا کے

فائدہ: عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ کھجور کے میوے کا عطا کرنا ہے سوائے اصل درخت کے یعنی درخت کا میوہ کسی کو بخش دے اور درخت کو اپنی ملکیت میں رکھے اور عرب کا دستور تھا کہ قحط کے دنوں میں کھجوروں والے مسکینوں کو بطور خیرات کے کچھ درخت میوہ کھانے کے لیے دیتے تھے جن کے پاس میوہ نہ ہوتا تھا اور شرعاً اس کے معنی میں اختلاف ہے۔(فتح)

وَقَالَ مَالِكٌ الْعَرِيَّةُ أَنْ يُّعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَأَذّٰى بِدُخُوْلِهٖ عَلَيْهِ فَرُخِّصَ لَهٗ أَنْ يَّشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ.

اور مالک نے کہا کہ عریہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کو کھجور کا درخت اپنے باغ سے ہبہ کرے یعنی اصل یا میوہ پھر بخشنے والا اس مرد کے آنے سے ایذا پائے تو اس کو اجازت ہوئی کہ اس درخت کو موہوب اسے خشک کھجوروں کے بدلے خرید لے۔

فائدہ: اور طحاوی نے مالک سے روایت کی ہے کہ عریہ ایک مرد کا کھجور کا ایک درخت ہے دوسرے کے باغ میں اور عرب کا دستور تھا کہ میوے کے وقت باغ کے مالک اپنے عیال سمیت باغوں میں آتے تھے سو بہت کھجور کے

درختوں والا دوسرے مرد کے آنے کو برا جانتا تھا پس اس کو کہتا تھا کہ میں تیری کھجوروں کو اندازہ کر کے اس کے بدلے خشک کھجوریں تجھ کو دیتا ہوں سو اس کو اس کی اجازت ہوئی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عریہ کی شرط یہ ہے کہ اس کو خاص بخشنے والے کے ہاتھ ہے بیچنا درست ہے اس واسطے کہ باغ میں آنے سے مالک کو ضرر ہوتا ہے تاکہ دفع ہو ضرر دوسرے سے ساتھ قیام صاحب نخل کے ساتھ پانی پلانے وغیرہ کے اور اس کی شرط یہ ہے کہ پختگی کے بعد ہو اور یہ کہ ہو ساتھ میوے مہلت والے کے اور مخالفت کی اس کی شافعی وغیرہ نے اخیر شرط میں سو اس نے کہا کہ قبض شرط ہے۔(فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ الْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ إِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ لَا يَكُوْنُ بِالْجِزَافِ.

اور ابن ادریس یعنی امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا مگر ساتھ ماپنے خشک کھجور کے یعنی اندازہ کرے کہ خشک ہونے کے بعد اس قدر رہے گا اس قدر خشک کھجوریں دے کر درخت کو خرید لے ہاتھوں ہاتھ یعنی قبض کرے درخت کو ساتھ میوے کے پہلے جدا ہونے سے اور نہیں جائز ہے بیچنا عریہ کا ساتھ تخمینے کے یعنی دو طرف سے صرف اندازہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوں تو بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

وَمِمَّا يُقَوِّيْهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ بِالْأَوْسُقِ الْمُوَسَّقَةِ.

اور اس چیز سے کہ شافعی کے قول کو قوی کرتی ہے سہل کا قول کہ اس نے کہا کہ عریہ ساتھ پیمانے کے ہے جو کہ ماپا گیا ہو۔

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہو کہ عریہ کو تخمینے سے بیچنا درست نہیں اور جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے وہ شرط ہے نزدیک اصحاب اس کے کے اور عریہ کی تعریف ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ بیچنا تر کھجوروں کا ہے کہ درخت پر ہو کہ ہو اندازہ اس کا جب کہ خشک ہو کمتر پانچ وسق سے بدلے مانند اس کی کے ساتھ ماپنے خشک کھجوروں کے یعنی اس کو اس قدر خشک کھجور ماپ کر دے باوجود قبض کرنے کے مجلس میں پھر عریہ کی صورتیں بہت ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک مرد باغ والے کو کہے کہ بیچ میرے ہاتھ میوہ کھجوروں کے درختوں معین کا ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے کھجوروں خشک سے پس اندازہ کرے اس کو اور بیچ ڈالے اس کو اور قبض کرے اس سے کھجور خشک کو اور سپرد کرے طرف اس کی کھجور کے درختوں کو ساتھ تخلیہ کے پس فائدہ اٹھائے ساتھ کھجور تر کی ان کی کے اور ایک یہ ہے کہ باغ والا کسی مرد کو کھجوروں کے درخت معلوم یا ان کو میوہ بخشے پھر اس کے آنے سے ضرر

پائے سو اس کو اندازہ کرے اور اس سے ان کا تر میوہ خریدے بقدر اندازہ کرنے اس کے کے ساتھ کھجور خشک کے
کہ جلدی دے اس کو واسطے اس کے اور ایک صورت یہ ہے کہ مالک کھجوروں کا میوہ ایک مرد کو بخش دے پس ضرر
پائے موہوب کو ساتھ انتظار ہونے رطب کے خشک کھجور اور تر میوہ کھانا نہ چاہے واسطے محتاج ہونے اس کے طرف
کھجور خشک کی پس بیچے اس میوے تر کو ساتھ اندازہ کے بخشنے والے سے یا اس کے غیر سے بدلے کھجور خشک کے کہ
اس کو اسی وقت لے لے اور ایک صورت یہ ہے کہ بیچے مرد میوہ باغ اپنے کا بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور
استثنٰی کرے اس سے کھجور کے چند درخت معلوم کو باقی رکھے ان کو واسطے اپنے یا واسطے عیال اپنے کے اور وہ درخت
وہ ہیں کہ معاف کیا گیا ہے واسطے اس کے اندازہ کرنا ان کا زکوۃ میں اور نام رکھا گیا ہے ان کا عرایا واسطے کہ معاف
کی گئی ہیں اس سے کہ اندازہ کی جائیں صدقہ میں پس رخصت دی گئی واسطے اہل حاجت کے جن کے نقد قیمت نہیں
لیکن ان کے پاس کھجور اپنی قوت سے زیادہ ہے یہ کہ خریدے اس کھجور خشک کے بدلے تر میوہ ان کھجوروں کے
درختوں کا ساتھ اندازہ کرنے ان کے کی اور اس چیز سے کہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر نام عرایہ کا یہ کہ بخشے ایک مرد
کو میوہ کھجوروں کا کہ مباح کرے واسطے ان کے کھانا ان کا اور تصرف بیچ ان کے اور ہبہ مخصوص ہے اور ایک
صورت یہ ہے کہ بخشے زکوۃ کا تحصیل کرنے والا واسطے باغ والے کے اس کے باغ سے چند کھجوریں معلوم نہ اندازہ
کرے ان کو صدقہ میں اور عرایہ کی ان دونوں صورتوں میں نہ بیچے اور یہ سب صورتیں صحیح ہیں نزدیک شافعی کے اور
جمہور کے اور قصر کیا ہے مالک نے عریہ کو بیع میں اوپر دوسری صورت کے یعنی صرف اسی صورت میں میوہ کو بیچنا جائز
ہے اور صورت میں جائز نہیں اور قصر کیا ہے ابو عبید نے اوپر صورت اخیر کے بیع کی صورتوں سے اور زیادہ کیا ہے
اس نے کہ ان کو رخصت ہے کہ کھائیں میوے تر کو اور نہ خریدیں اس کو واسطے تجارت کے اور نہ واسطے جمع کرنے
کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیع کی سب صورتیں منع ہیں یعنی ان صورتوں میں سے کسی صورت میں میوے کا بیچنا
درست نہیں اور قصر کیا ہے اس نے عریہ کو ہبہ پر اور وہ یہ ہے کہ بخشے مرد میوہ کھجور کا اپنے باغ سے اور اس کو اس کی
سپرد نہ کرے پھر اس کو ظاہر ہو کہ رجوع کرے اس ہبہ میں سو اس کو رخصت ہوئی یہ کہ اس کو روک رکھے اور دے
اس کو بقدر اس چیز کے کہ اس کو تر میوہ بخشا تھا ساتھ اندازہ کرنے اس کی حالت خشک ہونے میں اور حمل کیا ہے
اس نے اس کو اس پر واسطے پکڑنے کے ساتھ عموم نہیں بیع میوہ تازہ کے ساتھ کھجور خشک کے یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور یہ نہی عام ہے ہر صورت میں میوے تر کو کہ
درخت پر ہو خشک کھجور کے بدلے بیچنا منع ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ تصریح کے ساتھ مستثنٰی ہونے عرایا کے بیچ
حدیث ابن عمر کے کما تقدم اور اس کے غیر کی حدیث میں اور حکایت کی طحاوی نے عیسی بن حبان سے اپنے اصحاب
میں سے کہ تحقیق معنی رخصت کے یہ ہیں کہ جس کے واسطے عریہ بخشا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوا اس واسطے کہ یہ

مالک نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے سو جب اس کو جائز ہوا کہ اس کے بدلے خشک کھجوریں دی جائیں اور حالانکہ وہ مبدل منہ کا مالک نہیں ہوا تا کہ بدل کا مستحق ہو تو یہ مستثنیٰ ہوگا اور رخصت ہوگی اور طحاوی نے کہا کہ بلکہ معنی رخصت کے اس میں یہ ہیں کہ مقرر مرد مامور ہے ساتھ جاری کرنے اس چیز کے کہ اس کا وعدہ کیا اور اس کا بدلہ دے اگرچہ اس پر واجب نہیں پس جب کہ اس کو اذن ہوا یہ کہ روکے وہ چیز کہ اس کا وعدہ کیا ہے اور اس کا بدلہ دے اور نہ ہو اس شخص کے حکم میں جو خلاف وعدہ کرے تو ظاہر ہوئے ساتھ اس کے معنی رخصت کے اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ کئی چیزوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عریہ عطا ہے یعنی ہبہ اور ان سے کسی چیز میں حجت نہیں اس واسطے کہ اصل عریہ کے عطیہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ شرعا عریہ اور صورتوں پر نہ بولا جائے اور ابن منذر نے کہا کہ جس نے عریہ کی رخصت دی ہے وہی ہے جس نے منع کیا ہے بیچنے میوے کے سے ساتھ خشک کھجور کے ایک لفظ میں روایت ایک جماعت اصحاب کی سے اور کہا کہ اس کی نظیر بیع سلم میں اجازت دینی ہے باوجود فرمانے حضرت ﷺ کے کہ نہ بیچ جو تیرے پاس نہیں کہا کہ جو بیع سلم کو جائز رکھے باوجود یہ کہ وہ بیع ما لیس عندك سے مستثنیٰ ہے اور عریہ کو منع کرے باوجود اس کے کہ وہ بیع الثمر بالتمر سے مستثنیٰ ہے تو اس نے اپنے کلام میں تناقض کیا اور یہ کہ جو کہتے ہیں کہ عریہ ہبہ پر محمول ہے تو یہ بعید ہے باوجود تصریح کرنے حدیث کی ساتھ بیع کے اور مستثنیٰ ہونے عرایا کے اس سے سو اگر اس سے مراد ہبہ ہوتا تو عریہ بیع سے مستثنیٰ نہ ہوتے اور اس واسطے کہ وہ تعبیر کیا گیا ہے ساتھ رخصت کے اور رخصت نہیں ہوتی ہے مگر بعد منع کے اور منع تو صرف بیع میں تھا نہ ہبہ میں اور اس واسطے کہ رخصت مقید کی گئی ہے ساتھ پانچ وسق کے یا اس سے کم کے اور ہبہ مقید نہیں ہوتا اس واسطے کہ نہیں فرق کیا انہوں نے بیچ رجوع ہبہ میں درمیان ذی رحم وغیرہ کے اور اس واسطے کہ اگر رجوع جائز ہوتا تو نہیں ہے دینا اس کا ساتھ خشک کھجوروں کے بدلے تر کھجوروں کے بلکہ وہ اور ہبہ کی تجدید ہے اس واسطے کہ اور رجوع جائز نہیں پس نہیں صحیح ہے تاویل ان کی۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ فِي حَدِيْثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتِ الْعَرَايَا أَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے عرایا یہ کہ مرد اپنے باغ سے ایک یا دو کھجور کسی کو بخشتا تھا

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پس دشوار ہوتا تھا اوپر اس کے پس بیچتا تھا اس کو ساتھ اندازے اس کے کے اور یہ قریب ہے اس صورت کے جس پر امام مالک نے عریہ کو بند کیا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَخلٌ كَانَتْ تُوْهَبُ لِلْمَسَاكِيْنِ

اور سفیان بن حسین سے روایت ہے کہ تھی عرایا درخت کھجور کی کہ بخشی جاتی تھی واسطے مسکینوں کے سو وہ اس

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ أَنْ يَّنْتَظِرُوْا بِهَا رُخِّصَ لَهُمْ أَنْ يَّبِيْعُوْهَا بِمَا شَآءُوْا مِنَ التَّمْرِ.

کی انتظار نہ کر سکتے تھے تو ان کو رخصت ہوئی کہ ان کو بیچیں بدلے اس چیز کے کہ چاہیں خشک کھجوروں سے۔

فائدہ: اور یہ ایک صورت ہی ان صورتوں میں سے جو پہلے گزر چکی ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے امام مالک کے لیے بیع بند کرنے عریہ کے اس چیز پر کہ ذکر کیا اس کو ساتھ حدیث سہل کے جو پہلے باب میں مذکور ہے ساتھ لفظ یا کلھا اھلھا رطبا کے پس تمسک کیا اس نے ساتھ لفظ اھلھا کے اور ظاہر اہل سے وہ شخص ہے جس نے بخشی تھی اور احتمال ہے کہ مراد اہل سے خریدار ہو اور احسن جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ سہل کی حدیث عریہ کی صورتوں میں سے ایک صورت پر دلالت کرتی ہے اور اس میں یہ تعرض نہیں کہ اس کے سوا اور کوئی صورت عریہ کی نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے حکی ہے کہ عریہ مقید ہے ساتھ محتاجوں کے یعنی عریہ کا خریدنا صرف اسی کو جائز ہے جو مسکین ہو اور کو جائز نہیں اور یہی مختار ہے نزدیک مزنی کے اس بنا پر کہ سفیان بن حسین کی حدیث میں ہے اور دلیل ان کی محمود بن لبید کی حدیث ہے کہ اصحاب نے شکایت کی کہ ہمارے سامنے تازہ چھوہارے آتے ہیں اور ہمارے پاس چاندی سونا کچھ نہیں کہ ان کو خریدیں لیکن ہمارے پاس خشک کھجوریں ہیں سو ان کو رخصت دے کہ ان کو خشک کھجوروں کے بدلے خریدیں اور نیز دلیل ان کی حدیث سفیان کی ہے جس میں یہ ہے کہ اس کے اہل اس کو تازہ کھائیں اس واسطے کہ قول اُس کا کہ یأکلہ اھلہ رطبا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ خریدار عریہ کو اس واسطے خریدتا ہے کہ اس کو تازہ کھائے اور یہ کہ نہیں ہے واسطے اس کے تازہ کھجور کہ کھائیں سوائے اس کے اور اگر اس کی اجازت خود باغ کے مالک کو ہوتی تو اس کے واسطے اس کے باغ میں اور تازہ میوہ بھی ہوتا جس کو وہ کھائے اور ابن منذر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ شافعی کے سوا کسی نے یہ بات کہی ہو یعنی مقید کرنا اجازت کا ساتھ محتاجوں کے لیکن جس حدیث کو امام شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی اور برتقدیر صحت اس میں فقیر کی قید نہیں اس واسطے کہ وہ شارع کی کلام واقع نہیں بلکہ اس کو تو صرف قصے میں ذکر کیا ہے پس احتمال ہے کہ یہ رخصت حاجت مذکور کی واسطے واقع ہوئی ہو اور احتمال ہے کہ سوال کے واسطے واقع ہوئی ہو پس نہ تمام ہوگا استدلال (فتح) حاصل یہ ہے کہ جمہور کی یہ اجازت عرایا کے خریدنے کے محتاجوں کے ساتھ مقید نہیں بلکہ حاجت کے واسطے ہر شخص کو اس کا خریدنا درست ہے خواہ مالدار ہو یا محتاج۔

۲۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۳۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رخصت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں یہ کہ بیچی جائیں بدلے خشک کھجور کے ساتھ اندازہ کرنے ان کے بطور پیمانے کے اور موسیٰ بن عقبی راوی نے کہا کہ عرایا چند کھجوریں معلوم ہیں کہ تو ان کے

رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا پاس آئے اور ان کو خشک کھجور کے بدلے خریدے۔
قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُوْمَاتٌ تَأْتِيْهَا فَتَشْتَرِيْهَا.

فائدہ: اور شاید کہ مراد اس کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ عریہ عروت سے مشتق ہے جب کہ تو اس کی طرف بار بار آئے اور وہ عریہ سے مشتق نہیں جس کے معنی مجرد ہونے کے ہیں قالہ الکرمانی اور پہلے گزر چکا ہے قول یحییٰ بن سعید کا کہ عریہ یہ ہے کہ خریدے میوہ کھجور کے درختوں کا واسطے کھانے اہل اپنے کے تازہ ساتھ اندازہ کرنے اس کے کے اور قرطبی نے کہا کہ شاید امام شافعی نے اعتماد کیا ہے بیچ تفسیر عریہ کے اوپر قول یحییٰ بن سعید کے اور یحییٰ صحابی نہیں بلکہ اس کے قول پر اعتماد کیا جائے باوجود یہ کہ اس کی رائے غیر کی رائے کے معارض ہے پھر اس نے کہا کہ یحییٰ کی تفسیر مرجوع ہے بایں طور کہ وہ ہو بہو مزابنت ہے جس سے منع کیا گیا ہے بیچ قصے کے کہ نہیں غائب ہوتی طرف اس کی کوئی حاجت موکد اور نہیں دفع ہوتا ساتھ اس کے کوئی مفسدہ اس واسطے کہ خریدنے والا واسطے اس کے بدلے کھجور خشک کے قادر ہے اوپر بیچنے میوے اپنے کے بدلے عین کے وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے تازہ کھجور سے پس اگر کہے کہ یہ مشکل ہے تو کہا جائے گا واسطے اس کے کہ جائز رکھ بیچ رطب کی ساتھ تمر کے اگرچہ رطب درخت پر نہ ہو اور وہ اس کا قائل نہیں اور شافعی زیادہ تر قائل ہے ساتھ پیروی کرنے حدیثوں باب کے اپنے غیر سے اس واسطے کہ وہ صریح ہیں بیچ مستثنیٰ ہونے عرایا کے بیع مزابنت سے الزام دینا اس کو ساتھ اخیر کے پس نہیں لازم اس واسطے کہ وہ رخصت ہے واقع ہوئی ہے مقید ساتھ قید کے پس پیروی کی جائے گی قید کی اور وہ ہونا کھجور تر کا ہے درخت پر باوجود یہ کہ بہت شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ جو تر میوہ کاٹا جائے وہ بھی ملحق ہے ساتھ اس میوے کے کہ درخت پر ہو بطور معنی کے کما تقدم (فتح) اور جتنی تفسیریں عرایا کی حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں شافعی ان کے مخالف نہیں اور اعتراض تو اس پر وارد ہوتا ہے جو تمسک کرے ساتھ ایک صورت کے ان صورتوں سے جو عریہ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں اور اس کے سوا اور صورتوں کو منع کرے اور اوپر جو شخص کہ سب صورتوں کے ساتھ عمل کرے اور جوڑے ان کو ایک ضابطہ میں جو سب کو جمع کرے تو اس پر کچھ اعتراض نہیں۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا

پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا درست ہے کہ نہیں

فائدہ: اور وہ عام ہے کہ تازہ ہو یا اس کا غیر اور نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ کسی حکم کے مسئلے میں واسطے قوت خلاف کے بیچ اس کے اور اس میں اختلاف ہے کئی قولوں پر سو بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع مطلق باطل ہے اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور ثوری کا ہے اور جس نے بطلان پر اجماع کو نقل کیا ہے اس نے وہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ

مطلق جائز ہے اگرچہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کی ہو اور یہ قول ابن ابی حبیب کا ہے اور جس نے اس میں اجماع کو نقل کیا ہے اس نے واہم کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اگر کاٹ لینے کی شرط کی ہو تو باطل نہیں ہوتی اور اگر قطع کی شرط نہ کی ہو تو باطل ہو جاتی ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور کا اور ایک روایت اہم مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صحیح ہے اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور نہی اس میں محمول ہے اوپر بیچنے میووے کے کہ بالکل پایا نہ جائے یعنی ابھی بالکل پیدا بھی نہ ہو اور یہی قول ہے اکثر حنفیہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ظاہر پر ہے لیکن اس میں نہی واسطے تنزیہ کے ہے اور زید بن ثابت کی حدیث اخیر کے واسطے دلالت کرتی ہے اور کبھی حمل کی جاتی ہے دوسری پر۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهُ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ أَصَابَهُ مُرَاضٌ أَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُومَةُ فِي ذٰلِكَ فَإِمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُورَةِ يُشِيرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيعُ ثِمَارَ أَرْضِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْأَصْفَرُ مِنَ الْأَحْمَرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامٌ

اور لیث نے ابو زناد سے روایت کی ہے اس نے عروہ سے اس نے سہل سے اس نے زید بن ثابت سے کہ لوگ حضرت ﷺ کے زمانے میں میوے خریدتے تھے یعنی پہلے پکنے سے سو جب لوگ میوے کو کاٹتے تھے اور ان کے تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تھے یعنی بائع تو خریدار کہتا تھا کہ میوے کو آفت پہنچی کہ اس کے گابھے کو فاسد اور سیاہ کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو ہلاک کر دیا اس کو آفت پہنچی کہ اس کو کم کر دیا کئی آفتیں ہیں کہ ان کے ساتھ جھگڑتے تھے سو جب حضرت ﷺ کے پاس اس میں بہت جھگڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم جھگڑے نہیں چھوڑتے تو خرید و فروخت نہ کرو یہاں تک کہ میوے کی پختگی ظاہر ہو حضرت ﷺ کا یہ فرمان بطور مشورے کے تھا کہ مشورہ دیتے تھے ساتھ اس کے یعنی بطور حکم الٰہی کے نہ تھا واسطے بہت ہونے جھگڑے ان کے اور ابو زناد نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن زید نے کہ بے شک زید بن ثابت اپنی زمین کا میوہ نہ بیچتے تھے یہاں تک کہ ثریا چڑھتا یعنی ساتھ فجر کے اور زرد سرخ سے ظاہر ہوتا اور جدا ہوتا کچا پکے سے۔

حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ.

فائدہ: اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ستارہ صبح کو چڑھے تو دور ہوتی ہے آفت ہر شہر سے اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہوتی ہے آفت میووں سے اور وہ ستارہ ثریا ہے اور اس کا صبح کو چڑھنا فصل ربیع کے ابتداء میں واقع ہوتا ہے اور یہ عرب کے شہروں میں سخت گرمی کے اور ابتداء پکنے میووں کے وقت ہوتی ہے پس درحقیقت معتبر میوے کا پکنا ہے اور ستارے کا چڑھنا اس کی علامت ہے اور تحقیق بیان کیا ہے اس کو حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ ظاہر ہو میوہ زرد سرخ سے اور امام احمد نے عبداللہ بن سراقہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر سے میوے کے پکنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچے میووں کے سے یہاں تک کہ ان کی آفت دور ہو میں نے کہا کہ ان کی آفت کب دور ہوتی ہے اس نے کہا کہ یہاں تک کہ ستارہ چڑھے اور ایک روایت میں خارجہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور ہم میووں کی خرید وفروخت کرتے تھے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا سنا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے پھر ساری حدیث ذکر کی پس افادہ کیا ساتھ ذکر سبب کے وقت صدور نہی مذکور کو۔ (فتح)

٢٠٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ.

٢٠٤٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میووں کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ ان کو صلاحیت ظاہر ہو بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا۔

فائدہ: بائع کو اس واسطے منع کیا تا کہ اپنے بھائی کا مال باطل کے ساتھ نہ کھائے بغیر عوض کے اور مشتری کو اس واسطے منع کیا تا کہ اپنے مال کو ضائع نہ کرے بہ سبب خوف ہلاک ہونے کے اور تا بائع کو باطل پر موافقت نہ کرے اور نیز اس میں کاٹنا نزاع اور جھگڑے کا ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد اس کی بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اس واسطے کہ غایت کا مابعد اس کے ماقبل کے مخالف ہوتا ہے اور تحقیق گردانا ہے نہی کو دراز پختگی ظاہر ہونے کی غایت تک اور اس کے معنی یہ ہیں کہ آفت سے امن ہوتا ہے اور سلامتی غالب ہوتی ہے اور یقین کرتا ہے مشتری ساتھ حاصل ہونے اس کے کے بخلاف اس چیز کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہے کہ وہ دھوکے کے درپے ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آفت سے امن ہو اور ایک روایت میں ہے کہ دور ہو آفت اس کی ساتھ ظاہر ہونے صلاحیت اس کی کے یعنی سرخی اور زردی

اس کی کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے اور پیچھے کے درمیان فرق ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس حالت میں تو بیع صرف اسی وقت جائز ہوتی ہے جب کہ باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور درخت پر باقی رکھنے کی شرط کرے تو بیع صحیح نہیں ہوتی ہے اور امام نووی نے شرح مسلم میں روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے اس صورت میں قطع کو شرط کیا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے بایں طور کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب نے تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اگر باقی رکھنے کی شرط نہ کی ہو تو بیع مطلق جائز ہے برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے ہو اور اس کے پیرو اور اگر باقی رکھنے کی شرط کی ہو تو مطلق جائز نہیں برابر ہے کہ پختگی ظاہر ہونے سے پہلے ہو یا پیچھے اور اس کے پیرو اس کے مذہب کے زیادہ تر واقف ہیں اپنے غیر سے اور حاصل یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ پختگی ظاہر ہونے کے بعد مطلق جائز ہے برابر ہے کہ باقی رکھنے کی شرط کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پختگی ظاہر ہونے کے بعد بیع اسی وقت درست ہے کہ درخت پر باقی رکھنے کی شرط نہ کرے اور باقی رکھنے کی شرط کرے تو درست نہیں اور یہی حکم ہے نزدیک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے سے کما مر اور جمہور کہتے ہیں کہ اگر پختگی ظاہر ہونے سے پہلے قطع کی شرط کرے تو درست ہے اور اگر شرط نہ کرے تو درست نہیں اور یہ موافق ہے واسطے قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ حضرت ﷺ کے قول یبدو صلاحها سے کیا مراد ہے کیا جنس میوے کی مراد ہے یہاں تک کہ اگر شہر کے ایک باغ میں مثلاً پختگی ظاہر ہو اور باقی سب باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو تو کیا سب باغوں کا میوہ بیچنا درست ہے اگرچہ باقی باغوں میں پختگی ظاہر نہ ہو یا ضرور ہے کہ جدا جدا ہر باغ میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر جنس میں پختگی ظاہر ہو یا ضرور ہے کہ ہر درخت میں پختگی ظاہر ہو پہلا قول لیث کا ہے اور وہ نزدیک مالکیہ کے اس شرط سے ہے کہ پختگی متلاحق ہو یعنی ایک کے بعد لگاتار پختگی ظاہر ہوتی چلی جائے اور دوسرا قول احمد کا ہے اور اس ایک روایت مانند قول چہارم کی ہے اور تیسرا قول شافعیہ کا ہے اور ممکن ہے کہ پکڑا جائے یہ تعبیر کرنے سے ساتھ بدو صلاح کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر کافی ہونے کے ساتھ سرخ ہونے کے یعنی جس پر کہ سرخ ہونے کے معنی صادق آئیں بغیر شرط کامل ہونے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کافی ہونا ساتھ سرخ ہونے بعض میوے کے اور ساتھ سرخ ہونے بعض درخت کے باوجود حاصل ہونے معنی کے اور وہ امن میں ہونا ہے آفت سے اور اگر نہ ہوتا حاصل ہونا معنی کا تو البتہ نام رکھنا اس کا سرخ ساتھ سرخ ہونے بعض کے کفایت نہ کرتا واسطے ہونے اس کے کے برخلاف حقیقت کے اور نیز پس اگر سب کے سرخ ہونے کے ساتھ کہا جائے تو البتہ پہنچائے گا طرف فاسد ہونے باغ کے یا اکثر باغ کے اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ سب میوے یک بارگی نہیں پکتے تاکہ میوہ کھانے کا زمانہ دراز ہو۔ (فتح)

٢٠٤٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ.

۲۰۴۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو۔

فائدہ: اس روایت میں کھجور کے درخت کے ساتھ قید کی ہے اور اس کے سوا اور روایتوں میں مطلق درخت کا ذکر ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں درمیان درخت کھجور کے اور درمیان غیر اس کے یعنی سب درختوں کے میوے کا یہی حکم ہے اور کھجور کے درخت کو تو صرف اس واسطے ذکر کیا کہ اکثر ان کے میووں کے درخت یہی تھے۔

٢٠٤٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّحَ فَقِيْلَ وَمَا تُشَقِّحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا.

۲۰۴۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پختہ ہو تو کہا گیا کہ پختہ ہونا کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ یا زرد ہو اور اس سے کھایا جائے۔

فائدہ: خطابی نے کہا کہ خالص سرخ اور زرد رنگ ہونا مراد نہیں بلکہ مراد زردی اور سرخی ساتھ سیاہی کے ہے اور اگر خالص سرخ اور زرد ہونا مراد ہوتا تو البتہ فرماتے تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ اور احتمال ہے کہ مراد مبالغہ ہو یعنی بہت سرخ اور زرد ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا — بیچنا کھجور کے درخت کا پختگی ظاہر ہونے سے پہلے

فائدہ: یہ باب معقود ہے واسطے بیان بیع درختوں کے یعنی اس باب میں درختوں کے بیچنے کا بیان ہے اور پہلے باب میں میووں کے بیچنے کا بیان ہے۔ (فتح)

٢٠٤٧۔ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۰۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور منع فرمایا بیچنے کھجور کے درخت میوہ دار سے یہاں تک کہ پک جائے کہا گیا کہ کیا ہے پکنا اس کا فرمایا سرخ ہو جائے یا

أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى يَزْهُوَ قِيْلَ وَمَا يَزْهُوَ قَالَ يَحْمَارُّ أَوْ يَصْفَارُّ.

زرد ہو جائے۔

بَابُ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ

اگر کوئی کچے میوے کو بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو وہ نقصان بائع کی طرف سے ہے یعنی وہ نقصان بائع کا ہوا مشتری کا نہ ہوا۔

فائدہ: مائل ہوئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ اس ترجمہ میں طرف اس کی کہ اگر کوئی کچے میوے کو بیچے تو یہ بیع درست ہے لیکن اس کی ضمان بائع پر ہے یعنی اگر کچھ نقصان ہو تو اس کا بدلہ بائع پر ہے اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب فاسد نہ ہوئی تو بیع صحیح ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب میں زہری کے تابع ہیں جیسا کہ اس باب کے اخیر میں ان سے روایت کی ہے۔ (فتح)

۲۰۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهُ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا أَصَابَهُ عَلٰى رَبِّهِ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَبَايَعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ.

۲۰۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے سو کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہے علامت پک جانے اس کے کی فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک لے تو کس سبب سے ایک تمہارا اپنے بھائی مسلمان کے مال کو لے گا اور لیث نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہ اگر کوئی مرد میوہ خریدے پختگی ظاہر ہونے سے پہلے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو اس نقصان کا بدلہ میوہ بیچنے والے پر ہوگا خبر دی مجھے سالم بن عبداللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ خریدو میوے کو یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور نہ بیچو میوہ درخت پر بدلے خشک کھجور کے۔

فائدہ: اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میوہ بیچے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے تو نہیں حلال تجھ کو کہ تو اس سے کوئی چیز لے کس سبب سے تو اپنے بھائی مسلمان کے مال کو ناحق لے گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر موقوف کرنے آفتوں کے میوے میں کہ پک جانے کے بعد خریدے پھر اس کو کوئی آفت پہنچے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تہائی قیمت کی اس سے موقوف کرے اور احمد اور ابو عبید نے کہا کہ تمام قیمت کو موقوف کرے اور امام شافعی اور لیث اور کوفے والے کہتے ہیں کہ نہ رجوع کرے بائع پر ساتھ کسی چیز کے یعنی جب کہ پک جانے کے بعد میوے کو خریدے اور کہتے ہیں کہ آفت موقوف کرنے کا حکم تو صرف اس وقت ہی جبکہ کچے پھل بیچے بغیر شرط قطع کے پس جابر رضی اللہ عنہ کی مطلق حدیث انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ مقید ہوگی اور استدلال کیا ہے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کے کہ ایک مرد نے میوے خریدے سو اس کے میووں کو آفت لگ گئی اور اس کا قرض بہت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر خیرات کرو سو اس سے اس کا قرض ادا نہ ہو سکا یعنی وہ خیرات اتنی نہ تھی کہ اس سے اس کا تمام قرض ادا ہو سکے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو جو تم نے پایا اور اس کے سوا تم کو کچھ نہ ملے گا طحاوی نے کہا کہ جب قرض خواہوں کا قرض باطل نہ ہوا ساتھ دور ہونے میووں کے اور ان سے قیمت مول نہ لی گئی تو معلوم ہوا کہ آفت موقوف کرنے کا حکم عام نہیں۔ (فتح)

بَابُ شِرَآءِ الطَّعَامِ إِلٰی أَجَلٍ

ایک مدت معین کے وعدے پر اناج کا خریدنا یعنی ادھار خریدنا درست ہے یا نہیں

۲۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ فَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ

۲۰۴۹۔ اعمش روایت ہے کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے نزدیک ادھار میں گروی رکھنے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی جائز ہے پھر حدیث بیان کی ہم کو اسود سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت معین کے وعدے سے اناج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الرہن میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ

جب کوئی خشک کھجور کو عمدہ کھجور کے ساتھ بیچنا چاہے

فائدہ: تو یعنی کیا کرے تا کہ سود سے سلامت رہے۔

۲۰۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ

۲۰۵۰۔ ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهٗ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا.

نے ایک مرد کو خیبر پر سردار کیا سو وہ آپ ﷺ کے واسطے عمدہ کھجور لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی عمدہ ہوتی ہیں اس نے کہا کہ نہیں یا حضرت ہم دو صاع ناقص کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ملی جلی کھجور کو چاندی کے درہموں کے بدلے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور قیمتاً لیا کر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ مِثْلًا بِمِثْلٍ یعنی بیچ برابر کو ساتھ برابر کے اور اسی طرح یعنی یہی حکم ہے بیچ بیچنے وزنی چیزوں کے کہ ان کو بھی برابر کے ساتھ بیچے اور اس امر پر سب کا اجماع ہے اہل علم کے درمیان اس میں کچھ اختلاف نہیں ہر شخص اپنے اصل پر کہتا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں کم وبیش ہونے کے سبب سے سود داخل ہو تو اس کا پیمانہ اور تول ایک ہے یعنی اگر کیل ہے تو دونوں کا کیل ایک ہوگا اور اگر وزنی ہے تو دونوں کا وزن ایک ہوگا یعنی جیسے گیہوں بدلے گیہوں کے اور چاندی بدلے چاندی کے لیکن جس کی اصل کیل ہے یعنی شارع نے اس کو ماپ کر بیچنا فرمایا ہے تو نہ بیچی جائے گی وہ مگر پیمانہ سے اور اسی طرح جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے تو نہ بیچی جائے گی مگر ساتھ ترازو کے پھر جس کی اصل وزن ہے یعنی تل کر بکتی ہے اس کو ماپ کر بیچنا جائز نہیں بخلاف اس چیز کے جو پیمانہ سے بکتی ہو کہ بعضوں نے اس کو تول کر بیچنا جائز رکھا ہے اور کہتا ہے کہ تلنے سے ہر چیز کا برابر ہونا معلوم ہو جاتا ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ خشک کھجور کو ساتھ خشک کھجور کے بیچنا جائز نہیں مگر برابر ساتھ برابر کے اور برابر ہے اس میں عمدہ اور ناقص اور وہ سب قسمیں ایک جنس ہے اور اگر کوئی بیچے تو بیع رد کی جائے جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ یہ سود ہے پس پھیر دو اس کو اور اس حدیث میں قائم ہونا عذر اس شخص کا ہے جو حرمت کو نہ جانے یہاں تک کہ اس کو جانے اور اس میں جائز ہونا نرمی کا ہے ساتھ نفس کے اور ترک کرنا بوجھ کا ہے نفس سے ساتھ اختیار کرنے کھانے عمدہ کھجور کے ردی پر یعنی عمدہ کھجور کا کھانا جائز ہے بخلاف اس کے جو زاہدوں سے کہتا ہے کہ یہ منع ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عینہ کی بیع جائز ہے اور وہ بیع یہ

ہے کہ اپنا مال ایک شخص کے ہاتھ نقد قیمت سے بیچے پھر وہی مال اس سے کم قیمت کے ساتھ خریدے اس واسطے کہ
نہیں خاص کیا آپ ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے کہ پھر درہموں سے عمدہ کھجور خریدے غیر اس شخص کو جس نے اس
کے ہاتھ ملی جلی کھجور بیچے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ مطلق ہے اور مطلق شامل نہیں ہوتا اور لیکن عام
ہوتا ہے اور جب اس کے ساتھ ایک صورت میں عمل کیا جائے تو ساقط ہوتی ہے حجت ساتھ اس کے ماسوائے میں
اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے خرید کے اس شخص سے کہ اس کے ہاتھ ہو بہو اس
اسباب کو بیچا اور بعض کہتے ہیں بلکہ وجہ استدلال کے ساتھ اس کے واسطے اس کے اس جہت سے ہے کہ آپ ﷺ
نے اس کی تفصیل نہ پوچھی اور نہیں پوشیدہ ہے وہ اعتراض جو اس میں ہے اور قرطبی نے کہا کہ استدلال کیا ہے
ساتھ اس کے اس شخص نے جو سد ذرائع کا قائل نہیں اس واسطے کہ بعض صورتیں اس بیع کی پہنچاتی ہیں طرف بیچنے
خشک کھجور کی ساتھ خشک کھجور کے کم وبیش اور ہوگی قیمت لغو اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے اس حدیث میں اس
واسطے کہ نہیں نص کی اوپر جواز خرید نے دوسری کھجور کے اس شخص سے کہ پہلی کھجور اس کے ہاتھ بیچے یعنی بلکہ جائز
ہے کہ اور سے اس کو خریدے اور نہیں شامل ہے اس کو ظاہر سیاق کا ساتھ عموم اپنے کے بلکہ ساتھ اطلاق اپنے کے
اور مطلق احتمال رکھتا ہے تقیید کا بطور اجمال کے پس واجب ہوا استفسار اور جبکہ حال اس طرح ہے تو ادنی دلیل سے
اس کی تقیید کافی ہے اور تحقیق دلالت کی ہے دلیل نے اوپر سد ذرائع کے یعنی بند کرنے وسیلوں کے جو حرام کی
طرف پہنچائیں پس چاہیے کہ یہ صورت بھی منع ہو اور استدلال کیا ہے بعض نے اوپر جواز کے ساتھ اتفاق کے اس
پر کہ جو بیچے اسباب جس کو خریدا تھا اس شخص کے ہاتھ کہ اس کو اس سے خریدا تھا بعد ایک مدت کے تو یہ بیع صحیح ہے
پس نہیں فرق ہے اس میں درمیان جلدی کے اور وعدے کے پس معلوم ہوا کہ معتبر اس میں وجود شرط کا ہے اصل
عقد میں اور ہونا اس کا پس اگر بائع اور مشتری نفس عقد میں اس کی شرط کریں تو وہ باطل ہے یا بیع سے پہلے شرط
کریں پھر اس کے بعد عقد بغیر شرط کے واقع ہو تو یہ صحیح ہے اور نہیں پوشیدہ ہے ورع یعنی اس سے بچنا افضل ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ نہیں ضرر کرتا ارادہ خریدنے کا جب کہ بغیر شرط کے ہو اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی عورت
کے ساتھ زنا کی نیت کرے پھر اس سے پھر جائے اور اس کو نکاح کا پیغام کرے اور اس سے نکاح کرنے اس واسطے
کہ وہ حرام سے حلال کی طرف پھرا ساتھ کلمۃ اللہ کے مباح کیا اس کو اور اس طرح بیع بھی اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جائز ہے اختیار کرنا عمدہ کھانے کا اور جائز ہے وکالت بیع وغیرہ میں اور یہ کہ فاسد بیعوں کو پھیرا جائے
اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ بیع سود کی جائز ہے ساتھ اصل اپنے کے اس اعتبار سے کہ وہ بیع
ہے اور منع ہے باعتبار وصف کے اس حیثیت سے کہ وہ سود ہے پس ساتھ اس کے سود ساقط ہوگا اور بیع صحیح ہوگی اور
وجہ رد ہونے کی یہ ہے کہ اگر اسی طرح ہوتی تو البتہ نہ رد کرتے آپ ﷺ اس بیع کو اور البتہ حکم کرتے اس کو ساتھ

رد کرنے زیادتی کے اوپر صاع کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِرَتْ أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ

اگر کوئی پیوند کی ہوئی کھجور یا بوئی ہوئی زمین کو بیچے یا کھجور اور زمین کو اجارے سے لے تو ان کا پھل بیچنے والے کے واسطے ہے۔

۲۰۵۱۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا نَخْلٍ بِيْعَتْ قَدْ أُبِرَتْ لَمْ يُذْكَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِيْ أَبَّرَهَا وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰى لَهُ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ.

۲۰۵۱۔ اور نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کھجور کہ پیوند کے بعد بیچی جائے اور میوے کا ذکر ہو کہ بائع لے گا یا مشتری تو اس کے پھل کا مالک وہی ہے جس نے پیوند کیا اور یہی حکم ہے غلام اور کھیتی کا نافع رضی اللہ عنہ نے ابن ابی ملیکہ کے واسطے ان تین چیزوں کا نام لیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا بھی یہی حکم ہے تو یہ اشارہ طرف اس حدیث کی کہ جو غلام کو بیچے اور اس کے واسطے مال ہو تو اس کے مال کا مالک بیچنے والا ہے اور صورت تشبیہ اس کی کی ساتھ کھجور کے واسطے زیادتی کے ہے دونوں میں۔ (فتح)

۲۰۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

۲۰۵۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیچے کھجور درخت کی جو پیوند کیا گیا ہو تو اس کا میوہ بائع کے واسطے ہے مگر یہ کہ مول لینے والا پھل کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو مرد کھجور کو پیوند کرے اور اس کے اصل کو بیچے..... الخ اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے ساتھ منطوق اس حدیث کے اس پر کہ جو کھجور کے درخت کو بیچے اور اس پر پیوند کا پھل ہو تو وہ پھل بیع میں داخل نہیں ہوتا بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں باقی رہتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی اس پر کہ جب میوہ پیوند کا نہ ہو تو بیع میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ خریدار کا ہوتا ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور مخالفت کی ہے ان کی اوزاعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سو ان دونوں نے کہا کہ وہ پھل بائع کا نہیں ہوتا نہ پیوند کرنے سے پہلے اور نہ پیچھے اور ابن ابی لیلیٰ نے اس کا عکس کیا ہے سو انہوں نے کہا کہ وہ پھل مطلق مشتری کا ہے اور یہ سب وقت مطلق بیع ہونے کھجور کی ہے بغیر ذکر میوے کے اور اگر مشتری اس کی شرط کر لے بایں طور کہ کہے خریدا میں نے

کھجور کے درخت کو سمیت میوے کے تو وہ مشتری کا ہوگا اور اگر بائع پیوند سے پہلے اس کو اپنے لیے شرط کر لے تو
اس کے واسطے ہوگا اور مخالفت کی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا اس کا واسطے بائع کے
پس حاصل یہ ہے کہ اس کے منطوق سے دو حکم سمجھے جاتے ہیں اور اس کے مفہوم سے بھی دو حکم سمجھے جاتے ہیں ایک
ساتھ مفہوم شرط کے اور ایک ساتھ مفہوم استثنا کے اور قرطبی نے کہا کہ قول ساتھ دلیل خطاب کے یعنی ساتھ مفہوم
کے اس میں ظاہر ہے اس واسطے کہ اگر غیر پیوند کا حکم پیوند کا حکم ہوتا تو البتہ اس کی تقیید شرط کے ساتھ لغو ہوتی اس
میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

تنبیہ: نہیں شرط ہے پیوند میں یہ کہ پیوند کرے اس کو کوئی دوسرا بلکہ اگر مالک خود پیوند کرے تو اس کا بھی یہی حکم
ہے نزدیک سب قائلین کے ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ مگر خریدار میوے کی بھی شرط کر لے تو استدلال کیا گیا ہے
ساتھ اس اطلاق کے کہ صحیح ہے شرط ہونا بعض میوے کا جیسا کہ صحیح ہے شرط ہونا تمام میوے کا اور گویا کہ کہا مگر یہ کہ
شرط کرے خریدار اس سے کسی چیز کو اور تنہا ہوا ہے ابن قاسم پس کہا کہ نہیں جائز ہے شرط کرنا بعض کا اور استدلال
کیا گیا ساتھ اس کے کہ پیوند کیے گئے کے حکم کے مخالف ہے اور شافعیہ نے کہا کہ اگر بیچے کھجور کے ایک درخت کو
کہ اس کا بعض پیوند کیا گیا ہو اور بعض نہ کیا گیا ہو تو وہ سب بائع کے واسطے ہے اور اگر کھجور کے دو درخت بیچے پس
اسی طرح شرط ہے ایک ہونا بیع کا اور اگر ہر ایک کے واسطے جدا جدا بیع کرے تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور شرط ہے
کہ دونوں ایک باغ میں ہوں اور اگر باغ جدا جدا ہوا تو ہر ایک کا حکم جدا ہے اور نص کی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس
پر کہ جو میوہ پیوندی ہو وہ بائع کا ہے اور جو پیوندی نہ ہو وہ مشتری کا ہے اور مالکیہ نے کہا کہ حکم اغلب کے واسطے ہے
اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیوند کرنا جائز ہے اور یہ کہ حکم مذکور خاص ہے ساتھ مادہ کھجور کے درختوں کے
سوائے نر درختوں کے اور لیکن نر درخت پس وہ بائع کے واسطے ہے واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اور بعضے
شافعیہ نے ظاہر پیوند کو لیا ہے پس نہیں فرق کیا انہوں نے درمیان نر اور مادہ کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس
میں کہ اگر کوئی کھجور کا ایک درخت بیچے اور اس کا پھل اس کے واسطے باقی رہے پھر اس کھجور سے اور گابھا نکلے تو ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ خریدار کا ہے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے بائع کے مگر جو موجود ہو نہ وہ چیز جو نہ موجود ہو اور
جمہور نے کہا کہ وہ بائع کا ہے اس واسطے کہ وہ پیوند شدہ میوے سے ہے سوائے غیر اس کے کی اور حدیث سے
سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط عقد کی مقتضی کے منافی نہ ہو اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی پس نہ داخل ہوگی بیچ نہی کے بیع اور
شرط سے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے مذہب اپنے کے ساتھ حدیث باب کے کہ پختگی ظاہر ہونے سے
پہلے میوے کا بیچنا جائز ہے اور پیچھا کیا ہے اس کا بیہقی وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ استدلال کرتا ہے وہ ساتھ چیز
کے بیچ غیر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے وہ چیز بیچ اس کے یہاں تک کہ جب آئے وہ چیز کہ وارد ہوئی بیچ اس کے تو

استدلال کرتا ہے ساتھ غیر کے اوپر اس کے پس استدلال کرتا ہے واسطے جائز ہونے بیع میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے ساتھ حدیث پیوند کے اور نہیں عمل کرتا ساتھ حدیث پیوند کے بلکہ نہیں فرق ہے نزدیک اس کے بیچ بیع کے پہلے پیوند کے اور پیچھے اس کے اس واسطے کہ پھل اس میں واسطے خریدار کے ہی برابر ہے کہ بائع اس کو اپنے واسطے شرط کرے یا نہ کرے اور تطبیق درمیان حدیث تابیر کے اور حدیث نہی کے بیع میوے کی سے پہلے ظاہر ہونے پختگی کے آسان ہے بایں طور کہ میوہ کھجور کی بیع میں درخت کی تابع ہے اور نہی میں مستقل ہے اور یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ بَیْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ کَیْلًا — بیچنا کھیتی کا بدلے اناج کے بطور ماپنے کے

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی ہے جو مزابنت کے منع ہونے میں ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو بدلے ماپنے اناج کے یعنی بیچے جو اور گیہوں وغیرہ کو کہ کھیتی میں ہوں بدلے گیہوں وغیرہ کے کہ لینے والے پاس ہوں ابن بطال نے کہا کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ نہیں جائز ہے بیچنا کھیتی کا پہلے اس سے کہ کاٹی جائے بدلے اناج کے اس واسطے کہ وہ بیع مجہول کی ہے ساتھ معلوم کے اور اگر تر اناج کو خشک اناج کے ساتھ بیچے بعد کاٹنے کے اور ممکن ہونے برابری کے تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں جائز بیع کسی چیز کی اس سے ساتھ جنس اس کی کے نہ کم وبیش اور نہ برابر اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیچ جائز ہونے بیع کھیتی تر کے بدلے اناج خشک کے بایں طور کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے بیع اناج تر کی بدلے تر کے برابر ساتھ برابر کے باوجود کہ ایک کی رطوبت دوسری کی رطوبت کی طرح نہیں بلکہ اس میں بڑا اختلاف ہے اور پیچھا کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ قیاس ہے مقابلے نص کے پس وہ فاسد ہے اور بایں طور کہ بیچنا تر کا بدلے تر کے اگرچہ متفاوت ہے لیکن وہ تھوڑا نقصان ہے پس وہ معاف ہے واسطے کم ہونے اس کے بخلاف بیچنے رطب کے بدلے خشک کھجور کے کہ اس کا بڑا تفاوت ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح)

٢٠٥٣۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ یَّبِیْعَ ثَمَرَ حَآئِطِهٖ إِنْ کَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ کَیْلًا وَّإِنْ کَانَ کَرْمًا أَنْ یَّبِیْعَهٗ بِزَبِیْبٍ کَیْلًا وَّإِنْ کَانَ زَرْعًا أَنْ یَّبِیْعَهٗ بِکَیْلِ طَعَامٍ وَّنَهٰی عَنْ ذٰلِكَ کُلِّهٖ.

٢٠٥٣۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنت سے یہ کہ بیچے میوہ اپنے باغ کا اگر ہو کھجور بدلے کھجور خشک کے بطور پیمانے کے اور اگر انگور ہو تو بیچے اس کو بدلے خشک انگور کے بطور پیمانے کے اور اگر کھیتی ہو تو بیچے اس کو ساتھ پیمانے اناج کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب بیعوں سے منع فرمایا۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ — کھجور کا درخت جڑ کے ساتھ بیچنا

فائدہ: یعنی اگر کوئی کھجور کے اصل درخت کو بیچے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۰۵۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

۲۰۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کھجور کے درخت کو پیوند کرے پھر اس درخت کو جڑ سے بیچے تو میوہ کھجور کا پیوند کرنے والے کے واسطے ہے مگر یہ کہ خریدار میوے کی بھی شرط کر لے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے جو تنہا درخت کو خریدے تو اس کو منع ہے یہ کہ خریدے پھل اس کے کو پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے بیچ دوسری بیع کے بخلاف اس کے جب کہ اس کو درخت کے تابع خریدے تو یہ جائز ہے اور ابن قاسم نے مالک رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ مطلق جائز ہے کہا اور پہلی بات اولیٰ ہے واسطے عام ہونے نہی کے اس سے (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ — باب ہے بیچ بیان بیع مخاضرہ کے

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے بیچنا میووں اور دانوں کا ہے پہلے اس سے کہ ان کی پختگی ظاہر ہو۔ (فتح)

۲۰۵۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

۲۰۵۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت سے اور مخاضرت سے اور ملامست سے اور منابذت سے اور مزابنت سے۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ وہ بیچنا اناج کا ہے بالی میں بدلے گیہوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ منع بیع کھیتی کی ہے پہلے پکنے سے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کے کے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ کرایہ دینا زمین کا ہے بدلے گیہوں کے یا پیمانے اناج کے اور مشہور یہ ہے کہ محاقلت کرایہ دینا زمین کا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ وہ اگائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بیچنا پھلوں کا ہے پہلے اس کے کہ کھائے جائیں اور بیچنا کھیتی کا ہے پہلے اس سے کہ سخت ہو اور چھیلی جائے اس سے اور طحاوی نے کہا کہ مخاضرہ کھجور کے پھل کا بیچنا ہے پہلے اس سے کہ سرخ ہو یا زرد اور بیچنا کھیتی سبز کا کہ بطن بعد بطن کے بعد کاٹی جاتی ہے

مانند خوید وغیرہ کی وہ اس قبیل سے ہے کہ اہتمام کیا جاتا ہے ساتھ معرفت حکم اس کے کی اور حنفیہ کہتے ہیں کہ بیع سبز کھیتی کی مطلق جائز ہے اور جب اختلاف ہو تو اختیار ثابت ہوتا ہے اور نزدیک امام مالک رحمہ اللہ کے جائز ہے جب کہ ظاہر ہو صلاحیت اس کی اور واسطے مشتری کے ہے وہ چیز کہ نئی پیدا ہو بعد اس کے یہاں تک کہ منقطع ہو اور غرر اس میں معاف ہے واسطے حاجت کے اور تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جواز کرایہ خدمت غلام کے باوجود اس کے کہ وہ نئی اور مختلف ہوتی ہے اور ساتھ کرایہ لینے دودھ پلانے والے کے باوجود اس کے کہ اس کا دودھ نیا پیدا ہوتا ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ لڑکے نے اس سے کتنا پیا اور شافعیہ کے نزدیک بعد ظاہر ہونے پختگی اس کی کے صحیح ہے مطلق اور پختگی سے پہلے صحیح ہے ساتھ شرط قطع کے اور نہیں جائز ہے بیچنا دانے کا بالی میں مانند اخروٹ اور بادام کی۔ (فتح)

۲۰۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتّٰى يَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللَّهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيْكَ.

۲۰۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ پک جائے تو ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے پکنا اس کا کہا کہ سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے بھلا بتلا تو کہ اگر اللہ پھل کو روک دے تو کس سبب سے اپنے بھائی مسلمان کا مال حلال کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَأَكْلِهِ

کھجور کے دل (گابھا) کا بیچنا اور کھانا

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید اور نازک کہ درخت کھجور کے سر کے اندر سے نکلتی ہے اس کو کھجور کا دل (گابھا) کہتے ہیں اور کھجور کی چربی بھی کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے۔

۲۰۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَأْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَإِذَا أَنَا أَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ.

۲۰۵۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کا دل (گابھا) کھاتے تھے سو فرمایا کہ درختوں سے ایک درخت ہے مانند مرد مسلمان کی سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے ناگہاں میں نے دیکھا کہ میں سب سے کم عمر تھا یعنی پس شرم سے نہ کہہ سکا جب کسی نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ذکر بیع کا نہیں لیکن اس کا کھانا چاہتا

ہے اس کو کہ اس کی بیع درست ہو کہا ہے اس کو ابن منیر نے اور احتمال ہے کہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ نہیں پائی انہوں نے کوئی حدیث اپنی شرط پر جو دلالت کرے ساتھ مطابقت کے اوپر بیع جمار (گابھا) کے اور ابن بطال نے کہا کہ جمار کا بیچنا اور کھانا مباح ہے بغیر خلاف کے اور ہر وہ چیز کہ نفع اٹھایا جائے ساتھ اس کے واسطے کھانے کے پس بیع اس کی جائز ہے میں کہتا ہوں کہ فائدہ ترجمہ کا دور کرنا وہم منع کا ہے اس سے اس واسطے کہ کبھی گمان کیا جاتا ہے افساد اور اضاعت کا اور حالانکہ اس طرح نہیں اور اس حدیث میں کھانا آپ ﷺ کا ہے روبرو قوم کے پس رد کیا جائے گا ساتھ اس کے اس پر کہ جو سامنے کھانے کو برا جانتا ہے اور چھپا کر کھانے کو درست رکھتا ہے واسطے قیاس کرنے کے اوپر پوشیدہ کرنے مخرج اس کے کی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجْرٰى أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْإِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِهِمْ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمِ الْمَشْهُوْرَةِ.

جو جاری کرے اہل شہروں کے کاروبار کو اس چیز پر کہ معروف اور رواج ہے درمیان ان کے خرید وفروخت میں اور اجارے میں اور کیل میں اور تولنے میں اور جاری کرے ان کے طریقوں کو اوپر مقصدوں ان کے کے اور مذاہب مشہور ان کے کی۔

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ مقصود ساتھ اس باب کے ثابت کرنا اعتماد کا ہے عرف اور رواج پر اور یہ کہ قضا کی جائے ساتھ اس کے ظاہر الفاظ پر اور اگر کوئی مرد وکیل کرے کسی مرد کو بیچ بیچنے اسباب اپنے کے پس بیچے اس کو ساتھ غیر اس نقد کے جس کو لوگ پہچانتے ہیں یعنی رواج میں تو نہیں جائز اور اسی طرح اگر بیچے کسی وزنی چیز کو یا کیلی کو ساتھ غیر کیل اور وزن کے جو لوگوں میں مروج اور معتاد ہے تو وہ بھی جائز نہیں اور قاضی حسین شافعی نے کہا کہ عرف کی طرف رجوع کرنا ایک قواعد پانچ کا ہے جس پر فقہ کی بنا ہے مانند قریب ہونے جگہ کی اور دور ہونے اس کے کی اور کثرت فعل اور کلام کی اور قلت اس کی نماز میں اور مول مثل کی اور مہر مثل کی اور کفو نکاح کی اور مؤنت کی اور نفقہ کی اور لباس کی اور سکنے کی اور جو چیز کہ لائق ہے ساتھ حال شخص کے مانند حیض کی اور طہر کی اور اکثر مدت حمل کی اور سن یاس وغیرہ کی۔ (فتح)

وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سُنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ رِبْحًا.

اور شریح قاضی نے سوت بیچنے والوں کو کہا کہ طریقہ تمہارا جائز ہے درمیان تمہارے لازم پکڑو یا لازم پکڑو اپنے طریقے کو۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ کچھ سوت فروش شریح کے پاس جھگڑتے آئے ایک چیز میں کہ تھی درمیان ان کے تو انہوں نے کہا ہمارا رواج اس طرح ہے تب شریح نے یہ بات کہی یعنی اپنے رواج پر چلو اور اس

کے موافق فیصلہ کرو۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَّا بَأْسَ الْعَشَرَةَ بِأَحَدَ عَشَرَ وَيَأْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا.

اور عبدالوہاب نے ایوب سے روایت کی اس نے محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیچے دس کو بدلے گیارہ کے اور لے بائع بدلے خرچ کرنے کے بیع پر نفع کو۔

فائدہ: یعنی نہیں ڈر ہے کہ بیچے وہ چیز کہ خریدے اس کو بدلے سو دینار کے مثلا ہر دس کو اسے بدلے گیارہ دینار کے پس دس دیناریں راس المال ہوں گی اور ایک دینار نفع ہوگی ابن بطال نے کہا کہ اصل اس باب کا بیع ڈھیر کی ہے ہر صاع بدلے ایک درہم کے بغیر اس کے کہ ڈھیر کی مقدار معلوم کرے سو ایک گروہ نے اس کو جائز کہا ہے اور ایک گروہ نے منع کیا ہے میں کہتا ہوں کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اثر سے یہ مسئلہ نکالنا ٹھیک نہیں اور یہ جو کہا کہ خرچ کے بدلے نفع لے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہ نفع لے مگر اس چیز میں کہ اس کے لیے اسباب میں تاثیر ہے مانند رنگنے اور سینے کی اور لیکن اجرت دلالی اور لپیٹنے کی اور باندھنے کی پس درست نہیں کہا پس اگر نفع دے اس کو مشتری اس چیز پر کہ نہیں تاثیر واسطے اس کے تو جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اور جمہور نے کہا کہ جائز ہے واسطے بائع کے یہ کہ حساب کرے نفع میں تمام اس چیز کو کہ خرچ کی اور کہے کہ مجھ کو اتنے میں پڑی ہے اور وجہ داخل ہونے اس اثر کے ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جب شہروں کے رواج میں یہ بات مروج نہ ہو کہ جو چیز دس درہم سے خریدی جائے وہ گیارہ کو بیچی جاتی ہے اور مشتری اس رواج پر اس کو بیچے تو اس کا کچھ ڈر نہیں ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند کو فرمایا کہ لے لیا کر خاوند کے مال سے جتنا تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے موافق دستور کے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری ابھی آتی ہے۔

وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِرْدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ قَالَ بِدَانَقَيْنِ فَرَكِبَهٗ ثُمَّ جَآءَ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهٗ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی واسطے اس کے جو یتیم کے مال کا متولی ہو جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور حسن رضی اللہ عنہ بصری نے عبداللہ بن مرداس سے ایک گدھا کرایہ پر لیا یعنی کرایہ پر لینا چاہا سو حسن نے کہا کہ تو کتنے کو کرایہ دیتا ہے سو عبداللہ نے کہا کہ بدلے دو دانگ کے سو حسن اس پر سوار ہوا پھر حسن دوسری بار آیا

اور کہا کہ گدھا لیا گدھا لیا سو وہ اس پر سوار ہوا اور اس کی اجرت مقرر نہ کی سو اس کی طرف آدھا درہم بھیجا۔

فائدہ: دانگ درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی ترجمہ میں ظاہر ہے اس جہت سے کہ حسن رحمہ اللہ نے دوسری بار اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتماد کرنے کے پہلی اجرت پر اور زیادہ کیا اس کو اجرت مذکور پر بطریق احسان کے۔ (فتح)

۲۰۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَجَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

۲۰۵۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطیبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک صاع کھجوروں کے دینے کا حکم کیا اور اس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اس کے خراج سے کچھ تخفیف کریں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب البیوع میں پہلے گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجرت مقرر نہ کی واسطے اعتبار کرنے کے رواج پر بیچ مثل اس کی کے۔ (فتح)

۲۰۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدٌ أُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِيْ أَنْتِ وَبَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۲۰۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند معاویہ کی مائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے یعنی اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے تو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ اس کا مال پوشیدہ لوں یعنی بقدر حاجت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر تو اور تیری اولاد جتنا کفایت کرے تجھ کو موافق دستور کے۔

فائدہ: اور غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے یہ ہے کہ لے لیا کر موافق دستور کے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عرف پر حوالہ دیا اس چیز میں کہ شرع نے اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی۔ (فتح)

۲۰۶۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ ح و حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ

۲۰۶۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیت کی تفسیر میں جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچے یتیم کے مال سے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أُنْزِلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ الَّذِيْ يُقِيْمُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُ فِيْ مَالِهِ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ.

آیت یتیم کے والی کے حق میں اتری جو اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کے مال کو سنوارتا ہے کہ اگر محتاج ہو تو اس سے دستور کے موافق کھائے۔

فائدہ: اور مراد اس باب میں حوالہ دینا والی یتیم کو ہے کہ اس کے مال سے دستور کے موافق کھائے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهِ — باب ہے بیان میں بیچنے شریک کے شریک سے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وہ جائز ہے ہر چیز مشترک میں اور وہ مانند بیچنے اس کے کی اجنبی سے ہے اور اگر اس کو اجنبی کے ہاتھ بیچے تو شریک کو حق شفعہ پہنچتا ہے اور اگر اس کو شریک کے ہاتھ بیچے تو حق شفعہ دور ہو جاتا ہے اور ذکر کی اوس نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی شفعہ کے باب میں وسیاتی الکلام علیه فی بابه اور ابن بطال کی کلام کا حاصل مناسب حدیث کی ہے ساتھ ترجمہ کے اور اس کے غیر نے کہا کہ معنی ترجمہ کے حکم بیع شریک کا ہے شریک اپنے سے اور مراد اس سے رغبت دلانا شریک کا ہے یہ کہ نہ بیچے وہ چیز جس میں کہ شفعہ ہے مگر شریک اپنے سے اس واسطے کہ اگر اس کو غیر کے ہاتھ بیچے تو جائز ہوگا شریک کو لینا اس کا ساتھ شفعہ کے زور سے اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ مناسبت کی یہ ہے کہ جب گھر تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں ایک دوسرے کے ہاتھ بیچے تو تیسرے کو جائز ہے یہ کہ شفعہ کے ساتھ لے اگرچہ پہلا مشتری بھی شریک ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مبنی ہے خلاف پر کہ کیا شفعہ کے ساتھ لینا مشتری سے لینا ہے یا بائع سے پس اگر مشتری سے ہو تو وہ شریک ہوگا اور اگر بائع سے ہے تو وہ شریک کے شریک سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ شفعہ والا اگر ہو واسطے اس کے پکڑنا قہر سے تو واسطے بائع کے ہے جب کہ ہو شریک اس کا یہ کہ بیچے اس کو اس کے ہاتھ میں ساتھ اختیار کے بلکہ یہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

۲۰۶۱۔ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۰۶۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گردانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں یعنی مشترک چیز بانٹی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو نہیں ہے شفعہ یعنی حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

بَابُ بَيْعِ الْأَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ

بیچنا زمین کا اور گھروں کا اور قسموں اسباب کا اس حال میں کہ مشترک ہوں تقسیم نہ ہوئی ہوں

فائدہ: اس باب میں جابر کی حدیث بیان کی ہے وسیاتی فی مکانہ۔

۲۰۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ كُلِّ مَالٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۰۶۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ثابت ہونے شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیری جائیں تو شفعہ نہیں۔ اس میں بیان ہے راویوں کے اختلاف کا سو بعضوں نے تو کل مالم یقسم روایت کی ہے اور بعضوں نے کل مال لم یقسم روایت کی ہے۔

بَابٌ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا لِغَيْرِهٖ بِغَيْرِ إِذْنِهٖ فَرَضِيَ

اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اس کے اذن کے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بات فضولی کی بیع کے واسطے باندھا ہے یعنی جو غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بدون اذن اس کے کی اور امام بخاری رحمہ اللہ مائل ہوئے ہیں طرف جواز کی یعنی یہ بیع جائز ہے۔ (فتح)

۲۰۶۳۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَّمْشُوْنَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِيْ جَبَلٍ

۲۰۶۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین آدمی سفر کو چلے جاتے تھے سو ان کو مینہ پہنچا وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا یعنی اور اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو اپنے زیادہ تر افضل عملوں کو جو کیے ہوں سو دعاء مانگو اللہ سے ان کے وسیلے سے یعنی تا کہ شاید اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے کھول دے

فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ادْعُوا اللّٰهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوهُ فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنِّي كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَرْعَى ثُمَّ أَجِيءُ فَأَحْلُبُ فَأَجِيءُ بِالْحِلَابِ فَآتِي بِهِ أَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ أَسْقِي الصِّبْيَةَ وَأَهْلِي وَامْرَأَتِي فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ قَالَ فَفُرِجَ عَنْهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أُحِبُّ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حَتّٰى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ فِيهَا حَتّٰى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَةٍ فَأَعْطَيْتُهُ وَأَبٰى ذَاكَ أَنْ يَأْخُذَ فَعَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ

تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی ماجرا تو یہ ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے سو میں باہر جاتا تھا اور بکریاں چراتا تھا پھر میں آتا تھا اور ان کا دودھ دوہتا تھا اور دودھ اپنے ماں باپ کے پاس لاتا تھا سو وہ دودھ کو پیتے تھے پھر میں اپنے چھوٹے لڑکوں کو اور اپنے گھر والوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا تھا سو میں نے ایک رات آنے میں دیر کی یعنی اس واسطے کہ چارا بہت دور ملا سو میں آیا تو ناگہاں دیکھا کہ میرے ماں باپ سوئے ہوئے تھے سو میں نے برا جانا کہ ان کو نیند سے جگاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے میرے قدموں میں شور کرتے تھے سو اسی طرح برابر میرا اور ان کا حال رہا صبح تک یعنی میں ان کے انتظار میں دودھ لیے رات بھر کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے تیری رضا مندی کے لیے کی تھی تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو اللہ نے اس سے ایک روزن کھول دیا اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی البتہ ماجرا یہ ہے کہ میرے ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس پر کمال عاشق تھا یعنی سو میں نے اس سے حرام کاری چاہی تو اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ مراد نہ پائے گا یعنی تیری یہ مراد حاصل نہ ہوگی یہاں تک کہ تو مجھ کو سو اشرفیاں دے سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ میں نے سو اشرفیاں جمع کیں سو جب میں اس کے دونوں پاؤں کے اندر بیٹھا تو اس نے کہا کہ ڈر اللہ سے اور مہر کو نہ توڑ مگر ساتھ حق اس کے کی یعنی بدون نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر سو میں اٹھ کھڑا

الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتّٰى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَإِنَّهَا لَكَ فَقَالَ أَتَسْتَهْزِئُ بِيْ قَالَ فَقُلْتُ مَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ.

ہوا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا سو الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مدت کی دلی آرزو تیری رضا مندی کے لیے ترک کی ہو تو اس پتھر سے ایک روزن کھول دے تو ان سے غار کی دو تہائیاں کھل گئیں تو تیسرے آدمی نے کہا کہ الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا بدلے ایک فرق چینا (جوار) کے یعنی اس کی اجرت ایک فرق چینا مقرر (جوار) کی تھی اور فرق ایک برتن کا نام ہے جس میں سولہ رطل اناج سمائے سو جب وہ اپنا کام پورا کر چکا تو میں نے اس کو اس کی مزدوری دی تو اس نے لینے سے انکار کیا سو میں نے اس فرق پر چینے (جوار) کی طرف قصد کیا اور اس کو بویا سو اس میں یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائیں، بیل اور غلام ان کے چرانے والے خریدے پھر وہ مزدور مدت کے بعد میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میرا حق مجھے دے تو میں نے کہا کہ جا ان گائیں، بیلوں اور ان کے چرانے والوں کی طرف اور ان کو لے تو اس نے کہا کہ کیا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لیکن وہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے الہی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ امانتداری تیری رضا کے لیے کی تھی تو اس پتھر کو ہم سے کھول دے سو وہ پتھر ان سے دور ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر کے واسطے کوئی چیز خریدے بغیر اذن اس کے کے اور وہ اس سے راضی ہو جائے تو وہ بیع صحیح ہے اس واسطے کہ تیسرے مرد نے اس کی اجرت سے کھیتی کر کے اس سے گائیں، بیل اور غلام خریدے اس واسطے کہ اس مرد نے مزدور کے مال میں تصرف کیا بدون اذن اس کے کے لیکن جب اس کو بڑھایا اور اس کو دیا سو اس نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ راضی ہوا اور طریق استدلال کا ساتھ اس کے بنا بر اس کے ہے کہ پہلوں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور خلاف اس میں مشہور ہے لیکن برقرار رکھا جاتا ہے بایں طور کہ آپ ﷺ نے اس کو مدح کی جگہ بیان کیا اور اس کے فاعل کی تعریف کی اور اس کو

اس پر برقرار رکھا اور اگر یہ امر جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو بیان فرماتے پس ساتھ اس طریق کے صحیح ہوگا استدلال نہ ساتھ محض ہونے اس کے شرع پہلوں کے اور بیع اقتصار کرنے بخاری کے اوپر استنباط کے ساتھ اس طریق کے دلالت ہے اس پر کہ جو چیز کہ روایت کی اس نے بیع فضل گھوڑوں کے عروہ بارقی کی حدیث سے بیع قصے بیچنے اس کے بکری کو نہیں قصد کیا اس نے ساتھ اس کے استدلال کا واسطے اس حکم کے اور تحقیق جواب دیا گیا ہے حدیث باب سے بایں طور کہ احتمال ہے کہ اس نے مزدور ٹھہرایا ہو اس کو ساتھ فرق کے کہ اس کے ذمہ میں ہو یا جب اس نے اس فرق کو اس کے پیش کیا اور اس نے اس کو قبض نہ کیا تو وہ مزدور ٹھہرانے والے کے ذمہ میں بدستور باقی رہا اس واسطے کہ جو ذمہ میں ہو وہ نہیں معین ہوتا ہے مگر ساتھ قبض کے سو جب مالک نے اس میں تصرف کیا تو اس کا تصرف صحیح ہوا برابر ہے کہ اس نے اپنے واسطے اعتقاد کیا یا اجیر کے واسطے پھر احسان کیا ساتھ اس چیز کے کہ جمع ہوا تھا اس نے اجیر پر ساتھ رضامندی اس کی کے اور ابن بطال نے کہا کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحت قول ابن قاسم کے کہ جب ایک مرد دوسرے مرد کے پاس اناج امانت رکھے اور وہ دوسرا آدمی اس کو مول سے بیچ ڈالے اور امانت والا اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو اس کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو قیمت لے لے جس کے ساتھ اس نے اس کو بیچا ہے اور اگر چاہے تو اس کے برابر اناج لے لے اور اشہب نے اس کو منع کیا ہے اس واسطے کہ وہ اناج بدلے اناج کے ہے جس میں خیار ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے ابو ثور کے کہ جو کسی کی گیہوں زور سے چھین لے اور اس کو بو دے تو جو گیہوں کہ زمین سے پیدا ہو وہ گیہوں والے کی ہے یعنی جس سے گیہوں چھینی گئی تھی اور باقی شرح اس کی احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ
مشرکین اور اہل حرب کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کا بیان

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ کفار کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر اس چیز کا بیچنا درست نہیں جس کے ساتھ کافر مسلمانوں پر مدد لیں اور جس کا اکثر مال حرام ہو اس کے ساتھ خرید وفروخت کرنے میں علماء کو اختلاف ہے اور جو اس کو جائز کہتا ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے کافر کو فرمایا کہ یہ بیع ہے یا ہبہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کافر کو بیع کرنی اور یہ کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اس کا وہ مالک ہے اور یہ کہ مشرک کے ہدیہ کا قبول کرنا جائز ہے۔ (فتح)

٢٠٦٤۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۲۰۶۴۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے پھر ایک کافر پریشاں بال دراز قد بکریاں لایا جن کو ہانکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو

عَنهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً.

بیچنے کا ارادہ کرتا ہے یا اللہ بخشنے (ہدیہ دینے) کا اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیچنے کا ارادہ کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس سے بکری خریدی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے وفیہ المطابقة للترجمة۔

بَابُ شِرَآءِ الْمَمْلُوْكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهٖ وَعِتْقِهٖ

خریدنا غلام کا کافر حربی سے اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا جائز ہے

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس باب کے ثابت کرنا ملک حربی کا ہے اور یہ کہ جائز ہے اس کو تصرف کرنا اپنے ملک میں ساتھ بیع اور ہبہ اور عتق وغیرہ کے جب کہ برقرار رکھا آپ ﷺ نے مسلمان کو نزدیک مالک اپنے کے جو کافر تھا اور حکم کیا اس کو مکاتب کرنے کا اور بعض کہتے ہیں کہ ہبہ کرنا ظالم بادشاہ کا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے اور سوائے اس کے جس کو حدیث باب کی متضمن ہے۔(فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوْهُ وَبَاعُوْهُ.

اور آپ ﷺ نے مسلمان سے کہا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کرا اور تھا وہ آزاد سو کافروں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو بیچ ڈالا۔

فائدہ: اور اس کا قصہ اس طور سے ہے کہ سلمان اصل میں مجوسی تھا سو دین حق کی تلاش کے واسطے اپنے باپ سے بھاگا سو ایک درویش سے جا ملا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا پھر ایک اور درویش کے پاس جا رہا اور ان کی موت تک ان کے پاس رہتا تھا یہاں تک کہ اخیر درویش نے اس کو عرب کی راہ دکھائی اور اس کو آپ ﷺ کے ظاہر ہونے کی خبر دی سو سلمان رضی اللہ عنہ نے بعض جنگلیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آنے کا قصد کیا سو انہوں نے اس کے ساتھ فریب کیا اور اس کو وادی القری میں (ایک جگہ کا نام ہے) ایک یہودی کے پاس بیچا پھر اس سے اس کو بنی قریظہ کے ایک اور یہودی نے خریدا اور اس کو مدینہ میں لایا سو جب مدینے میں آیا اور آپ ﷺ کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اپنے مالک سے مکاتبت کر یعنی اپنی جان کو اپنے مالک سے خرید ساتھ دو قسطوں کے یا زیادہ کے اور اس سے سمجھا جاتا ہے برقرار رکھنا احکام کافروں کا اوپر اس کے کہ اسلام سے پہلے اس پر تھی اور طبری نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو یہودی کو سلمان میں بیع وغیرہ کے ساتھ تصرف کرنے پر اس واسطے برقرار رکھا تھا کہ جب وہ اس کا مالک ہوا تھا تو اس وقت سلمان اس شریعت پر نہ تھا بلکہ اس وقت نصرانی تھا

اور اس شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو کافر کسی کے نفس یا مال پر غالب ہو جائے اور مغلوب مسلمان نہ ہوا ہو تو وہ غالب کے مِلک میں داخل ہو جاتا ہے۔ (فتح)

وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ

اور قید کیے گئے عمار اور صہیب اور بلال یعنی پہلے یہ تینوں صحابی رضی اللہ عنہم کافروں کے غلام تھے اور ان کے ملک میں تھے پھر مسلمانوں نے ان کو ان کے ہاتھ سے خرید کر آزاد کیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنے مال کا مالک ہے اور اس کو اپنے مال میں ہر طرح سے تصرف کرنا درست ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بزرگی دی ہے بعض تمہارے کو بعض پر رزق میں یعنی بعض مالدار ہیں اور بعض محتاج سو جو لوگ فضیلت دیے گئے ہیں نہیں وہ رزق دینے والے اپنے غلاموں کو یعنی بلکہ اللہ ان کو رزق دیتا ہے سو مالک اور غلام رزق میں برابر ہیں کہ سب کو اللہ ہی نے رزق دیا ہے کیا پس اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

فائدہ: ترجمہ کی جگہ اس سے یہ قول اللہ کا ہے علی ماملکت ایمانھم اس واسطے کہ اللہ نے ثابت کی واسطے ان کے ملک ہاتھ کی باوجود اس کے کہ اکثر ملک ان کے اوضاع شرعیہ کے مخالف تھے اور ابن منیر نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ حربی کا ملک صحیح ہے اور صحیح ہے مالک ہونا مسلمان کا اس سے اور مخاطب اس آیت میں مشرکین ہیں اور جو توبیخ کہ ان کے واسطے ہوئی ہے تو وہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے بتوں کی تعظیم کی اور اللہ کی تعظیم نہ کی اور یہ اس باب سے غرض نہیں۔ (فتح)

۲۰۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ

۲۰۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی یعنی اپنا وطن چھوڑا سو اس کے ساتھ ایک گاؤں میں آئے جس میں ایک ظالم بادشاہ تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک عورت لایا ہے جو نہایت خوبصورت عورتوں سے ہے تو بادشاہ نے کسی کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہ

دَخَلَ إِبْرَاهِيمُ بِامْرَأَةٍ هِيَ مِنْ أَحْسَنِ النِّسَآءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِيْ مَعَكَ قَالَ أُخْتِيْ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِيْ حَدِيْثِيْ فَإِنِّيْ أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّكِ أُخْتِيْ وَاللّٰهِ إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِيْ إِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ الْأَعْرَجُ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ يُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِيْ إِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هٰذَا الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنْ يَمُتْ فَيُقَالُ هِيَ قَتَلَتْهُ فَأُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا ارْجِعُوْهَا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَأَعْطُوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيْدَةً.

عورت کون ہے جو تیرے ساتھ ہے یعنی اس سے تیرا کیا رشتہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میری بہن ہے پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کی طرف پلٹ گئے اور کہا کہ میری بات کو مت جھٹلاؤ کہ میں نے ان کو خبر دی ہے کہ تو میری بہن ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ہے زمین پر کوئی ایماندار سوائے میرے اور تیرے، سو ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا تو بادشاہ اس کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی اعرج کہتے ہیں ابوسلمہ کہتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا پھر بادشاہ ان کی طرف کھڑا ہوا تو سارہ وضو اور نماز کے لیے کھڑی ہوئیں اور کہتی تھیں کہ الٰہی اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھا ہے مگر اپنے خاوند پر تو کافر کو مجھ پر قادر نہ کر سو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا یہاں تک کہ زمین کو اپنا پاؤں مارتا تھا (حدیث کے راوی عبدالرحمٰن کہتے ہیں ابوسلمہ نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) سارہ نے کہا کہ اے الٰہی کہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اس کو مار ڈالا سو چھوڑا گیا دوسری بار یا تیسری بار یعنی دو یا تین بار اس طرح بیہوش ہو کر گر پڑا اور ہر بار سارہ کی دعا سے ہوش میں آیا تو بادشاہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بھیجا تم نے پاس میرے مگر شیطان کو اس کو

ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھیر لے جاؤ اور اس کو ہاجرہ لونڈی دو سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پلٹ آئیں اور کہا کہ کیا تم نے جانا ہے کہ اللہ نے کافر کو ناامید اور محروم کیا اور خدمت کے واسطے ایک لونڈی دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کے ہدیہ اور ہبہ کو قبول کرنا درست ہے اس لیے کہ اس کافر بادشاہ نے کہا کہ اس کو ہاجرہ دو اور سارہ نے اس کو قبول کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو برقرار رکھا۔ (فتح)

۲۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيْدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَبَهِهِ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ.

۲۰۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ ایک لڑکے میں جھگڑے سو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیٹا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ہے کہ اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ دیکھیں کہ اس کی صورت عتبہ کے مشابہ ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھائی ہے کہ میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا اس کی لونڈی سے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مشابہت کو دیکھا سو اس کی مشابہت ظاہر عتبہ کے ساتھ دیکھی سو فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے اے عبد بن زمعہ لڑکا واسطے صاحب بچھونے کے ہے اور زانی کے لیے محرومی ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ بنت زمعہ سو سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کے ملک کو لونڈی کے واسطے برقرار رکھا اور غلامی کے احکام اس پر جاری کیے (فتح)

۲۰۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِصُهَيْبٍ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْكَ

۲۰۶۷۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے صہیب سے کہا کہ ڈر اللہ سے اور نہ دعوی کر نسبت کا طرف غیر باپ اپنے کی سو صہیب نے کہا کہ نہیں خوش لگتا مجھ کو یہ کہ میرے واسطے اتنا اتنا مال ہو اور میں یہ دعوی کروں

فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا وَأَنِّي قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّي سُرِقْتُ وَأَنَا صَبِيٌّ.

لیکن میں چرایا گیا تھا اور حالانکہ میں چھوٹا لڑکا تھا۔

فائدہ: صہیب کہا کرتے تھے کہ میں سنان بن مالک کا بیٹا ہوں اور اپنے نسب کو نمر بن قاسط کی طرف لے جاتے تھے اور ماں ان کی بنی تمیم سے تھی اور صہیب عجمی تھے یعنی غیر عربی اس واسطے کہ اس نے رومیوں کے درمیان پرورش پائی سو ان کی زبان ان پر غالب آئی اور کہا کہ عرب کا دستور تھا کہ بعضے بعض کو پکڑ کر غلام بنا لیتے تھے سو قید کیا مجھ کو کچھ لوگوں نے بعد اس کے کہ میں نے اپنے مولد اور اہل کو پہچانا پھر انہوں نے مجھ کو رومیوں کے ہاتھ بیچا حاصل یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے اس کو کہا کہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں عرب کی نسل سے ہوں اور حالانکہ تیری زبان رومی ہے تب صہیب نے اس کو یہ جواب دیا کہ لڑکپن میں مجھ کو رومی قید کر کے لے گئے تھے اس واسطے ان کی زبان مجھ پر غالب آئی واللہ! میری نسل رومی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی ملک صحیح ہے کہ عبدالرحمٰن بن جدعان نے اس کو خرید کر آزاد کیا۔ (فتح)

۲۰۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ أَوْ أَتَحَنَّتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَّعِتَاقَةٍ وَّصَدَقَةٍ هَلْ لِّي فِيْهَا أَجْرٌ قَالَ حَكِيْمٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

۲۰۶۸۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتاؤ کہ جو نیکیاں میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا جیسے برادر پروری اور غلام آزاد کرنا اور خیرات کرنا کیا ان کا ثواب بھی مجھ کو ملے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے آگے ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر کی خیرات اور آزادی صحیح ہے اور یہ متضمن ہے اس کو کہ کافر کی ملک صحیح ہے اس واسطے کہ صحیح ہونا آزادی کا موقوف ہے اوپر صحیح ہونے ملک کے۔ (فتح) وفیه المطابقة للترجمة.

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ

رنگنے سے پہلے مردار کے چمڑے کا بیان

فائدہ: یعنی کیا اس کی بیع صحیح ہے یا نہیں وارد کی اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی میمونہ کی بکری میں اور شاید کہ انہوں نے لیا ہے جواز بیع کو اس سے کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست فرمایا اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست ہے اس کا بیچنا بھی درست ہے اور جس کے ساتھ فائدہ اٹھانا درست نہیں اس کا

بیچنا بھی درست نہیں اور ساتھ اس تقریر کے جواب دیا جاتا ہے اسماعیلی کے اعتراض سے کہ اس نے کہا کہ باب کی حدیث میں بیع کے واسطے تعرض نہیں اور مردار کے چمڑے سے مطلق نفع اٹھانا دباغت سے پہلے اور پیچھے مشہور ہے زہری کے مذہب سے اور شاید کہ یہی مختار ہے نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اور اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مفہوم ہے کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے کھانے کے سوا جو چیز ہے سب مباح ہے پس اس کی بیع بھی درست ہوگی اور پوری اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔ (فتح)

٢٠٦٩۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا.

٢٠٦٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر گزرے سو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مردار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا تو صرف کھانا حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کھال کا بیچنا درست ہے۔

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيْرِ

باب ہے بیان میں قتل کرنے خنزیر کے

فائدہ: یعنی کیا اس کا مار ڈالنا مشروع ہے جیسے کہ اس کا حرام ہونا مشروع ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے کی بیع کے بابوں میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس چیز کے مار ڈالنے کا حکم ہے اس کا بیچنا جائز نہیں اور ابن تین نے کہا کہ خلاف اجماع کا کیا ہے بعض شافعیہ نے کہا کہ سو نہ قتل کیا جائے خنزیر کو جب کہ اس میں ضرر نہ ہو اور جمہور کہتے ہیں کہ اس کا قتل کرنا مطلق جائز ہے۔ (فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيْرِ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کا بیچنا حرام کیا

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

٢٠٧٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٢٠٧٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم میں اے مسلمانوں عیسیٰ علیہ السلام مریم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ.

کا بیٹا حاکم عادل ہو کر سو چلیپا (صلیب) کو توڑ ڈالے گا اور خوک (خنزیر) کو مار ڈالے گا یعنی واسطے مبالغہ کے اس کی حرمت میں اور جزیہ کو گرا دے گا یعنی جو ایمان نہ لائے گا اس سے جزیہ قبول نہ کرے گا بلکہ اس کو قتل کر ڈالے گا اور کثرت سے پھیل پڑے گا مال یہاں تک کہ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس حدیث سے آپ کا یہ قول ہے کہ خنزیر کو قتل کرے گا یعنی اس کو معدوم کرنے کا حکم کرے گا واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے کھانے کے حرام ہونے میں اور اس میں بڑی توبیخ ہے واسطے نصاریٰ کے جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طریقے پر ہیں پھر خوک کے کھانے کو حلال جانتے ہیں اور اس کی محبت میں مبالغہ کرتے ہیں (فتح)

اور چلیپا کی یہ شکل ہے + نصاریٰ اس شکل کی بڑی تعظیم کرتے ہیں اس واسطے کہ ان کے گمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مارے گئے اور ہر چند ابھی نصاریٰ وغیرہ سب کافروں سے جزیہ لینا درست ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں نصاریٰ سے جزیہ قبول نہ کریں گے اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو قتل کریں گے۔

بَابٌ لَّا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهٗ رَوَاهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مردار کی چربی نہ گالی جائے نہ بیچی جائے روایت کیا اس مضمون کو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

فائدہ: اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

٢٠٧١۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ طَاوُسٌ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا.

٢٠٧١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے شراب بیچی ہے تو کہا کہ اللہ لعنت کرے فلانے کو کیا نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں سو انہوں اس کو پگھلایا اور بیچا۔

فائدہ: اور مراد فلاں سے اس حدیث میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے شراب کو کس طرح بیچا تھا بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو یہود سے جزیہ کی قیمت سے لیا تھا پھر اس کو انہیں کے ہاتھ بیچ ڈالا واسطے اعتقاد جواز کے حکایت کی اس کو ابن جوزی نے ابن ناصر سے اور ترجیح دی اس کو اور کہا کہ ان کو لائق تھا کہ اس کی بیع کا ان کو متولی بناتے تا کہ ممنوع کام میں داخل نہ ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ انہوں نے انگور کا نچوڑ اس شخص کے ہاتھ میں بیچا ہو جو اس کو شراب بنائے اور نچوڑ کو بھی شراب کہتے ہیں جیسا کہ انگور کو شراب کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ آخر کو شراب بن جاتا ہے یہ بات خطابی نے کہی ہے اور یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے ہو بہو شراب کو بیچا ہو بعد اس کے کہ اس کی حرمت شائع ہوگئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ احتمال ہے کہ شراب کا سرکہ بنا کر بیچا ہو اور عمر رضی اللہ عنہ کا اعتقاد ہوگا کہ شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں جیسا کہ اکثر علماء کا قول ہے اور سمرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ جائز ہے جیسا کہ تاویل کیا ہے اس کو غیر اس کے نے کہ حلال ہے سرکہ بنانا شراب کا اور نہیں بند ہے حلال ہونا اس کا خود بخود سرکہ ہو جانے اس کے میں قرطبی وغیرہ نے کہا کہ پہلی وجہ ٹھیک ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں معین ہے پہلی وجہ پر کہ انہوں نے اس کو جزیہ کے بدلے لیا ہو بلکہ احتمال ہے کہ ان کو غنیمت وغیرہ سے حاصل ہوا ہو اور اسماعیلی نے کہا کہ احتمال ہے کہ سمرہ کو اس کی تحریم معلوم ہو اور اس کے بیچنے کی تحریم معلوم نہ ہو اسی واسطے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مذمت پر اکتفا کیا سوائے عقوبت اس کے کی اور یہی ہے گمان ساتھ اس کے لیکن میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا کہ سمرہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل تھے اور یہ جو کہا کہ چربیاں ان پر حرام کی گئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چربی کا کھانا ان پر حرام ہوا، نہیں تو اگر ان کا بیچنا ان پر حرام ہوتا تو پگھلانے کے حیلہ کرنے کچھ حاجت نہ تھی اور وجہ تشبیہ دینے عمر کی مسلمانوں کے شراب بیچنے کو ساتھ بیچنے یہود کے چربی پگھلی ہوئی کو مشترک ہونا ہے نہی میں کہ دونوں کا کھانا درست نہیں لیکن یہ بات نہیں کہ جس کا کھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہو مانند گدھوں گھر کے پالے ہوؤں کی اور درندے جانوروں کی کہ ان کا کھانا حرام ہے اور بیچنا حرام نہیں پس ظاہر یہ ہے کہ مشترک ہونا ان دونوں کا بیچ ہونے ہر ایک کے دونوں میں سے ہوگیا ہے ساتھ نہی کے کھانے اس کے سے ناپاک اسی طرح حکایت کیا ہے ابن بطال نے طبری سے اور برقرار رکھا اس کو اور یہ تقریر واضح نہیں بلکہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے اور کھانا گدھوں اور درندے جانوروں وغیرہ کا جن کا کھانا حرام ہے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتا ہے بعد ذبح کے اور وہ ذبح سے مردار ہو جاتا ہے ان واسطے کہ اس کے واسطے ذبح نہیں اور جب مردار ہوا تو ناپاک ہوگیا اور نہیں جائز ہوگی بیع اس کی پس یہ اعتراض اصل میں وارد نہیں اور یہ قول جمہور کا ہے کہ جس کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی حرام ہے اگرچہ اس کے بعض میں بعض نے خلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جب بیٹا اپنے باپ کی لونڈی کا وارث ہو تو اس کو اس سے صحبت کرنی درست نہیں اور اس

کو اس کا بیچنا اور اس کا قیمت کھانا درست ہے پس یہ قاعدہ ٹھیک نہیں تو عیاض نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس کو اس سے نفع اٹھانا مطلق حرام نہیں بلکہ اس کو اس کے ساتھ تو صرف استمتاع منع ہے واسطے امر خارجی کے اور اس کے غیر کو اس کے ساتھ استمتاع وغیرہ اٹھانا درست ہے جب کہ مالک ہو اس کو بخلاف چربی کے اس واسطے کہ مقصود اس سے اور وہ کھانا ہے یہود پر حرام تھا ہر حال میں اور ہر شخص پر پس دونوں جدا ہو گئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت گنہگار معین کو لیکن احتمال ہے کہ عمر نے اس کے ظاہر کو مراد نہ رکھا ہو بلکہ یہ اس کو جھڑک کے واسطے کہا ہو اور اس میں درگزر کرنا ہے عزت والوں کے قصوروں سے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف اسی کلمہ پر اکتفا کی اس کو اور زیادہ سزا نہ دی اور یہ کہ جو حیلے اور وسیلے کہ حرام کی طرف پہنچائیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ شراب کا بیچنا حرام ہے اور ابن منذر وغیرہ نے اس میں اجماع نقل کیا ہے اور مخالف ہے اجماع کے وہ شخص جو اس کی بیع کو جائز رکھتا ہے اور جائز رکھتا ہے بیع انگور کے گچھے کو جو اندر سے بدل کر شراب ہو گیا ہو اور شراب کی حرمت کی علت میں اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ وہ ناپاک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کہ اس سے کوئی فائدہ مباح نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے مبالغہ کے اس سے نفرت دلانے میں اور یہ کہ جس چیز کی ذات حرام ہو اس کی قیمت بھی حرام ہے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ اگر مسلمان شراب کو ذمی کافر کے ہاتھ بیچے تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر ذمی کو شراب کے بیچنے کے واسطے وکیل کرے تو یہ بھی درست نہیں اور لیکن حرام ہونا بیع اس کی کا اہل ذمہ پر پس یہ مبنی ہے اوپر خلاف کے بیچ خطاب کافر کے ساتھ فروع کے اور یہ کہ جائز ہے قیاس کرنا اشباہ میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ کافر کے بدن کو بیچنا حرام ہے جب کہ ہم اس کو مار ڈالیں اور کافر اس کا خریدنا چاہے اور یہ کہ نہیں جائز ہے بیچنا ہر حرام ناپاک چیز کا اگرچہ اس میں نفع ہو مانند گوبر کی اور کوفیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ خریدار کو جائز ہے واسطے حاجت مشتری کے سوائے بائع کے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٠٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَأَكَلُوْا أَثْمَانَهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لُعِنَ

٢٠٧٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ ان پر چربیاں حرام ہوئیں یعنی ان کا کھانا تو انہوں نے ان کو بیچا اور ان کی قیمت کھائی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ قاتل کے معنی لعنت کے ہیں قتل کیے گئے یعنی لعنت کیے گئے خراصون یعنی جھوٹے۔

الْخَرَّاصُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ.

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيْرِ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا رُوْحٌ وَّمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

بیچنا ان تصویروں کا جن میں روح نہیں اور وہ چیز کہ اس سے مکروہ ہے

فائدہ: یعنی ان کا بنانا یا بیچنا یا عام ہے اس سے۔(فتح)

۲۰۷۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ إِنِّيْ إِنْسَانٌ إِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَإِنِّيْ أَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ.

۲۰۷۳۔ سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ناگہاں ان کے پاس ایک مرد آیا تو اس نے کہا کہ اے ابو عباس (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) میں ایک آدمی ہوں کہ میری معاش اپنی دستکاری سے ہے اور میں تصویریں بناتا ہوں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں بیان کرتا میں تجھ سے مگر جو چیز کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو کسی جانور کی تصویر بنائے تو اللہ اس کو عذاب کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور وہ اس میں جان کبھی نہ ڈال سکے گا یعنی تو عذاب بھی موقوف نہ ہوگا سو وہ مرد سخت ہانپنے لگا اور اس کا چہرہ زرد ہوگیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہے اگر تو نے نہ مانا مگر یہ کہ تو تصویر بنائے پس لازم جان اپنے اوپر تصویر اس درخت کی اور ہر چیز کی کہ اس میں جان نہیں یعنی درخت اور پہاڑ اور بیل بوٹا بنانا درست ہے۔

فائدہ: اور استدلال کرتا ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے بیع تصویروں کے واضح ہے۔(فتح)

بَابُ تَحْرِيْمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ

شراب کی خرید وفروخت کے حرام کرنے کا بیان

فائدہ: اس باب کی نظیر ابواب المساجد میں پہلے بھی گزر چکی ہے لیکن اس میں مسجد کی قید ہے اور یہ عام ہے اس سے۔(فتح)

وَقَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّمَ النَّبِيُّ

اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی بیع

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ

حرام کی یعنی اس کا بیچنا اور خریدنا درست نہیں

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی اور احمد وغیرہ نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شراب کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے۔(فتح)

٢٠٧٤۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ عَنْ آخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ.

٢٠٧٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورہ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لائے سو فرمایا کہ شراب کی تجارت حرام ہوگئی۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا

آزاد آدمی کے بیچنے کے گناہ کا بیان

فائدہ: یعنی جو جان بوجھ کر اس کو بیچے۔

٢٠٧٥۔ حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ.

٢٠٧٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین شخص کا مدعی دشمن ہو جاؤں گا قیامت کے دن ایک تو وہ مرد جس نے مجھ کو درمیان دیا پھر دغا کی یعنی اس کو توڑ ڈالا اور دوسرا وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ مرد جس نے کسی مرد کو مزدوری پر لگایا پھر اس سے پورا کام کروا لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

فائدہ: اللہ کو درمیان دیا یعنی کسی سے قول قرار کیا اور اس پر اللہ کی قسم کھائی پھر اس کو توڑ ڈالا اور خطابی نے کہا کہ آزاد کا غلام بنانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو چھپائے یا اس سے انکار کرے اور دوسرا یہ کہ آزاد ہونے کے بعد زور کے ساتھ اس سے خدمت لے اور پہلے میں زیادہ گناہ ہے دوسرے سے میں کہتا ہوں کہ حدیث باب کی اشد ہے اس واسطے کہ اس میں باوجود چھپانے آزادی کے یا انکار کرنے اس کے کی عمل کرنا ہے ساتھ مقتضی کتمہ کے اور وہ اس کا بیچنا ہے اور اس کی قیمت کا کھانا اور مہلب نے کہا کہ اس کا گناہ تو اس واسطے سخت ہے کہ مسلمان کہ ایک دوسرے کے کفو ہیں آزادی میں کہ جس نے آزاد کو بیچا تو اس نے اس کے تصرف

کو منع کیا اس چیز میں کہ مباح کیا تھا اللہ نے واسطے اس کے اور لازم کی اس کو ذلت جس سے اللہ نے اس کو چھوڑایا تھا اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ جو آزاد کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہیں آتا یعنی جب کہ چرائے اس کو حفاظت سے مثل اپنی مگر جو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آزاد آدمی کو بیچے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور آزاد مرد کی بیع کے جائز ہونے میں خلاف قدیم تھا پھر اختلاف موقوف ہوا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اپنی جان پر اقرار کرے کہ وہ غلام ہے تو وہ غلام ہوا اور اب اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ آزاد آدمی کا بیچنا درست نہیں اور مزدور سے کام کروا کر اس کی مزدوری نہ دینی یہ بھی اس کے معنی میں ہے کہ آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھائی اس واسطے کہ اس نے پورا فائدہ اٹھایا بغیر عوض کے تو گویا کہ اس نے اس کو کھایا اور اس واسطے کہ اس نے اس سے خدمت لی بغیر اجرت کے تو گویا کہ اس نے اس کو غلام بنایا۔ (فتح)

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَهُوْدَ بَبَيْعِ أَرَضِيْهِمْ حِيْنَ أَجْلَاهُمْ فِيْهِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مدینہ سے نکالا تو حکم کیا ان کو کہ اپنی زمین بیچ ڈالیں اس اسناد میں مقبری ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جس کو بخاری نے جہاد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس حالت میں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر آنکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو اور اس میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو یہاں سے نکال دوں سو جو اپنے مال سے کچھ پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اور شاید کہ امام بخاری نے جواز بیع زمین کو عموم بیع مال سے لیا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیع بابوں خیار کے عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں اطلاق مال کا اوپر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً

بیچنا غلام کا بدلے غلام کے اور حیوان کا بدلے حیوان کے ساتھ وعدے کے یعنی ادھار

فائدہ: اور مراد جنس غلام کی ہے پس داخل ہے اس میں مرد اور عورت اور اسی واسطے ذکر کیا قصہ صفیہ کا اور اشارہ کیا طرف لاحق کرنے حکم مرد کے ساتھ حکم عورت کے بیچ اس کے واسطے نہ ہونے فرق کے اور ابن بطال نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز ہے لیکن امام مالک نے شرط کی ہے کہ جنس مختلف ہو اور کوفے والوں اور احمد نے کہا کہ مطلق منع ہے واسطے دلیل حدیث سمرہ کے جو سنن میں مروی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اختلاف کیا گیا ہے بیچ سماع حسن کے سمرہ سے اور اس باب میں طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اور اس کے بھی راوی ثقہ ہیں مگر اس کے مرسل اور موصول ہونے میں اختلاف ہے سو بخاری اور بہت لوگوں نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے ترمذی وغیرہ میں روایت ہے اور اس کی اسناد

نرم ہیں اور جمہور کی دلیل حدیث عبداللہ بن عمرو کی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ لشکر کا سامان درست کر یعنی سواری اور ہتھیار وغیرہ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے حکم سے ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدا روایت کی یہ حدیث دارقطنی وغیرہ نے اور اس کی اسناد قوی ہے اور دلیل پکڑی ہے بخاری نے اس جگہ ساتھ قصہ صفیہ کے اور گواہی لی ساتھ آثار صحابہ کے۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يُوفِيهَا صَاحِبُهَا بِالرَّبَذَةِ

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خریدی ایک سواری بدلے چار اونٹوں کے کہ ضمانت کی گئی تھی وہ سواری بائع پر کہ ادا کرے اس کو بائع ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے پاس مدینہ کے) میں۔

فائدہ: اور مضمونہ صفت راحلہ کی یعنی وہ سواری بائع کے ضمان میں ہے یہاں تک کہ اس کو مشتری کے سپرد کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُونُ الْبَعِيرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ بَعِيرًا بِبَعِيرَيْنِ فَأَعْطَاهُ أَحَدَهُمَا وَقَالَ آتِيكَ بِالْآخَرِ غَدًا رَهْوًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بَعِيرٌ بِبَعِيرَيْنِ نَسِيئَةً

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ بہتر ہوتا ہے دو اونٹوں سے اور رافع نے دو اونٹوں کے بدلے ایک اونٹ خریدا سو ایک اس کو دیا اور کہا کہ دوسرا اونٹ کل تیرے پاس آئے گا بغیر دیر کے انشاء اللہ تعالیٰ' اور ابن مسیب نے کہا کہ نہیں سود ہے حیوان میں ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے بیچنا درست ہے ایک مدت معین تک' اور ابن سیرین نے کہا کہ نہیں ڈر ہے بیچنا ایک اونٹ کا بدلے دو اونٹوں کے اور ایک درہم کا بدلے ایک درہم کے ادھار

۲۰۷۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۷۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے بندیوں (غلاموں) میں صفیہ تھی سو وہ دحیہ کلبی کی طرف پھریں یعنی ان کے حصے میں آئیں پھر آپ ﷺ نے ان کو لیا۔

فائدہ: یہ اشارہ طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے دحیہ کو ان کے بدلے سات غلام دیے۔ وفیه المطابقة للترجمة

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيْقِ

غلام کے بیچنے کا بیان

٢٠٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْأَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ إِنَّكُمْ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ خَارِجَةٌ.

٢٠٧٧۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم غنیمت کے مال لونڈی پاتے ہیں اور ہم اس کی قیمت چاہتے ہیں یعنی اس کا بیچنا سو آپ ﷺ عزل کے باب میں کیا فرماتے ہیں سو فرمایا کہ کیا تم یہ کام کرتے ہو اس کا نہ کرنا تم پر واجب نہیں اس واسطے کہ کوئی جان نہیں کہ جس کا پیدا ہونا اللہ نے لکھا نہیں ہے مگر کہ وہ پیدا ہونے والی ہے۔

فائدہ: اور دلالت حدیث کی ترجمہ پر ظاہر ہے (فتح) اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل خود ابو سعید رضی اللہ عنہ تھے اور حالانکہ یہ خلاف واقع بلکہ سیاق میں حذف ہے اور تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس حالت میں کہ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا کہ ایک انصاری مرد آیا تو اس نے پوچھا۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

غلام مدبر کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں کہ مالک اس کو کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے جس کا آزاد ہونا اپنے مالک کی موت کے ساتھ معلق ہے اور نام رکھا گیا ہے اس کا مدبر اس واسطے کہ موت زندگی کے پیچھے آتی ہے اور یا اس واسطے کہ کہ اس کے مالک نے دنیا اور آخرت کے کام کی تدبیر کی لیکن تدبیر دنیا کی پس ساتھ ہمیشہ رہنے اس کے کی اوپر فائدہ اٹھانے کے ساتھ خدمت غلام اپنے کے اور لیکن تدبیر آخرت اپنی کی پس ساتھ حاصل کرنے ثواب آزادی کے اور وہ راجع ہے طرف پہلے معنی کی اس واسطے کہ تدبیر امر کی ماخوذ ہے نظر کرنے سے عاقبت میں پس رجوع کرے گا طرف دبر امر کی اور وہ اس کا آخر ہے۔ (فتح)

٢٠٧٨۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ.

٢٠٧٨۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مدبر غلام کو بیچا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس پر قرض تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس

کو آٹھ درہم سے بیچا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ محتاج ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو آٹھ درہم سے بیچا اور اس کی قیمت اس کے پاس بھیجی پس اس روایت میں اس کے بیچنے کے سبب کو بیان کیا اور وہ محتاج ہونا اس کا ہے طرف قیمت اس کی کے اور یہ سب روایتیں متفق ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مالک کی زندگی میں بیچا تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَاعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ غلام مدبر کو بیچا۔

فائدہ: قرطبی وغیرہ نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا کہ اس پر مدبر کرنا غلام کا درست ہے اور نیز اتفاق ہے کہ وہ تہائی مال سے آزاد ہے سوائے لیث اور زفر کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ راس المال سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ عقد جائز ہے یا لازم سو جو کہتا ہے کہ یہ عقد لازم ہے وہ کہتا ہے کہ اس میں تصرف منع ہے مگر ساتھ آزاد کرنے کے یعنی اس کو آزاد کرنا تو درست ہے اور اس کے سوائے اور کوئی کام کرنا درست نہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ تصرف جائز ہے اس میں اس نے تصرف کرنے کو جائز رکھا ہے پہلا قول مالک اور اوزاعی اور کوفیوں کا ہے اور دوسرا قول شافعی اور اہل حدیث کا ہے اور ان کی دلیل باب کی حدیث ہے اور نیز اس واسطے کہ وہ معین کرنا ہے آزادی کو ساتھ ایک صفت کے کہ تنہا ہوا ہے مالک ساتھ اس کے تو اس کی بیع پر قادر ہوگا مانند اس شخص کی کہ معلق کرے آزادی اس کی کو ساتھ داخل ہونے گھر کے مثلا اور نیز اس واسطے کہ یہ مسئلہ ہے کہ جو غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو اس کا اس کو بیچنا بالاتفاق درست ہے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جواز بیع مدبر کا یعنی غلام مدبر کی بیع بھی جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ بھی وصیت کے معنی میں ہے اور لیث نے جواز کو حاجت کے مقید کیا ہے یعنی اگر حاجت ہو تو جائز ہے اور نہیں تو مکروہ ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس کے واسطے عموم نہیں پس محمول ہوگا بعض صورتوں پر اور وہ خاص ہونا جواز کا ہے ساتھ اس حالت کے کہ اس پر قرض ہو اور یہ مشہور مذہب امام احمد کا ہے اور امام مالک کے مذہب میں بھی خلاف ہے اور بعض مالکیہ نے حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مرد کے تصرف کو اس واسطے رد کیا تھا کہ اس کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر رد کرنے تصرف اس شخص کے جو اپنے سب مال کو خیرات کرے اور بعضوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی خدمت بیچی تھی اس کی گردن نہیں بیچی تھی اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جو دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مدبر کی خدمت کو بیچنا جائز ہے لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور اگر فرضا صحیح بھی ہو تو اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ اس میں اس پر دلیل نہیں کہ جو بیع کہ مدبر کے قصے میں واقع ہوئی تھی جس کو نعیم نے خریدا تھا وہ بیع اس کی منفعت کی تھی نہ اس کی

گردن کی۔ (فتح)

۲۰۷۹۔ حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَیْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ وَاَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسْاَلُ عَنِ الْاَمَةِ تَزْنِیْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِیْعُوْهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ.

۲۰۷۹۔ زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کہ اگر لونڈی زنا کرے اور اس کا خاوند نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو دوسری بار بھی اس کو کوڑے مارو پھر تیسری بار یا چوتھی بار کے بعد اس کو بیچ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی زنا کرے تو یہ حکم عام ہے پس ہر لونڈی کو یہ حکم شامل ہوگا خواہ مدبرہ ہو یا غیر مدبرہ پس پکڑا جائے گا اس سے جائز ہونا بیع مدبر کا فی الجملہ۔ (فتح)

۲۰۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِی اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ عَلَیْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْیَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا یُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعَرٍ.

۲۰۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی حرام کاری کرے پھر اس کی حرام کاری ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ مالک اس کو کوڑے مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر دوسری بار زنا کرے تو چاہیے کہ دوسری بار بھی اس کو حد مارے اور اس کو ملامت نہ کرے پھر اگر تیسری بار بھی زنا کرے اور اس کا زنا ظاہر ہو جائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بال کی رسی سے ہو۔

بَابٌ هَلْ یُسَافِرُ بِالْجَارِیَةِ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَبْرِئَهَا

کیا جائز ہے سفر کرنا ساتھ لونڈی کے پہلے استبراء کرنے اس کے

فائدہ: استبراء شرح میں کہتے ہیں لونڈی کے رحم کی پاکی طلب کرنے کو یعنی اگر کوئی کسی لونڈی کا مالک ہو بہ سبب خریدنے وغیرہ کے تو اس کو اس سے صحبت کرنی حرام ہے ایک حیض کے آنے تک اور مقید اس کو کیا ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں مساس اور مباشرت کا گمان غالب ہے۔ (فتح)

وَلَمْ یَرَ الْحَسَنُ بَاْسًا اَنْ یُّقَبِّلَهَا اَوْ

اور حسن بصری اس میں کچھ ڈر نہیں دیکھا یعنی جائز ہے

يُبَاشِرُهَا. — کہ اس کو چومے اور اس کے بدن سے بدن لگائے۔

فائدہ: یہ عام ہے خواہ لونڈی بندی ہو یا کوئی غیر۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ أَوْ بِيْعَتْ أَوْ عَتَقَتْ فَلْيُسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب بخشی جائے لونڈی (ہبہ کی جائے) جو صحبت کی جاتی ہے یا بیچی جائے یا آزاد ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے رحم کی پاکی طلب کی جائے ساتھ ایک حیض کے یعنی ایک حیض کے آنے تک اس سے صحبت نہ کرے اس کے بعد کرے اور کنواری کے رحم کو پاک نہ کیا جائے یعنی اگر کنواری عورت کا مالک ہو تو اس سے اسی وقت صحبت کرنی درست ہے۔

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مذہب تھا کہ بکارت حمل کو منع کرتی ہے یا حمل کے ہونے پر یا صحبت کے نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس میں نظر ہے اور بر تقدیر تسلیم پس استبراء میں شائبہ تعبد کا ہے پس اس واسطے استبراء کی جاتی ہے وہ عورت جو حیض سے ناامید ہو۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُّصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾.

یعنی اور عطاء نے کہا کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ پہنچے اپنی لونڈی حاملہ سے کہ اس کو خریدا ہو اس چیز سے کہ شرمگاہ کے سوائے ہے یعنی صحبت کے سوا اور سب کچھ درست ہے مانند بوسہ اور مباشرت وغیرہ کی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے فائدہ اٹھانا مگر اپنی بیویوں سے یا لونڈیوں سے پس تحقیق اس صورت میں ان کو ملامت نہیں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد یہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے حاملہ ہو تو یہ فاسد ہے اس واسطے کہ اس کے حلال ہونے میں تو کوئی شک نہیں کرتا اور اگر مراد یہ ہے کہ وہ غیر سے حاملہ ہو تو اس میں اختلاف ہے میں کہتا ہوں کہ احتمال ثانی زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے قید کیا ہے اس کو ساتھ مادون فرج کے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس آیت کی یہ ہے کہ تمام وجھوں سے فائدہ اٹھانا درست ہے سو صحبت اس سے دلیل کے ساتھ نکل گئی تو باقی اپنے اصل باقی رہیں۔ (فتح)

۲۰۸۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

۲۰۸۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں آئے یعنی جنگ خیبر کے دن سو جب اللہ نے آپ پر خیبر کو فتح کیا تو

عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ.

کسی نے آپ سے صفیہ کی خوبصورتی ذکر کی اور اس کا خاوند مارا گیا اور تو تھیں صفیہ دلہن یعنی ابھی تھوڑے دنوں سے ان کی شادی ہوئی تھی سو آپ ﷺ نے اس کو اپنے واسطے اختیار کیا سو آپ ﷺ اس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب ہم سد روحا میں پہنچے (کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) تو صفیہ حیض سے پاک ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دخول کیا پھر ایک چھوٹے دسترخوان پر حیس بنایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اذن دے پس تھا یہ ولیمہ آپ ﷺ کا صفیہ پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ صفیہ کے واسطے اپنے پیچھے چادر سے پردہ کرتے تھے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھتے تو صفیہ اپنا پاؤں آپ ﷺ کے گھٹنے پر رکھتیں یہاں تک کہ سوار ہوتیں۔

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی باب سے اس قول کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہوئیں پس معلوم ہوا کہ استبراء سے پہلے لونڈی کے ساتھ سفر کرنا درست ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک حیض سے صفیہ کا استبراء کیا اور مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا یہاں تک کہ اس کی عدت گزری لیکن اس کے راوی نے اس کے مرفوع ہونے میں شک کیا ہے اور نیز اس کے ظاہر میں شبہ ہے اس واسطے کہ دخول کیا آپ ﷺ نے ساتھ اس کے وقت پھرنے آپ ﷺ کے کی خیبر سے بعد قتل ہونے خاوند اس کے کے ساتھ تھوڑے دنوں کے سو اتنا زمانہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس میں عدت گزر سکے اور نہ راویوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ حاملہ تھیں بس محمول ہوگی عدت اوپر پاک ہونے اس کے کی حیض سے اور یہی مطلوب ہے اور صریح اس باب میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ اوطاس کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ نہ صحبت کی جائے حامل سے یہاں تک کہ جنے اور نہ حیض والی سے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے روایت کی یہ حدیث ابوداؤد نے۔ (فتح)

بَابُ بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْأَصْنَامِ
مردار اور بتوں کے بیچنے کا بیان

فائدہ: مردار وہ چیز ہے کہ دور ہو اس سے زندگی نہ ساتھ ذبح شرعی کے اور ابن منذر نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ مردار کی بیع حرام ہے اور مچھلی اور ٹڈی اس سے مستثنیٰ ہے یعنی مچھلی اور ٹڈی مردہ کی بیع درست ہے اور صنم اس چیز کو کہتے ہیں جس کی تصویر بنائی گئی ہو اور وثن اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے جسم ہو۔ (فتح)

۲۰۸۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۰۸۲۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور حالانکہ آپ مکے میں تھے کہ تحقیق اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا مردار اور شراب اور سور اور بتوں کا بیچنا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتاؤ تو کہ مردار کی چربی کا کیا حال ہے کہ تحقیق ملی جاتی ہیں ساتھ اس کے کشتیاں اور چکنی کی جاتی ہیں ساتھ اس کے کھالیں اور چراغ جلاتے ہیں اس سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حرام ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نزدیک فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھایا۔

فائدہ: یہ جو راوی نے کہا کہ فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تو اس میں بیان ہے تاریخ اس کی کا اور یہ واقع رمضان میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور احتمال ہے کہ تحریم اس سے پہلے واقع ہوئی ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دوبارہ بیان فرمایا ہو تا کہ سنے اس کو جس نے اس کو پہلے نہیں سنا تھا اور یہ جو فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے تو مراد اس سے حرام ہونا بیع اس کی کا ہے اسی کو تفسیر کیا ہے شافعی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانا حرام ہے اور یہی ہے قول اکثر کا سو نہ فائدہ اٹھایا جائے مردار سے نزدیک ان کے ہرگز

مگر جو دلیل سے خاص ہے اور وہ چمڑا رنگا ہوا ہے اور اگر کوئی پاک چیز ناپاک ہو جائے تو جمہور کے نزدیک اس کا بیچنا جائز ہے اور احمد اور ابن ماجشون نے کہا کہ نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ کسی چیز کے اس سے اور دلیل پکڑی ہے خطابی نے اوپر جائز ہونے انتفاع کے ساتھ اجماع علماء کے کہ جس کا چوپایہ مر جائے اس کو جائز ہے کہ اپنے شکاری کتوں کو کھلا دے پس اسی طرح جائز ہے ملنا کشتی کا ساتھ چربی مردار کے اور نہیں ہے کوئی فرق اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ یا حضرت ﷺ چربی کے بیچنے کا کیا حکم ہے پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ سوال چربی کے بیچنے سے واقع ہوا تھا نہ مطلق فائدہ اٹھانے سے اور یہ مؤید ہے واسطے قول شافعی وغیرہ کے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ بیع مردار اور شراب اور سور کے منع کی علت ناپاک ہونا ہے پس یہ علت ہر نجاست کی طرف متعدی ہوگی لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مشہور ہے کہ سور پاک ہے اور بتوں کی بیع کے منع ہونے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی مباح نفع نہیں اس بنیاد پر اگر اس طور سے ہو کہ اگر اس کو توڑا جائے تو اس کے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے تو اس کا بیچنا بعض شافعیہ وغیرہ کے نزدیک جائز ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ منع ہے واسطے حمل کرنے کے نہی کو ظاہر پر اور ظاہر یہ ہے کہ نہی بیع اس کی سے واسطے مبالغہ کے ہے بیچ نفرت دلانے کے اس سے اور یہی حکم ہے سولیوں کا جس کی نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں اور حرام ہے ان سب کا خریدنا اور بنانا اور اجماع ہے اوپر حرام ہونے بیع مردار اور شراب اور سور کے مگر جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے بیچ باب تحریم خمر کے اسی واسطے رخصت دی ہے بعض علماء نے بیچ تھوڑے بالوں سور کے واسطے سینے کے حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی اور ابو یوسف اور بعض مالکیہ سے اس بنیاد پر پس اس کی بیع جائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک مردار سے وہ چیز مستثنیٰ ہے جس میں زندگی حلول نہیں کرتی مانند بال اور اُون اور ریشم کے پس تحقیق وہ پاک ہے پس اس کی بیع جائز ہے اور یہی قول ہے اکثر مالکیہ اور حنفیہ کا اور زیادہ کیا ہے اس پر بعضوں نے ہڈی اور دانت اور سینگ اور کھر کو اور حسن اور لیث اور اوزاعی نے کہا کہ بال ناپاک ہیں لیکن وہ ان کے نزدیک دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور شاید کہ وہ ان کے نزدیک ناپاک ہوئے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ معلق ہوئی ہے ساتھ ان کے مردار کی رطوبتوں سے نجس العین نہیں اور اسی طرح قول ابن قاسم کا ہے ہاتھی کی ہڈیوں میں کہ وہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کے مول کا بیان

۲۰۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۲۰۸۳۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی (کمائی) اور کاہن کی شرینی سے منع فرمایا۔

وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

٢٠٨٤۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَوْنُ بْنُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ اشْتَرٰى حَجَّامًا فَأَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْأَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ.

۲۰۸۴۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ نے ایک غلام سینگی لگوانے والا خریدا سو اس کی سینگیوں کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں سو میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو کی قیمت اور کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت کو جو اپنا بدن گدوائے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور لعنت کی تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شامل ہیں چار حکموں پر یا پانچ پر اگر مغائرت کریں درمیان کسب لونڈی کے اور مہر بغی کے پہلا حکم کتے کی قیمت کا ہے اور ظاہر نہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیچنا حرام ہے اور وہ عام ہے ہر کتے میں سکھایا ہوا یا غیر اس کا ان کتوں میں سے جن کا پالنا درست ہے یا درست نہیں اور اس کو یہ بات لازم ہے کہ اس کو تلف کرنے والے پر اس کی قیمت نہیں آتی اور یہی قول ہے جمہور کا اور امام مالک کہتے ہیں کہ اس کا بیچنا درست نہیں اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہے اور ایک روایت اس سے جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت اس کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اس کی بیع جائز ہے اور اس کے تلف کرنے والے پر قیمت آتی ہے اور عطا اور نخعی نے کہا کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے اور کی جائز نہیں اور ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی کتے کی قیمت مانگنے کو آئے تو اس کے ہاتھ مٹی سے بھر دو اور اس کی سند صحیح ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کتے کی قیمت حلال نہیں اور علت اس کے بیع کے حرام ہونے میں شافعیہ کے نزدیک مطلق ناپاکی ہے اور وہ علت جاری ہے سکھائے ہوئے کتے میں اور نہ سکھائے ہوئے کتے میں اور جو اس کے ناپاک ہونے کا قائل نہیں اس کے نزدیک اس کے منع کی علت نہی ہے رکھنے اس کے سے اور حکم کرنا ساتھ مار ڈالنے اس کے کی اس واسطے خاص کیا گیا ہے اسے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا مگر شکاری کتے سے روایت کی یہ حدیث نسائی نے لیکن اس کی صحت میں طعن کیا ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور مذہب مالک کا یہ ہے کہ

کتے کا رکھنا جائز ہے اور اس کی بیع مکروہ ہے اور اگر اس کی بیع ہو تو فسخ نہ کی جائے اور گویا کہ جب اس کے نزدیک کتا پاک ہے اور اس کے رکھنے کی اجازت دی واسطے منافع جائزہ کے تو اس کا حکم تمام مبیعوں کا حکم ہوگا لیکن شرع نے اس کی بیع سے نہی تنزیہی کی ہے اس واسطے کہ یہ اچھی عادت نہیں اور یہ جو آپ ﷺ نے کتے کی بیع کو مہر بغی اور حلوان کاہن کے ساتھ منع میں برابر کیا تو یہ محمول ہے اس کتے پر جس کے پالنے کی اجازت نہیں ہوئی اور بر تقدیر عام ہونے اس کے ہر کتے سے پس نہی ان تین چیزوں سے قدر مشترک میں ہے یعنی کراہت میں عام ہے اس سے کہ تنزیہی ہو یا تحریمی اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں منع ہے پھر خصوصیت ہر ایک کی اور دلیل سے لی جاتی ہے پس تحقیق پہنچانا ہم نے حرام ہونا مہر بغی کا اور حلوان کاہن کا اجماع سے نہ مجرد نہی سے اور عطف سے جمیع وجوہ میں مشترک ہونا لازم نہیں آتا اور کبھی امر کا عطف نہی پر آتا ہے اور ایجاب کا نفی پر اور دوسرا حکم مہر بغی کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جس کو حرام کاری کے بدلے لیتی ہے اور اس کو مہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر لونڈی زنا پر مجبور کی جائے تو اس کے واسطے مہر نہیں اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں واجب ہے واسطے مالک کے اور تیسرا حکم کسب لونڈی کا ہے اور عنقریب ہے کہ اجارہ میں آئے گا باب **کسب البغی والاماء** اور اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا یہاں تک کہ وہ جانے کہ کہاں سے کمایا ہے اس نہی سے معلوم ہوا کہ مراد ساتھ نہی کسب کے حرام کاری کی کمائی ہے نہ کمائی ساتھ مباح کے یعنی بلکہ مباح کام کے ساتھ کمانا درست ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا آپ ﷺ نے کسب لونڈی کے سے مگر جو اپنے ہاتھ سے کمائے مانند سوت کاتنے کی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد سب کسب ہیں اور یہ سد باب کے ذرائع سے ہے اس واسطے کہ جب اس پر کام کو لازم کیا جائے تو نہیں امن میں ہے اس سے کہ اپنی شرم گاہ سے کمائے پس معنی یہ ہیں کہ اس پر کوئی خراج معلوم نہ ٹھہرائے کہ وہ اس کو ہر دن ادا کیا کرے اور چوتھا حکم کاہن کی شیرینی کا ہے اور وہ بالاجماع حرام ہے اس واسطے کہ اس میں باطل پر عوض لینا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو آئندہ کی خبر دے اور یہی حکم ہے نجوم اور رمل وغیرہ کا جس کے ساتھ عراف لوگ غیب کی بات کے معلوم کرنے پر مدد لیتے ہیں اور جو کوئی خبر دینے پر مٹھائی یا کپڑا وغیرہ دے اس کو حلوان کہتے ہیں اور حلوان کے معنی شیرینی کے ہیں اور حلوان اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ لینے والے کو بے محنت اور مشقت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہانت کا اصل اور حکم آئے گا اور پانچواں حکم لہو کی قیمت کا ہے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سینگی لگوانے کی اجرت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظاہر پر ہے اور مراد حرام ہونا بیع لہو کا ہے اور لہو کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بالاجماع حرام ہے اور اجرت حجام کا مسئلہ اجارے میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ السَّلَمِ — کتاب ہے بیع سلم کے بیان میں

فائدہ: سلم نام اس بیع کا ہے کہ بالفعل مول روپیہ یا اشرفی دے اور مبیع یعنی ایک جنس ٹھہرا لے کہ اتنی مدت میں لوں گا ایک مہینے میں یا دو مہینے میں مثلا سو روپیہ ایک شخص کو دے اور اس سے ٹھہرا لے کہ سو من گیہوں اس قسم کی دو مہینے لوں گا اور اتفاق ہے سب علماء کا اس کے مشروع ہونے پر مگر جو ابن مسیب سے بیان کیا گیا ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی بعض شرطوں میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو چیز بیع کے واسطے شرط ہے وہ اس کے واسطے بھی شرط ہے اور اتفاق ہے اوپر سپرد کرنے راس المال کے مجلس میں اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ دھوکے کا عقد ہے جو حاجت کے واسطے جائز رکھا گیا یا نہیں۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ — پیمانے معلوم میں بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی اس چیز میں کہ پائی جاتی ہے اور شرط ہونا تعیین پیمانے کا اس چیز میں کہ بیع سلم کی جاتی ہے بیچ اس کے کیلی چیز سے متفق علیہ ہے یعنی سلم فیہ چیز کیلی ہو تو ضرور ہے کہ اس میں پیمانے کی تعیین کرے کہ فلانے پیمانے سے لوں گا اس واسطے کہ پیمانے مختلف ہیں مگر یہ کہ تمام شہر میں ایک پیمانے کے سوا اور کوئی پیمانہ نہ ہو تو اطلاق کے وقت وہی مراد ہے۔ (فتح)

۲۰۸۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ أَوْ قَالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً شَكَّ إِسْمَاعِيْلُ

۲۰۸۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے اور لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے ساتھ وعدے ایک سال کے اور دو سال کے یا راوی نے یوں کہا کہ ساتھ وعدے دو سال کے یا تین سال کے اسمعیل راوی نے اس میں شک کیا ہے یعنی بالفعل روپیہ دیتے تھے اور شرط کر لیتے تھے کہ دو یا تین سال تک میوہ دینا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیع سلم کرے

فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ بِهٰذَا فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

تو چاہیے کہ سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں یعنی جو ماپ کر بکتی ہے اس میں پیمانے کی شرط کر لے اور جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں وزن کی شرط کر لے مثلا چار تولے یا پانچ تولے یا یہ معنے ہیں کہ ترازو اور بٹوں کی تعیین کرے کہ فلاں بٹوں سے تول کرلوں گا۔

بَابُ السَّلَمِ فِيْ وَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ

وزن معلوم بیع سلم کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی کہ اس چیز میں کہ تل کر بکتی ہے اور شاید کہ اس کا مذہب ہے کہ جو چیز تل کر بکتی ہو اس میں ماپ کر لینے کے ساتھ سلم نہ کی جائے اور بالعکس وہ ایک دو وجہوں کا ہے اور اصح شافعیہ کے نزدیک جواز ہے یعنی جائز ہے اور اتفاق ہے اوپر شرط ہونے تعیین پیمانے کے اس چیز میں کہ ماپ کر بیچی جاتی ہے مانند صاع حجاز کی اور قفیز عراق کی۔ (فتح)

٢٠٨٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

٢٠٨٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں سے تشریف لائے اور مدینے کے لوگ میوے میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو سلم کرے کیل معلوم میں اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک یعنی مثلا ایک مہینے یا ایک سال تک یہ جو کہا کہ چیز میں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان میں بیع سلم کرنی درست ہے اور حنفیہ اس کے مخالف ہیں اور حسن سے آئے گا کہ وہ اس کی صحت کا قائل ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِي كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ.

فائدہ: اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس حدیث میں وزن کا ذکر نہیں اور ترجمہ میں وزن کا ذکر ہے اور پہلے باب میں کیل معلوم کو ذکر کیا ہے تو گویا اشارہ ہے طرف اس کی کہ کیل اور وزن کا حاصل ایک ہے۔ (ت)

۲۰۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ و حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَأَبُوْ بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُوْنِيْ إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۲۰۸۷۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ بیع سلم میں جھگڑے کہ کیا بیع سلم کرنی جائز ہے یا نہیں تو انہوں نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفی پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ہم بیع سلم کرتے تھے بیچ زمانے آپ ﷺ کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں اور کھجور میں اور میں نے ابن ابزیٰ سے یہ مسئلہ پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح کہا۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کی اس باب میں اشارہ ہے طرف اس کی جو اس کے بعض طریقوں میں سے وارد ہوا ہے کہ ہم بیع سلم کرتے تھے روغن زیتون میں اس واسطے کہ زیت تل کر بکتا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ اگر بیع سلم کیلی یا وزنی چیز میں ہو تو پیمانے معلوم اور تول معلوم کرنے کا ذکر کرنا ضرور ہے اور اگر کیلی اور وزنی نہ ہو تو ضرور ہے اس میں ذکر کرنا عدد معلوم کا اور اجماع ہے کہ ضروری ہے پہچاننا صفت چیز مسلم فیہ کا ایسی صفت جو اس کو اپنے غیر سے وجدا کر دے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى مَنْ لَّيْسَ عِنْدَهٗ أَصْلٌ

بیع سلم کرنی ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس اصل نہیں

فائدہ: یعنی جس چیز میں بیع سلم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اصل کے اصل چیز مسلم فیہ کا ہے پس اصل دانے کا مثلاً کھیتی ہے اور اصل میوے کا مثلاً درخت ہے اور غرض باب سے ہے کہ یہ شرط نہیں۔ (فتح)

۲۰۸۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُوْ بُرْدَةَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِي الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيْطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ إِلَى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ قُلْتُ إِلَى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِيْ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا .

۲۰۸۸۔ محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے مجھ کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا سو ان دونوں نے کہا کہ اس سے پوچھ کہ کیا اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کرتے تھے سو عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا کہ ہم شام کے کھیتی کرنے والوں سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور انگور میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا اس شخص سے سلم کرتے تھے جن کے پاس ان کی اصل ہوتی اس نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے پھر انہوں نے مجھ کو عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے پاس بھیجا سو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ اصحاب آپ ﷺ کے زمانے میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور اس نے نہیں پوچھا کہ ان واسطے کھیتی تھی یا نہیں۔

فائدہ: شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو عدم استفصال اور آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے نکالا ہے (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ مُجَالِدٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں کہا کہ ہم ان سے گیہوں اور جو میں بیع سلم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے بیع سلم کے جب کہ نہ ذکر کیا جائے مکان قبض کا کہ کہاں لوں گا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور کا اور یہی قول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اور زیادہ کیا مالک نے کہ قبض کرے مسلم فیہ کو سلم کے مکان میں جہاں بیع سلم واقع ہوئی تھی اور اگر اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ اور شافعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے بیع سلم اس چیز میں کہ اس میں اٹھانا اور محنت ہو مگر یہ کہ شرط کرے کہ میں اس کو فلانی جگہ پہنچا دوں گا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے بیع سلم کے اس چیز

میں کہ وہ سلم کے وقت موجود نہیں جب کہ ممکن ہو موجود ہونا اس کا بیچ وقت داخل ہونے وعدے سلم کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور نہیں مفر ہے منقطع ہونا اس کا پہلے وقت وعدے کے سے اور پیچھے اس کے نزدیک ان کے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہیں صحیح ہے اس چیز میں کہ وعدے سے پہلے منقطع ہو جائے اور اگر عام چیز میں بیع سلم کرے اور وعدے کے وقت منقطع ہو تو جمہور کے نزدیک بیع سلم فسخ نہیں ہوتی اور شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ میں ٹوٹ جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تفرق کے بیع سلم میں پہلے قبض کے یعنی قبض کے پہلے جدا ہونا جائز ہے اس واسطے کہ یہ حدیث میں مذکور نہیں اور یہی ہے قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور اگر بغیر شرط کے ہو اور شافعی اور کوفے والے کہتے ہیں کہ اگر قبض سے پہلے جدا ہوئے تو بیع فاسد ہو جاتی ہے اس واسطے کہ ہوگی وہ بیع قرض کی ساتھ قرض کے اور ابن ابی اوفی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خرید وفروخت کرنی اہل ذمہ سے اور بیع سلم کرنی ساتھ ان کے اور یہ کہ اختلاف اور تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کیا جائے اور یہ کہ آپ ﷺ کی تقریر سے حجت پکڑنی درست ہے اور یہ کہ جب سنت کسی حکم کے مقرر کرنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ خود ہی اصل ہوتی ہے دوسرے اصل کی مخالفت اس کو ضرر نہیں کرتی۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ.

اس روایت میں گیہوں اور جو اور انگور کا ذکر ہے اور ایک راوی نے اس میں زیت کا لفظ زیادہ کیا ہے یعنی زیتون کے تیل میں بھی بیع سالم کرتے تھے۔

۲۰۸۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَأَيُّ شَيْءٍ يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ إِلٰى جَانِبِهٖ حَتّٰى يُحْرَزَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى

۲۰۸۹۔ ابوالبختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو میوہ درخت پر ہو اس میں بیع سلم کرنے کا کیا حکم ہے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ﷺ نے میوے کے بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ کھانے اور تولنے کے لائق ہو تو اس مرد نے کہا کہ کون سی چیز تولی جائے اور حالانکہ میوہ درخت پر ہے اور درختوں پر میوے کی کثرت ہوتی ہے کس کس کو تولا جائے تو ایک مرد نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہا کہ یہاں تک کہ اندازہ کیا جائے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث کو باب کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اس واسطے کہ اس میں سلم کا ذکر نہیں اور غفلت کی اس نے اس چیز سے کہ سیاق حدیث میں راوی کا قول واقع ہوا ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ حکم بطور مفہوم کے ماخوذ ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب ابن عباس رضی اللہ عنہ پوچھے گئے کہ بیع سلم کرنے سے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے پاس درخت ہیں ان درختوں میں تو اس نے اعتماد کیا کہ یہ بیچنا میوے کا ہے پہلے ظاہر ہونے پختگی اس کی کے اور جب کھجور کے معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ غیر معین درختوں میں بیع سلم کرنی درست ہے اس واسطے کہ اس میں دھوکا اعتماد کا ہے ہو بہو ان درختوں پر تاکہ نہ داخل ہو بیع باب بیچنے میوے کے پہلے ظاہر ہونے پختگی ان کی کے اور فائدہ اندازہ کرنے کا فقیروں کے حق کے مقدار کا پہچاننا ہے پہلے اس سے کہ اس میں مالک تصرف کرے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ
کھجوروں کے میوے میں بیع سلم کرنے کا بیان

۲۰۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ أَوْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ.

۲۰۹۰۔ ابو البختری سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کھجور کے میوے کی بیع سے منع ہوا ہے یہاں تک کہ کھانے کے لائق ہو اور منع ہوا ہے بیچنے چاندی کے سے ادھار بدلے حاضر کے اور میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی کھجور کے میوے میں بیع سلم کرنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے میوے کے سے یہاں تک کہ کھایا جائے یا اس کا مالک اس سے کھائے اور یہاں تک کہ تولا جائے۔

فائدہ: اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یعنی جو آئندہ آتی ہے اگر صحیح ہو تو محمول ہے سلم حال پر نزدیک اس کے جو اس کا قائل ہے یا جس کی مدت قریب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے بیع سلم کرنی کھجور کے درختوں معین میں باغ میں لیکن بعد ظاہر ہونے پختگی میوے کے اور یہی قول ہے مالکیہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نہ بیع سلم کرے کوئی مرد کھجور کے میوے میں یہاں تک کہ پھل نکلے اس واسطے کہ ایک مرد نے بیع سلم کی بیچ باغ ایک مرد کے پہلے اس سے کہ پھل نکلے تو اس سال میں بالکل کچھ میوہ نہ نکلا سو مشتری نے کہا کہ وہ باغ میرا ہے یہاں تک کہ پھل نکلے اور بائع نے کہا کہ میں نے تو صرف یہی سال بیچا تھا سو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

جھگڑتے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مول اس کو پھیر دے اور نہ بیع سلم کیا کرو کھجور میں یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو اور اس حدیث میں ضعف ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے اتفاق اکثر کا اس پر کہ باغ معین میں سلم کرنی منع ہے اس واسطے کہ وہ دھوکا ہے اور حمل کیا ہے اکثر نے حدیث مذکور کو سلم حال پر اور حاکم نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کے واسطے ہے کہ آپ ﷺ بیچیں میرے ہاتھ کھجوریں معلوم مدت معلوم تک بنی فلاں کے باغ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بیچتا میں تیرے ساتھ کھجوریں باغ معین سے بلکہ بیچتا ہوں میں تجھ سے وسق معلوم مدت معلوم تک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معین باغ کے میوے میں بیع سلم کرنی درست نہیں اور بیع سلم میں مدت معین کرنے کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٠٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَنَهٰى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ قُلْتُ وَمَا يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرَزَ۔

٢٠٩١۔ اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ الْكَفِيْلِ فِي السَّلَمِ

سلم میں ضامن دینے کا بیان

فائدہ: اس حدیث میں ضامن کا ذکر نہیں اور شاید کہ اس کی مراد یہ ہے کہ کفیل رہن کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے اس واسطے کہ وہ حق ہے جس میں رہن رکھنا ثابت ہوا ہے تو اس میں ضامن کا لینا بھی درست ہوگا اور پہلے بعینہ یہ استنباط ابراہیم نخعی نے کیا ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور بخاری نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے بعض طریقوں میں لفظ آچکا ہے۔

٢٠٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى

٢٠٩٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِّنْ
يَهُوْدِيٍّ بِنَسِيْئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَّهُ مِنْ حَدِيْدٍ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا جائز نہیں اور اعمش سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتا ہے کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے تو ابراہیم نے اس پر اس حدیث کے ساتھ رد کیا اور اس کی باقی کلام کتاب الرہن میں آئے گی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن اور اوزاعی سے روایت ہے کہ یہ مکروہ ہے اور یہی ایک روایت ہے امام احمد سے اور باقی لوگوں نے اس کی اجازت دی ہے اور دلیل اس کی یہ آیت ہے کہ جب معاملہ کرو ادھار کا ایک مدت تک تو اس کو لکھ لو یہاں تک کہ کہا کہ اگر لکھنے والا نہ ملے تو گرو ہاتھ میں رکھیں اور یہ لفظ عام ہے پس سلم بھی اس کے عموم میں داخل ہو گی اس واسطے کہ وہ بھی بیع کی قسموں میں سے ہے (فتح) لیکن یہ تردد باقی ہے کہ جو صورت اس حدیث میں مذکور ہے بیع سلم کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی اس واسطے کہ بیع سلم میں مول نقد دیا جاتا ہے اور بیع ایک مدت کے بعد لی جاتی ہے اور حدیث میں یہ صورت نہیں (ت) لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس نے سلم کو بیع پر قیاس کیا ہے کہ جب بیع میں رہن رکھنا درست ہے تو سلم میں بھی درست ہو گا اس واسطے کہ سلم بھی ایک قسم کی بیع ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس واسطے احمد کے ساتھ اس حدیث کے کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سلم کرے کسی چیز میں تو نہ پھیرے اس کو طرف غیر اس کے کی اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ وہ امن میں نہیں اس سے کہ مرہون مرتہن کے ہاتھ میں اس کی نقدی سے ہلاک ہو جائے پس ہو گا پورا لینے والا حق اپنے کا غیر اس چیز سے کہ مسلم فیہ ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ — بیع سلم میں گرو رکھنے کا بیان

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری روپیہ نقد دے اور بائع سے مسلم فیہ کے بدلے کوئی چیز گرو رکھ لے کہ جب وہ مسلم فیہ اس کی طرف ادا کرے تو اپنی چیز جو گرو رکھی ہے مشتری سے واپس لے لے اور یا مشتری نقد مول بائع کو نہ دے بلکہ کوئی چیز اس کے پاس گرو رکھے کہ جب تو مسلم فیہ ادا کرے گا تو اس وقت تجھ کو روپیہ دوں گا لیکن ظاہر کے موافق پہلی صورت ہے۔

٢٠٩٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ

٢٠٩٤۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے نزدیک سلم میں گرو رکھنے کا ذکر کیا یعنی جس بیع میں کہ قیمت نقد نہ ہو تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے اسود نے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا ساتھ وعدے ایک مدت

يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِّنْ حَدِيْدٍ.

معلوم کے اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَالْأَسْوَدُ وَالْحَسَنُ.

ایک مدت معلوم تک بیع سلم کرنے کا بیان یعنی اس میں مدت کا ہونا شرط ہے اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسعید خدری اور اسود اور حسن بصری کا۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو سلم حال کو جائز رکھتا ہے اور یہ قول شافعیہ کا ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ منع ہے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ اجل معلوم کو محمول کرتا ہے کہ اس کو مدت کا علم ہو فقط یعنی اس کو جانتا ہو کہ اتنی مدت ہے نہ یہ معنے کہ اس میں مدت کا نہ ہونا شرط ہے پس تقدیر نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو سلم کرے تو چاہیے کہ مدت معلوم تک سلم کرے نہ مجہول تک اور لیکن سلم حال کا جائز ہونا پس بطریق اولی ہے اس واسطے کہ جب بیع سلم مدت کے ساتھ جائز ہے تو بغیر مدت کے بطریق اولی جائز ہوگی اس واسطے کہ مدت میں دھوکا ہے اور حال میں دھوکا نہیں بلکہ دھوکے سے بہت دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ بیع سلم کرے عطا کے نکلنے تک اور نہ فصل کے کٹنے تک تو اس سے استدلال کیا گیا ہے واسطے شرط ہونے تعیین وقت اجل کے ساتھ ایسی چیز کے کہ مختلف ہو اس واسطے کہ فصل کا کٹنا مختلف ہوتا ہے اگرچہ ایک دن کا فرق ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک اور ابوثور نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ جائز ہے وقت مقرر کرنا اس کا میسر ہونے تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَأْسَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مَا لَمْ يَكُ ذٰلِكَ فِيْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے ساتھ بیع سلم کرنے کے بیچ اناج معلوم کے ساتھ نرخ معلوم کے جب تک کہ یہ کھیتی میں نہ ہو جس کی پختگی ظاہر نہیں ہوئی اور کام کے لائق نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سلم میں مدت کا ہونا شرط ہے۔

٢٠٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ أَسْلِفُوْا فِي الثِّمَارِ فِيْ كَيْلٍ

٢٠٩٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور لوگ میووں میں بیع سلم کرتے تھے دو سال تک اور تین سال تک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع سلم کرو میووں میں پیمانے معلوم میں مدت معلوم تک اور روایت میں آیا ہے کہ وزن معلوم میں۔

مَّعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ.

٢٠٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ مُجَالِدٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَأْتِيْنَا أَنْبَاطٌ مِّنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى قَالَ قُلْتُ أَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ.

٢٠٩٥۔ محمد بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے مجھ کو عبدالرحمٰن اور عبداللہ کے پاس بھیجا تو میں نے ان سے بیع سلم کا حکم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غنیمتیں پاتے تھے سو شام کی کھیتی کرنے والے ہمارے پاس آتے تھے سو ہم ان سے بیع سلم کرتے تھے گیہوں میں اور جو میں اور زبیب میں ایک مدت معلوم تک میں نے کہا کہ کیا ان کے واسطے کھیتی تھی یا نہ تھی انہوں نے کہا کہ ہم ان کو اس سے نہ پوچھتے تھے یعنی پس معلوم ہوا کہ یہ شرط نہیں۔

بَابُ السَّلَمِ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنے کا بیان

٢٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ الْجَزُوْرَ إِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا.

٢٠٩٦۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ کفر کی حالت میں اونٹ کو خریدتے تھے بچے کے بچے کے جننے تک سو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا تفسیر کیا ہے نافع نے حبل حبل کو کہ جنے اونٹنی اس بچے کو کہ اس کے پیٹ میں ہے۔

فائدہ: اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ مجہولی مدت تک بیع سلم کرنی درست نہیں اگرچہ مسند ہو طرف ایک چیز کی جو عادت سے پہچانی جاتی ہے خلاف ہے واسطے مالک کے اور ایک روایت احمد کے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں

بَابُ الشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

باب ہے شفعہ کا اس چیز میں کہ بانٹی نہیں گئی سو جب حدیں واقع ہوں تو نہیں ہے شفعہ

فائدہ: شفعہ کے معنے لغت میں جوڑے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ زیادتی ماخوذ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اعانت سے ماخوذ ہے اور شرع میں منتقل ہونا حصے شریک کا ہے طرف شریک کی جو منتقل ہوا تھا طرف اجنبی کی ساتھ مثل عوض معین کے اور نہیں اختلاف کیا علماء نے اس کے مشروع ہونے میں مگر ابی بکر اصم سے اس کا انکار منقول ہے۔ (فتح)

۲۰۹۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

۲۰۹۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ تقسیم نہیں ہوئی سو جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو نہیں شفعہ۔

فائدہ: اور یہ حدیث اصل ہے بیچ ثابت ہونے شفعہ کے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر سے ساتھ اس لفظ کے کہ حکم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز مشترک میں گھر ہو یا باغ نہیں جائز ہے شریک کو یہ کہ بیچے یہاں تک کہ اپنے شریک کو خبر دے سو اگر وہ چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اس کو بدون خبر دیئے شریک کے بیچ ڈالے تو وہ زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز میں شفعہ ثابت ہے ابتدا اس کا بتلاتا ہے ساتھ بڑھنے اس کے منقول چیزوں میں اور اس کا سیاق چاہتا ہے خاص ہونے اس کے کو

ساتھ عقار کے یعنی غیر منقول کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس میں غیر منقول ہے مانند زمین اور باغ کی اور امام مالک کہتے ہیں کہ شفعہ عام ہے ہر چیز میں ثابت ہے یہ ایک روایت امام مالک کی ہے اور یہی ہے قول عطا کا اور احمد سے روایت ہے کہ ثابت ہوتا ہے شفعہ حیوانوں میں اور ان کے سوا اور منقول چیزوں میں نہیں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شفعہ ہر چیز میں ثابت ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ معلول ہے ساتھ ارسال کے اور عیاض نے کہا کہ اگر اقتصار کیا جاتا حدیث میں پہلے ٹکڑے پر تو البتہ ہوتی اس میں دلالت اوپر ساقط ہونے شفعہ جوار کے لیکن جوڑا گیا ہے ساتھ اس کے پھیرنا راہوں کا اور جو چیز کہ دو امروں پر مترتب ہو نہیں لازم آتا اس سے مترتب ہونا اس کا اوپر ایک ان دونوں کے یعنی پس صرف حدیں واقع ہونے سے شفعہ جوار باطل نہیں ہوتا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ داخل ہونے شفعہ کے اس چیز میں کہ اس میں تقسیم نہ ہو سکے اور اوپر ثابت ہونے اس کے اس واسطے ہر شریک کے اور احمد سے روایت ہے کہ ذمی کے واسطے شفعہ نہیں اور شعبی سے روایت ہے کہ نہیں شفعہ واسطے اس کے کہ شہر میں نہ رہتا ہو۔ (فتح)

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰی صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ

بیچنے سے پہلے شفعہ والے پر شفعہ کو پیش کرنا

فائدہ: اگر بیچنے سے پہلے شفعہ والے کو خبر دے تو کیا اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا نہیں اور پورا بیان اس کا کتاب ترک الحیل میں آئے گا۔

وَقَالَ الْحَكَمُ إِذَا أَذِنَ لَهٗ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ

اور حکم نے کہا کہ اگر بیع سے پہلے اس کو خبر کر دی یعنی اور وہ نہ لے تو نہیں ہے واسطے اس کے شفعہ یعنی اس کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيْعَتْ شُفْعَتُهٗ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُهَا فَلَا شُفْعَةَ لَهٗ

اور شعبی نے کہا کہ جس کا شفعہ بیچا گیا یعنی وہ چیز کہ اس میں اس کا حق شفعہ تھا اور حالانکہ وہ حاضر تھا اور اس کو تغیر نہ دیا تو اس کے واسطے حق شفعہ نہیں۔

فائدہ: یعنی اس کا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۸۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلٰی سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَجَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ

۲۰۹۸۔ عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ میں سعد بن ابی وقاص پر کھڑا ہوا پھر مسور آیا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا تو ناگہاں ابو رافع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد کردہ آیا تو اس نے کہا اے سعد خرید لے مجھ سے میرے

مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى إِحْدٰى مَنْكِبَيَّ إِذْ جَآءَ أَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّيْ بَيْتَيَّ فِيْ دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ مَا أَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُكَ عَلٰى أَرْبَعَةِ آلَافٍ مُنَجَّمَةً أَوْ مُقَطَّعَةً قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لَقَدْ أُعْطِيْتُ بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا أَعْطَيْتُكَهَا بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَأَنَا أُعْطٰى بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

دونوں گھر کہ تیری حویلی میں ہیں تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں ان کو نہیں خریدتا تو مسور نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تو ان کو خرید لے تو سعد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ زیادہ کروں گا میں تجھ کو اوپر چار ہزار درہم کے جو مہلت دیے گئے ہیں ساتھ قسطوں معلوم کے یعنی چار ہزار قسطوں کے ساتھ دوں گا ہاتھوں ہاتھ میں اور نہیں کر سکتا تو ابو رافع نے کہا کہ البتہ مجھ کو پانچ سو دینار ملتے ہیں اگر میں نے آپ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ فرماتے تھے کہ ہمسایہ زیادہ ترحقدار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اپنے کے تو میں تجھ کو دونوں گھر چار ہزار سے نہ دیتا اور حالانکہ مجھ کو ان کے بدلے پانچ سو دینار ملتے ہیں پھر اس نے وہ گھر سعد کو دیا۔

فائدہ: اور ترمذی میں ہے کہ ہمسایہ زیادہ ترحق دار ہے بہ سبب نزدیک ہونے اس کے کے اگر غائب ہو تو اس کی انتظار کی جائے جب کہ دونوں کی راہ ایک راہ ہو ابن بطال نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے اوپر ثابت کرنے شفعہ کے واسطے ہمسائے کے اور ان کے سوا اور لوگوں نے اس کی تاویل کی ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ اس کے شریک ہیں اس بنیاد پر کہ ابو رافع سعد کا شریک تھا دونوں گھروں میں اس واسطے اس کو کہا کہ تو مجھ سے ان کو خرید لے اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ لغت میں ہمسائے کو شریک کہنا نہیں آیا تو یہ مردود ہے اس واسطے کہ جو چیز کسی چیز کے نزدیک ہو اس کو اس کا ہمسایہ کہا جاتا ہے اور مرد کی عورت کو ہمسایہ کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کو آپس میں مخالطت ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے بایں طور کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ابو رافع سعد کی حویلی سے دونوں گھروں کا مستقل مالک تھا نہ حصے مشترک کا سعد کی منزل سے یعنی وہ دونوں گھر صرف اسی کے ملک تھے اس میں سعد کا کچھ حصہ نہ تھا اور عمر بن ابی شیبہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر خریدنے سے پہلے سعد ابو رافع کا ہمسایہ تھا نہ شریک اور بعض حنفی کہتے ہیں کہ لازم آتا ہے شافعیہ کو جو قائل ہیں ساتھ حمل کرنے لفظ کے اوپر حقیقت اور مجاز کے یہ کہ قائل ہوں ساتھ شفعہ ہمسائے کے اس واسطے کہ جار کے حقیقی معنی ہمسائے کے ہیں اور مجازی معنے شریک کے ہیں اور جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی قرینہ نہ ہو اور تحقیق قائم ہوا ہے یہاں قرینہ اوپر مجاز کے پس اعتبار کیا گیا واسطے تطبیق کے درمیان حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کے پس حدیث جابر کی صریح ہے اس میں کہ شفعہ شریک کے ساتھ خاص ہے اور ابو رافع کی حدیث

بالاتفاق مصروف الظاہر ہے یعنی اس کا ظاہر مراد نہیں اس واسطے کہ وہ چاہتی ہے اس کو کہ ہمسایہ زیادہ تر حقدار ہو ہر ایک سے یہاں تک کہ شریک سے بھی اور جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو ثابت کرتے ہیں وہ شریک کو مطلق مقدم کرتے ہیں پھر اس کو جو راہ میں شریک ہو پھر ہمسائے کو اس پر جو ہمسایہ نہیں پس اس بنیاد پر پس متعین تاویل احق کی ساتھ حمل کرنے کے فضلیت پر یا خبر گیری پر اور مانند اس کی اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے جو ہمسائے کے شفعہ کا قائل نہیں کہ شفعہ ثابت ہوا ہے اوپر خلاف اصل کے واسطے ایک معنے کے کہ ہمسائے میں معدوم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ شریک اکثر اوقات اپنے شریک پر داخل ہوتا ہے سو اس سے ایذاء پاتا ہے اس واسطے اس کے تقسیم کرنے کی حاجت ہوئی پس داخل ہو گیا اس پر ضرر ساتھ نقصان قیمت ملک اس کے کی اور یہ معنی بانٹی ہوئی چیز میں نہیں پائی جاتی واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابٌ أَيُّ الْجِوَارِ أَقْرَبُ — کون سا ہمسایہ زیادہ تر نزدیک ہے؟

فائدہ: اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ لفظ جار کا پہلی حدیث میں ایک مرتبے پر نہیں (فتح)

۲۰۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

۲۰۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں میں سے جس کا دروازہ نزدیک تر ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو ہمسائے کے واسطے شفعہ کو واجب کرتا ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ اپنے ہمسایوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ جو قریب تر ہو وہ اولیٰ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ وہ داخل ہونے اس کے کی شفعہ میں یہ ہے کہ ابو رافع کی حدیث ہمسائے کے شفعہ کو ثابت کرتی ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استنباط کیا کہ اقرب کو دور پر مقدم کیا جائے واسطے علت کے بیچ مشروع ہونے شفعہ کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے ضرر سے ساتھ مشارکت غیر اجنبی کے بخلاف شریک کے بیچ گھر کے اور جو گھر سے لگا ہو۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ ہشتم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب ھے بیعوں کے بیان میں

کتاب ہے سلم کے بیان میں

کتاب ہے شفعہ کے بیان میں